مقاماتِ سرور رحمۃ اللہ علیہ



ترتیب و تدوین

محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

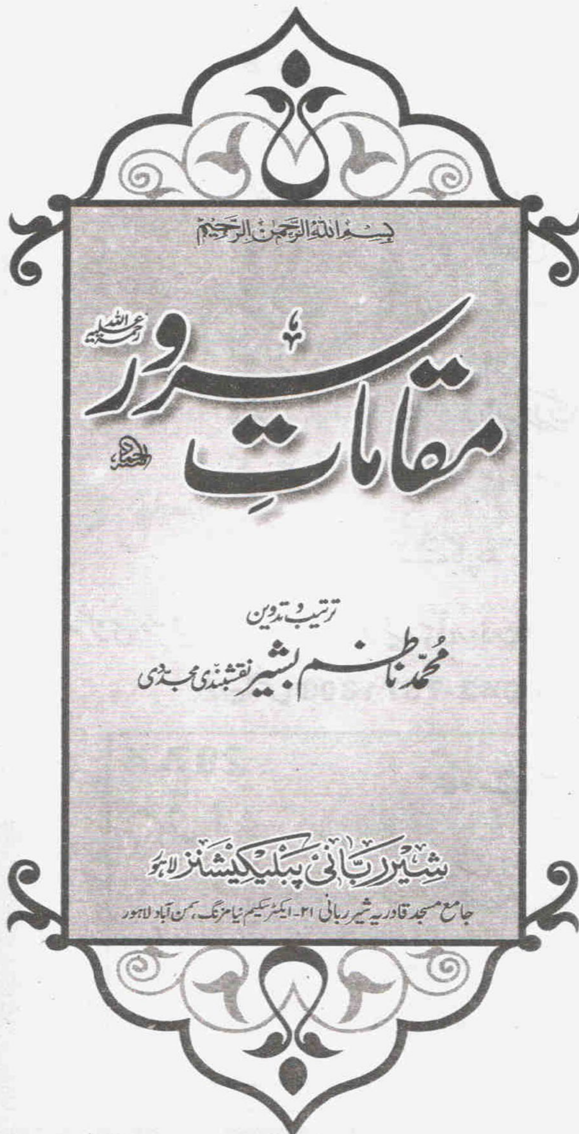


شیرِ ربانی پبلیکیشنز لاہور

سرورِ ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

کے پہلے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر ہونے والے اہل علم و دانش کے خطابات

(منعقدہ ۹/اپریل ۲۰۱۰ء، بمقام جامع مسجد قادریہ شیر ربانی ۲۱ ایکٹر سکیم نیو مزنگ سمن آباد، لاہور)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقاماتِ سرور رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تدوین

محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

شیر ربانی پبلیکیشنز لاہور

جامع مسجد قادریہ شیر ربانی ۲۱-ایکٹر سکیم نیا مزنگ، سمن آباد لاہور

انتساب

سفیر افکار امام ربّانیؒ ، قندیل اعلیٰ حضرت شیر ربّانیؒ

سرورِ ملت ، سیدی و مرشدی

حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجدّدی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

اُس پیکرِ اخلاص کے نام جس نے ساری زندگی دینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں گذار دی

محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

فہرست

خطابات/مقالات

تبصرے/تأثرات

ختمات

تقاریر و مطبوعات

ایک اہم یادداشت

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلویؒ

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں
جس راہ چل دیے ہیں کوچے بسا دیے ہیں

جب آگئی ہیں جوش رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دیے ہیں روتے ہنسا دیے ہیں

اک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا
تم نے چلتے پھرتے مردے جلا دیے ہیں

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیے ہیں

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے
اب تو غنی کے در پر بستر جمادیے ہیں

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اُٹھا دیے ہیں

دولہا سے اتنا کہدو پیارے سواری روکو
مشکل میں ہیں براتی پُر خار بادیے ہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہادیے ہیں

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیے ہیں دربے بہادیے ہیں

ملک سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

قطعہ تاریخ وفات

حضرت قبلہ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

پیرطریقت غلام سرور صوفیٔ باکمال — صاحب خلق عظیم و ہم خوش خصال
حق نے بخشی تھی اسے خوب درویشی — ذکر و فکر تھا سدا جس کا حال و قال
وہ پیر کامل ، مرد دانا، مرد حق — ہیں فیض یافتہ جس کے دشت و جبال
وہ غلامِ نقشبند ہم مجدد کا فقیر — وقف شب بیداری رہے جس کا ماہ وسال
کیا بیاں کروں اوصاف اُس زعیم کے — تھا فدائے دینِ حق ، پُر تاثیر قیل وقال
آتا تھا دیکھ کر جسے یاد اللہ! واللہ! — وہ کشتۂ عشق رسول لاریب ثانی بلال
وہ گدائے شیر ربّانی زاہد بے ریا — رہیں گے حشر تک قائم جس کے آثارواحوال
فکر جو کی صادق نے تاریخ ارتحال کی — کہاہاتف نے ''جذبۂ تعمیر'' ہے سال وصال

۱۴۳۰ھ

نتیجہ فکر

محمد صادق قصوری

قطعہ تاریخ وفات

حضرت قبلہ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت صوفی سرور آہ ہوئے ہیں اس دنیا سے رخصت
صورتاً سیرتاً تھے ولی کامل مرد خوش اعتقاد و صاحبِ ہمت
فرش سے تابہ عرش تھی شہرت روز افزوں رہی دولت و ثروت
ہوئی حاصل کسی کو شاذ و نادر یہ عزّت اور یہ فہم و فراست
مہ پُر نور چرخ علم و حکمت گلِ شادابِ گلزار شرافت
علم میں خلق میں فضل میں خداداد تھی انکی فہم و فراست
تھی جستجو صادقؔ کو سال وصال کی آئی ندا ''فروغِ انجمن'' ہے تاریخ رحلت
۱۴۳۰ھ

نتیجہ فکر
محمد صادق قصوری

اظہار تشکر

سب سے پہلے بندہ ناچیز خداوند قدوس کی بارگاہ میں کلمہ شکر ادا کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ بے شک تمام حسنات اس ذات پاک کی توفیق سے ہی وقوع پزیر ہوتی ہیں اس میں کسی کی محض ذاتی کاوش کا دخل نہیں ہے اور ہدیہ درود وسلام اس بارگاہ عالی مرتبت میں کہ جن کے وجود سے کائنات میں رنگینیاں ہیں۔ اور نذرانہ عقیدت درجہ بدرجہ حضور نبی اکرم ﷺ کی امت کے خواص کی خدمت میں کہ جن کی نسبت اور برکت سے کاوشیں درجہ قبولیت اختیار کرتی ہیں۔

میں شکر گذار ہوں ان تمام اہل علم و دانش کا جنہوں نے ہم جیسے نکموں پر سایہ کیا ہوا ہے۔ ان کاوشوں میں جن احباب نے خاص طور پر حوصلہ افزائی فرمائی بندہ ناچیز ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے۔ چند نام جو ذہن میں ہیں درج ذیل ہیں:

۱۔ ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

۲۔ پروفیسر قاری مشتاق احمد

۳۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی

۴۔ ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی

۵۔ جناب جمیل اطہر سرہندی

۶۔ علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی

٧۔علامہ مفتی ظہور احمد جلالی

٨۔پروفیسر قاری محمد رفیق

٩۔پروفیسر راغب الیاس شاہ

١٠۔علامہ محمد عرفان اللہ اشرفی

١١۔علامہ ڈاکٹر منظور حسین اختر

١٢۔جناب خواجہ محمد عمر فیاض

١٣۔جناب کاشف حمید

١٤۔جناب اسامہ سعید

١٥۔جناب شاہد حسین

١٦۔جناب عمران اقبال

١٧۔جناب کامران اقبال

جی سی یونیورسٹی شعبہ عربی سے وابستہ اور حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے منظور نظر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں ۔یقیناً وصال کے بعد آستانہ عالیہ سے متعلقہ تمام شعبوں کی کارکردگی کو بہتر بنانے میں قیمتی مشوروں سے نوازر ہے ہیں خاص کر اشاعتی کاموں میں بھرپور سرپرستی فرما رہے ہیں۔

شہزادگانِ سرور ملت صاحبزادہ غلام مصطفیٰ نقشبندی مجددی ،صاحبزادہ

محمد جنید سرور نقشبندی مجددی کے تعاون پر خاص طور پر شکر گذار ہوں۔

اس کے علاوہ محمد عامر فاروق کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے فقیر کی درخواست پر عملی قدم اٹھایا اور عرس کے خطابات کو سی ڈیز سے صفحہ قرطاس پر منتقل کرنے کی سعی فرمائی۔ ہمارے پیارے دوست جناب علی امجد نقشبندی بھی شکریے کے مستحق ہیں کہ جنہوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ادارے کی ویب سائٹ www.sarwaremillat.com کے اجراء کو ممکن بنایا۔ اللہ کریم جل شانہٗ معاونین مشن کو احسن جزا عطا فرمائے۔

دعاؤں کا طالب

محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

نوائے دل

محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

اس بات پر کسی کمزور ترین ایمان والے کو بھی کیا شک ہوسکتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے یعنی جو چاہے کر سکتا ہے۔اس کے امر کی بجا آوری میں کوئی شے مانع نہیں۔آخر کونسی ایسی بات ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنی نوع انسان کی راہنمائی کے لیے اپنے نائب مقرر کیے۔کیا اسے اس کی احتیاج تھی۔ہر قسم کی احتیاج سے پاک ذات ایسا کیوں کر رہی ہے۔حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں یہ بات تو ثابت ہوچکی ہے کہ خالق و مالک کائنات نے جب اپنا تعارف اور پہچان کرانے کا ارادہ فرمایا تو سب سے پہلے نور مصطفیٰ ﷺ کو پیدا فرمایا اور باقی کائنات کو آپ ﷺ کے توسل سے تخلیق فرمایا۔

نظام کائنات چلانے کے لیے اصول وقوانین عطا فرمائے۔جب کائنات کی تخلیق بوسیلہ ہوئی تو نظام کائنات بھی بوسیلہ ہی چلے گا۔یہی اللہ رب العزت کی منشاء ہے۔انسان کو خیر وشر کے ماحول میں رکھ کر اس کے لیے ہدایت کا سامان فراہم کیا۔روز ازل سے دونوں راہیں بتائیں گئیں اور روز قیامت تک اس کا اہتمام کر دیا گیا ہے۔فرق نبوت اور وارثان نبوت کا ہے۔انقطاع نبوت کے بعد کامل عاملینِ قرآن وسنت جنہیں نبوت کی وراثت کا ٹائیٹل عطا کیا گیا وہ اپنے فرائض منصبی کو ادا کرنے میں کسی صورت تساہل وتغافل کا شکار نہیں ہوتے اور نورِ ہدایت کو مخلوق خدا (انسانوں) تک پہنچانے میں ہمہ وقت مصروف عمل رہتے ہیں۔یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے

گا۔قدسیوں کی جماعت تکالیف ومصائب کو خاطر میں نہیں لاتی بلکہ تکالیف ومصائب ان کے لیے توانائی فراہم کرتے ہیں

کیا خوب کہا اقبال نے ؎

تندئ باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

یہ وارثان نبوت یعنی اولیا کاملین منعم حقیقی کے محبوب بن جاتے ہیں بطور انعام انہیں اپنی قوتوں کا مظہر بنا دیتا ہے پھر کوئی شے گروہ اولیاء کے لیے مشکل نہیں رہتی ۔بوقت ضرورت اعضائے بدن غیر معمولی افعال انجام دیتے ہیں۔مخلوق خدا کے دل میں ان کی محبت ڈال دی جاتی ہے اور ان کے تذکار کا سلسلہ ہر لحظہ بلند ہوتا چلا جاتا ہے ۔منکرین کی جماعت مقام اولیاء سے حسد کرتی ہے اور شرک و بدعت کی رٹ لگا کر فیضِ اولیاء میں روڑے اٹکانے کی مذموم کوششیں کرتی ہے۔

انعام الٰہی کا سلسلہ اس قدر بڑھتا ہے کہ گروہ اولیاء سے محبت کرنے والا بھی انعامات کا حق دار بن جاتا ہے۔

اس وقت ہم صف اولیاء اللہ کے ایک روشن نام اور شخصیت کا ذکر کرنے جارہے ہیں جن کی ساری زندگی شریعت کی پابندی اور دین اسلام کی سربلندی کے لیے گزری۔میری مراد عاشق رسول اکرم ﷺ ،سفیر افکارِ امام ربّانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور مظہر اعلیٰ حضرت شیر ربّانی رحمۃ اللہ علیہ سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بالا صفات ہے۔

آپ یقیناً اسم با مسمی تھے۔ آپ فرماتے لوگوں نے میرا نام مختصر نام(nic name) صوفی رکھ دیا ہے جو معروف ہوگیا ہے۔ یہ تو آپ کی غایت درجہ انکساری تھی حقیقت یہی ہے کہ آپ عملاً صوفی تھے۔ جس شخص کا اوڑھنا بچھونا ذکر خدا، ذکر مصطفٰے ﷺ اور ذکر اولیاء ہو، جو سرکار ہمہ عالم ﷺ کی محبت سے سرشار ہو۔ جس کا لبادہ سنت مصطفٰے ﷺ کا آئینہ دار ہو، مخلوق خدا کی خدمت جس کا مقصد حیات ہو۔ ضرورت مندوں کی حاجت روائی جس کا وظیفہ ہو۔ افعال وکلام میں جو ریاء سے پاک ہو۔ خوشامد سے جس کا قلب بیزار ہو۔ وہ صوفی نہیں تو اور کیا ہے۔

یہ باتیں کسی کتاب سے نہیں لی گئیں یہ فقیر کے اپنے مشاہدے کی باتیں ہیں حضرت سرور ملت علیہ الرحمۃ سے ۱۹ سال تک مسلسل رفاقت رہی۔ رفاقت بھی رسمی نہیں آپ علیہ الرحمۃ نے اپنی مبارک صحبت میں رکھنے کا شرف عطا فرمایا اور ظاہر و باطن میں وہ انقلاب پیدا کردیا کہ اب تو ایک ہی خواہش ہے کہ یہ زندگانی حضرت کے مشن کو آگے بڑھانے میں صرف ہوجائے۔

حضرت سرور ملت اپنی ذات میں انجمن تھے، ایک تنظیم ایک ادارہ تھے۔ وہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے ایک ایسے فکری وارث تھے جنہوں نے ساری زندگی اعلیٰ حضرت شیر ربّانی میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت و کردار کو اپنائے رکھا اور اس پر سختی سے کاربند رہے اور حق گوئی میں کبھی گھبراہٹ کا شکار نہیں ہوئے۔ کبھی غلط بات سے سمجھوتہ نہیں کیا اور خوشامد جیسے غلیظ ہتھکنڈے کا کبھی سہارا نہیں لیا۔ حضرت سرور ملت علیہ الرحمۃ کی سیرت آج خانقاہوں کے فکری اور حقیقی وارثان کے لیے مشعل راہ ہے۔

علمائے آخرت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ خانقاہوں کے رکھوالوں کی اصلاح فرمائیں تاکہ بڑے بڑے بزرگوں سے منسوب آستانے ممکنہ بدنامی سے بچ جائیں اور شریعت اور سنت کا راج ہو۔ آنے والے سالک و طالب آخرت کا سامان لے کر جائیں نہ کہ خوشامد اور ونذرانوں سے بات شروع ہو اور اسی پر ختم ہو جائے۔

جہاں تک میں نے آپ علیہ الرحمۃ کی سوچ اور فکر کو جاننے کی کوشش کی وہ یہی تھی کہ آپ کے قلب پاک میں امت محمدی کی اصلاح اور جنت کا راہی بننے کا درد ٹھاٹھیں مارتا تھا۔ بس کچھ کرنے کی تڑپ بے چین کیے رکھتی تھی۔ فرماتے بوڑھا ہو گیا ہوں لیکن کمپیوٹر ہر وقت کام کرتا ہے یعنی سوچ اور فکر مقصد سے غافل نہیں ہونے دیتی۔ فرماتے:

برخوردار یہ خلافت بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ آج کل کے اکثر خلفاء اپنے فرائض منصبی سے غافل ہیں۔ بڑی بڑی خانقاہوں پر سجادہ نشینان اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہیں اب تو صرف نذرانوں ہی کو اہمیت دی جاتی ہے ان کے نزدیک وہی مرید اچھا ہے جو زیادہ نذارنہ دے۔ فرماتے یہ خانقاہیں انسان ساز فیکٹریاں ہیں لیکن متوسلین کی تربیت نہیں کی جاتی، انہیں دین نہیں بتایا جاتا۔ پھر بڑے درد سے فرماتے:

''قیامت کے روز اس کا حساب دینا پڑے گا''

یہاں میں یہ بات ضرور کہوں گا کہ اگر ایسے بے علم و عمل اور نفس پرست دنیا دار سجادہ نشینان کی حوصلہ شکنی نہ کی گئی تو مخلوق خدا کے صحیح ہونے کی آخری امید بھی ختم ہو جائے گی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کی تعلیمات اور سیرت و کردار کو

سمجھیں اور اسکے مطابق اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح فرمائیں۔ تاکہ مخلوق خدا کی اصلاح کا سلسلہ جاری و ساری رہے۔

حضرت سرور ملت رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی دین کا کام چل پھر کر کیا۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو بہت پسند فرماتے۔ فرماتے ''عقلمند آدمی وہ ہے جو بیسا کھیوں سے نہ چلے یعنی سہاروں کی طرف نہ دیکھے۔

آپ کی قوت برداشت کا یہ عالم تھا کہ دین مصطفیٰ کی احیاء اور سربلندی کی خاطر لوگوں کی ترش ترین گفتگو جام شیریں سمجھ کر نوش فرماتے اور فرماتے کہ برخوردار یہ دیکھو کہ حضور ﷺ نے دین کی خاطر کتنے مصائب اور تکالیف برداشت کیں۔ یہ تکلیفیں برداشت کرنا بھی سنت مصطفیٰ ﷺ ہے۔ مزید فرماتے کہ تکلیفوں کا سلسلہ دنیادار کے ساتھ بھی ہے اور دین کے راستے پر چلنے والے کو بھی اسکا سامنا ہوتا ہے لیکن فرق صرف یہ ہے کہ دین کی خاطر تکلیفیں برداشت کرنے والے کو اجر و ثواب ملے گا۔ اس طرح آپ لوگوں کی تربیت فرماتے۔

پیر ہو، مرید ہو یا کہ مبلغ سب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات سے راہنمائی حاصل کر سکتے ہیں آپ نے زندگی بہت مثالی گزاری ہے اور آپ کی خدمات کو کوئی صاحب شعور خراج تحسین پیش کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

میں زائرین عرس کا شکر گزار ہوں اور بالخصوص قابل صد احترام مشائخ عظام، علمائے کرام کا شہزادگان سرور ملت علیہ الرحمۃ اور اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی اور شیر ربّانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں جو یہاں اپنی گوناں

گوں مصروفیات سے قیمتی وقت نکال کر حضرت سرور ملت علیہ الرحمۃ کو اپنی محبتوں کا نذارنہ پیش کرنے کے لیے تشریف لائے ہیں اور امید کرتا ہوں آپ حضرات اسی طرح ہماری سرپرستی اور حوصلہ افزائی فرماتے رہیں گے۔

ہم اس بات کے لیے بھی معذرت خواہ ہیں کہ یقیناً ہم ناتوانوں سے آپ کے شایان شان عزت افزائی کرنے میں کسر رہ گئی ہوگی۔ آپ بڑے لوگ امید ہے کہ ہمیں معاف فرمادیں گے۔

آخر میں آپ سے گذارش ہے کہ ہمارے لیے یہ دعا ضرور فرمائیں کہ اللہ رب العزت اپنے محبوب کریم ﷺ کے صدقہ وو سیلہ سے ہمارے جذبوں میں ترقی عطا فرمائے اور حضرت سرور ملت علیہ الرحمۃ کے مشن کو زندہ رکھنے کے لیے قبر کی آغوش تک کام کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔

پیکرِ اخلاص

اس دنیا میں جو بھی آ رہا ہے اس کو جانا ہے
یہ اللہ تعالیٰ کا اصول و قانون ہے۔
صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ
بڑے مخلص آدمی تھے۔ دین کا درد رکھتے
تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ انکے درجات بلند
فرمائے۔[۱]

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف

۱۔ یہ کلمات حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب نے اپنے خلیفہ مجاز حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ کے ختم سوم (۱۱/اپریل ۲۰۰۹ء) کے موقع پر جامع مسجد قادریہ شیر ربّانی میں منعقدہ تعزیتی اجتماع میں ارشاد فرمائے۔

ایک مثالی شخصیت

’’صوفی سرور صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں
ماشاء اللہ ہیں تو ضعیف لیکن جوانوں کا سا جذبہ
رکھتے ہیں۔ یہاں جو جوان ہے وہ ضعیفوں کا سا
جذبہ رکھتے ہیں لیکن یہ وہ ضعیف ہیں جو
جوانوں کا سا جذبہ رکھتے ہیں یہ ہمارے لئے
مثال ہیں۔ ان کا جذبہ ہمارے لئے مثال ہے
اللہ تبارک وتعالیٰ اسے قبول فرمائے‘‘[۱]

مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ یہ کلمات شیخ الاسلام، ماہر مجددیات و رضویات، مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جامع مسجد قادریہ شیر ربّانی ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور میں ۲۰۷ویں ماہانہ محفل میلاد (۳ دسمبر ۲۰۰۷ء) کے موقع پر سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی خدمات کے حوالے سے خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے فرمائے۔

نافع انسان

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

حضراتِ گرامی ایک خاص حوالے سے ہم اکٹھے ہوئے ہیں اور ایک اجتماعی قوت ایک مرکز کی طرف رواں دواں ہیں اور وہ مرکز حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ کا وجود ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیا میں بہت سے انسان آتے ہیں یہ پیدائش کا سلسلہ بہت مدت سے صدیوں سے جاری ہے اس سرزمین پر بہت سے لوگ آئے صدیاں گذار کر چلے گئے اپنے ہاں کارنامے بھی انجام دیتے رہے اپنی افادیت کا لوہا بھی منواتے رہے لیکن جوں جوں وقت گزرتا ہے وہ طاقِ نسیاں میں چلے جاتے ہیں کتنے بڑے بڑے بادشاہ ہیں جن کا نام بھی آج یادنہیں ہے کتنے بڑے بڑے لوگ تھے جن کی تاریخ پیدائش بھی آج لوگوں کے سامنے نہیں ہے وہ دنیا میں کیا کرتے رہے کسی کا ایک کارنامہ سامنے ہے کسی کے بارے میں دو جملے یاد ہیں تاریخ بہت ظالم ہوتی ہے وہ کسی کو محفوظ رکھنے میں بڑے بخل سے کام لیتی ہے بہت ہی بخل کرتی ہے اور لوگوں کو محفوظ نہیں رکھا کرتی۔ لیکن جو محفوظ رہ جاتے ہیں اس بخل کے باوجود تاریخ کے رویے کے باوجود وہ بڑے کامیاب لوگ ہوتے ہیں کیا معیار قائم کریں گے یہ لوگ باقی کیوں ہیں ایک ہی معیار ہے قرآنِ مجید نے خود معیار دے دیا۔ ''کہ جو لوگوں کے لئے نفع بخش چیز ہو جائے وہ زمین میں برقرار رہتی ہے۔'' ایک ہی قانون دے دیا کہ جو نفع بخش ہے اسے باقی رہنا ہے جو انسانیت کے لئے مفید ہے اسے زندگی میں کبھی بھی مٹنا نہیں ہے زندہ رہنا ہے اور جس کا وجود جتنا نفع بخش ہے اسے اتنا ہی زندہ رہنا ہے۔ کچھ لوگ ہیں جن کے چند

واقعات زندہ ہیں کہ وہی واقعات نفع بخش تھے کچھ لوگ ہیں جن کے کچھ صدیاں کچھ سال یاد ہیں کیونکہ وہی سال انسانیت کے لئے مفید تھے۔ جتنا کتنا کوئی مفید ہے انسانیت کے لئے اتنا اتنا ہی وہ زندہ ہے اب یہ جو لوگ مسلسل زندہ ہیں تلاش کرنا ہوگا کہ کون سے نفع بخش کام یہ کر گئے کہ زمانہ ان پر گرد نہیں ڈال سکا اور انہیں طاقِ نسیاں میں نہیں پھینک سکا دیکھیں اس کی بہترین سب سے بڑی مثال دے دیتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ کا وجود زندہ ہے صرف وجود زندہ نہیں وجود کی ہر ساعت زندہ ہے ہر لمحہ زندہ ہے۔

تو دیکھا یہاں اندھیرا نہیں ہے معلوم ہوا کہ وہ زندگی کا ایک ایک لمحہ انسانیت کے لئے مفید تھا اس لئے زندہ ہے بچپن زندہ ہے جوانی زندہ ہے بڑھاپا

یہ ہے سوال جو اٹھنا چاہئے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی تلوار نہیں اٹھائی نہ مشورہ دیا حتیٰ کہ ایک مرید حکومت سے بغاوت کر گیا تو بہت سخت خط لکھا کہ تمہیں کس نے اجازت دی ہے کہ حکومتِ وقت کے خلاف بغاوت کرو اب بات کیا ہے میرے دوستو یہی حکمت ہے جو مومنانہ فراست کہلاتی ہے مسلمان حکومت تھی گنہگار تھی اور اس کے پیچھے ہندو حکومت نظر آ رہی تھی بالغ نظر مجدد نے دیکھ لیا تھا کہ ان کے جانے کے بعد کیا ہوگا۔ اس لئے اسے گنہگار ہوتے ہوئے بھی زندہ رہنا چاہئے یہی مصلحت تھی جو حکومت مغلیہ کو دوام دیتی رہی اور یہی بات یاد رکھ لیجئے جس انسان کے اندر آئے گی شور نہیں برپا کرے گا۔ اصلاح کا دائرہ پھیلائے گا اور میں سمجھتا ہوں مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی پوری حکمت عملی صوفی صاحب کے وجود میں تھی۔ پوری زندگی کوئی کھڑاک پیدا نہیں کیا۔ کوئی مناظرہ بازی نہیں کی کوئی چیلنج نہیں کیا کسی کی طرف ہاتھ نہیں اٹھایا نہ زبان سے

زبان بھی میٹھی رہی ہاتھ بھی نرم رہا۔لیکن اپنا کام کرتے چلے گئے اور آج وہ کام نظر آرہا ہے آج وہ کام سامنے ہے ۔ابھی ابھی جہانِ امامِ ربانی کا ذکر ہوا یقین کیجئے میں اپنی معلومات کا کہتا ہوں کہ جہانِ امام ربانی جب انہوں نے چودہ (۱۴) جلدیں دی تھیں تو میں حیرت زدہ تھا کہ یہ کام تو پوری حکومت کے کرنے کا ہے دو آدمیوں نے کیسے کرلیا۔ یہ تو حکومتوں کے کام ہوتے ہیں۔

ادارہ معارفِ اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی نے تیار کیا تو ایک ایک صفحے پر پیمنٹ ہوئی ایک ایک صفحے کی قیمت دی گئی پوری حکومت پیچھے تھی پوری یونیورسٹی پیچھے تھی ایک ایک صفحہ کی قیمت حرف گن گن کے لگائی گئی پھر بات ہوتی ہے پھر بھی خامیاں رہ جاتی ہیں کتنے آرٹیکل ہیں جو بہت کمزور ہیں کتنے مضامین ہیں جو علمی سطح سے گرے ہوئے ہیں لیکن کیا لوگوں میں ہمت تھی کیا سادگی تھی کیا محبت تھی دین کے ساتھ، کیا علم سے شغف تھا کہ خاموشی سے کام کر گئے جو آنے والی صدیوں تک نفع بخش ہوگا اور صوفی صاحب کی زندگی کی بقا کے لئے تو جہانِ امامِ ربانی ہی کافی ہے یہی کافی ہے جو کام کیا۔انہوں نے تو اس کے علاوہ بھی بہت کچھ کیا ایک لفظ کسی سٹیج پہ نکلا حضرت مجدد صاحب کے بارے میں صوفی صاحب کا قلم وہاں پہنچا۔خواہ وہ کہیں لکھا گیا کسی نے لکھا کسی طرح لکھا لیکن وہ مضمون صوفی صاحب علیہ الرحمہ تک پہنچا تو وہ محفوظ ہو گیا اور میں حیرت زدہ تھا بلکہ کرم فرماتے تھے جب بھی فیصل آباد آتے تھے تو تشریف لاتے تھے اور یہی کہتے تھے ایک ہی جملہ ہوتا تھا کہ مجددی مشن کو عام کرنا چاہئے اور میں سمجھتا ہوں وہ حکیم امت تھے حکومت کی نبض پہ ہاتھ رکھ رہے تھے میں آج برملا کہنا چاہتا ہوں علماء کے سامنے کہ اگر اس قوم کو

بحیثیت مسلمان زندہ رہنا ہےتو مجدد الف ثانی کا دامن تھامنا ہوگا۔ یہ صحیح نبض شناسی تھی۔ آخر کیا وجہ ہے کہ حکومت ان سے ڈرتی تھی اور وہ حکومت کو چیلنج بھی نہیں کررہے تھے۔

حکومت کو کچھ کہہ بھی نہیں رہے تھے لیکن حکومت تھرتھرا رہی تھی کہ کیا ہے ایک مردِ درویش ہے جو سرہند میں پڑا ہے لیکن تختِ دہلی کا بادشاہ بھی گھبرا رہا ہے قصرِ جہانگیری میں گھبراہٹ سامنے نظر آرہی تھی صاف نظر آرہی تھی۔ محسوس یہ ہوتا ہے کہ جب خلوص اندر آجائے یاد رکھ لیجئے دنیا میں سب سے بڑی طاقت خلوص ہے جو آدمی مشن سے مخلص ہوگیا وہ کتنا بھی کمزوری سے چلے طاقتور ہوتا ہے۔ طاقتور رہتا ہے شرط یہ ہے کہ وہ خلوص ہو۔ یاد رکھ لیجئے صداقت ہو تو دل سینہ سے کھنچنے لگتے ہیں۔ حقیقت خود کو منوالیتی ہے مانی نہیں جاتی۔ وہ سامنے آجایا کرتی ہے میرے دوستو! آپ خوش قسمت ہیں کہ ایسے شیخ سے نسبت ہے جو شیخ سیم وزر اکٹھا کرنے والا نہیں تھا قوم کو دولت بانٹنے والا تھا ورنہ تو ہمیں شکایت ہوگئی ہے چندوں کی دنیا آگئی ہے لیکن کوئی تو تھا جو مانگتا نہیں تھا بانٹتا تھا یہ ایک خوبی اس انسان میں ہوتی ہے۔ حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ بڑا مقام تھا ان کا میں ان کے جلسے میں حاضر تھا تو ایک صاحب نے اپیل کی کہ چندہ دیجئے۔ لوگوں نے چندہ نہ دیا پھر اس نے سختی سے کہا مولانا تقریر کررہے تھے شیخ الحدیث اندر تشریف فرما تھے انہوں نے بعد میں تقریر کرنی تھی بغیر بلاوے کے اٹھ کے آگئے اور آتے ہی مائیک پکڑ لیا کہنے لگے مولانا ایک بات یاد رکھو جو مزدور صبح گھر سے نکلتا ہے کسی کی مزدوری کرنے کے لئے وہ دوپہر کو تو پیسے نہیں مانگتا اسے خبر ہے کہ شام کو مل جائینگے اس کو خبر ہے کہ شام کو جس کا کام کررہا ہوں وہ شام کو پیسے دے

دے گا۔ایک انسان پر ایک مزدور اتنا بھروسہ کرتا ہے کہ کام ختم کروں گا تو پیسے دے دے گا تو تمہیں اپنے رب پہ بھروسہ نہیں ہے رب پہ بھروسہ کرو دینے والا وہ ہے اس طرح میرے نبی ﷺ کی عادت نہیں تھی چندے مانگنے کی یہی سنتیں اپنے اندر پیدا کریں۔

نبی ﷺ نے فرمایا مانگنے والا ہاتھ دینے والے ہاتھ سے چھوٹا ہوتا ہے۔

حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی آیا کہنے لگا حضور تین ہزار دینار قرض ہو گئے ہیں کوئی صورت نہیں ہے ادا کرنے کی کیا کروں۔ بڑے پریشان ہوئے کہنے لگے ٹھہرو انتظام کرتا ہوں اندر گئے تین ہزار دینار لائے اور دیوار کے ساتھ رکھ دیئے کہ وہ لے لو۔وہ لے گیا خوشی سے وہ گیا تو آپ رونے لگے مریدوں نے پوچھا حضور رو کیوں رہے ہیں نیکی کا کام کیا ہے آپ نے فرمایا: رو اس لئے رہا ہوں کہ اس کو مجبور کیا ہے میں نے حاجت بیان کرنے کے لئے آ جائے حاجت بیان کرنے سے پہلے میرا دست شفقت وہاں پہنچنا چاہئے تھا۔یہ پہلے پہنچنا چاہئے تھا اور رکھ وہاں اس لئے دیا ہے کہ میرے نبی فرماتے ہیں اوپر کا ہاتھ بہتر ہوتا ہے نیچے والے سے میں نے نہیں چاہا کہ یہ مسلمان اس کا ہاتھ مجھ سے چھوٹا ہو جائے اس لئے میں نے ہاتھ سے نہیں پکڑایا ہے میرے دوستو! یہ تھی کیفیت یہی سنت آج برقرار ہو گی تو انقلاب آ جائے گا۔آج کا انقلاب طاقت سے نہیں آئے گا۔علم سے آئے گا۔سب سے بڑی قوت علم ہے اسے پھیلانے کے لئے کوشش کیجئے۔میں تو صوفیاء کو بھی سجادہ نشین حضرات کو بھی موقع ملے تو کہتا ہوں کہ ایک آئے تھے کہتے ہیں کہ نوے لاکھ مسلمان کر دیے یہی کہتے ہیں۔چلیے مبالغہ ہی سمجھ لیجئے نو لاکھ سمجھ لیجئے مسلمان کر دیے تھے۔ایک آئے تھے اب تو قطار بنا بنا

کے ڈیڑھ سو بیٹھا ہوتا ہے کیا ہو گیا ہے قوم کو کوئی تو صوفی صاحب کی طرح خاموشی سے اپنی چارپائی پہ بیٹھے کام کرے کوئی تو سمجھے کہ علم کا پھیلانا فرض ہے یاد رکھ لیجئے کہ علم وہ فریضہ ہے جو امانت داری سے حاصل کیا جاتا ہے اور دیانتداری سے قوم کو لوٹا دیا جاتا ہے اس کا رکھنا بخل ہے نبی کی حدیث ابن ماجہ کی روایت ہے فرمایا! جس نے علم سیکھا اور چھپا کے اپنے سینے میں رکھا لوگوں تک نہیں پہنچایا قیامت میں اللہ اس کی زبان پہ لوہے کی لگام ڈال دے گا علم معاوضہ نہیں مانگتا علم شرطیں طے نہیں کرتا اتنے پیسے دو گے تو پڑھاؤں گا علم خود بہتا ہوا دریا ہے۔ اسے بہہ کے آگے جانا چاہئے۔

جن لوگوں نے یہ مشن بنایا ہے میں گواہ ہوں صوفی صاحب کی گفتگو اگر دس جملے کہتے تھے تو نو ہی حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں فرماتے تھے ایک ہی مشن تھا۔ ایک ہی سے نسبت جڑی ہوئی تھی۔ ایک دفعہ آئے تو پریشان تھے میں پریشانی کی وجہ تو نہیں بتانا چاہتا لیکن پریشان تھے انتہا درجے کے پریشان۔ لیکن پھر بھی اپنے آپ کو حوصلہ دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے اس پریشانی میں بھی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی روح تسلی دیتی ہے۔ تسلی وہاں سے ملتی ہے میں نے ان سے کہا کہ ہمارا اردو شاعر یہی کہہ گیا ہے جو آپ کہہ رہے ہیں۔

وحشت میں بھی جمالِ شگفتہ کا تھا خیال
صحرا میں رہ کے بھی میری جھولی میں پھول تھا

یہ پھول برستے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو روشن تر کرے ان کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق دے۔ آج طالب علموں کا حق ہے کہ وہ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے

بارے میں لکھیں۔صرف کرامات نہیں لکھیں میں برملا کہتا ہوں میں کرامات کا قائل نہیں ہوں۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری لاہور بیٹھے ہیں سب سے بڑے بزرگ ہیں تصوف کا باب نکال لیجئے وہ کہتے ہیں کرامت وجہ ولایت ہی نہیں ہے کھل کے کہہ گئے ولایت کہاں سے ملتی ہے شریعتِ رسول سے ملتی ہے۔رسول اللہ ﷺ کی اتباع سے ملتی ہے صحابہ کرامتیں تو نہیں دکھاتے تھے۔ایک رسول کے ہو گئے تھے ساری دنیا سے افضل ہو گئے۔اس لئے علم دولت ہے علم کو آگے بڑھنا ہے۔لایئے اپنے آپ کو علم کے دربار میں کام کیجئے جو صوفی صاحب علیہ الرحمہ کر کے گئے ہیں میری دعا ہے اللہ ان کی روح کو آسودگی عطا فرمائے اللہ تعالیٰ ان کے سجادہ نشینوں کو ان کے صاحبزادگان کو ایسی توفیق دے کہ وہ اس مشن کو آگے بڑھاتے رہیں سب سے بڑی وراثت یہی علم ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا تھا میں درہم و دینار چھوڑ کر نہیں جا رہا جب میں دنیا سے جا رہا تھا ام المومنین کہتی ہیں کہ میرے گھر میں تیل نہیں تھا کہ دیا جلاؤں یہ حال تھا فرمایا کچھ نہیں چھوڑ کے جا رہا۔

نعلین شکستہ ہے تو بوسیدہ قبا ہے
یہ بادشاہ سلطنتِ ہر دوسرا ہے

یہ کیفیت تھی لیکن میرے دوستو! آپ نے فرمایا میں جو چھوڑ رہا ہوں کوئی وراثت نہیں ہے میری وراثت علم ہے۔علماء ہی انبیاء کے ورثہ ہیں اور کتنی خوش قسمتی ہے کہ ایسا نبی ﷺ ملا ہے جو نبی العلم ﷺ ہے جو علم کا سمندر ہے کہ چودہ صدیوں سے علماء

ان کے علم کی وراثت بانٹ رہے ہیں نہ وراثت پوری ہوئی ہے نہ وراثت میں کمی۔ چودہ صدیوں سے علماء پڑھتے جا رہے ہیں۔ وہی علم کا سمندر برقرار رہے یہی لوگ ہیں جو جزیرے ہیں علم کے یہی لوگ استعارے ہیں ان کے علم کو باقی رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی روح کو اپنے حضور میں بہت ہی خرسندگی عطا فرمائے اور مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی قربت میں وہ رہیں یہاں بھی ان کی قربت میں رہے وہاں بھی ان کی قربت میں رہیں تو زندگی آسودہ ہو جائے۔



حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت محسنِ اسلام

پروفیسر قاری مشتاق احمد

آج گرامی قدر جناب صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا عرس مبارک ہے انہیں ہم سے رخصت ہوئے ایک سال گزر گیا ہے اللہ پاک اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

ان اللہ لا یضیع أجر المحسنین

بے شک اللہ محسنین (احسان و بھلائی کرنے والوں) کے اجر کو ضائع نہیں کرتا

حضرت صوفی صاحب قبلہ جیسے بھلائی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا

حضرت صوفی صاحب قبلہ لاریب محسن اسلام تھے اور محسن کے ایک معنی حسنِ کارکردگی کے بھی ہیں وہ دین کا پورا پورا جذبہ رکھتے تھے اور عمل کے حوالے سے حسن کارکردگی کے قائل تھے۔ علم دوست تھے اور اہل علم کی صحبت اختیار کرتے تھے اور تجدید علم کے لئے اور علم پر عمل کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ حضرت مخدوم نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے اور حدیث نقل کی ہے کہ:

تو یا عالم بن یا طالب علم بن جا اگر تو طالب علم بھی نہیں بنتا تو پھر ان کی صحبت میں بیٹھنے والا بن اور اگر تجھے ان کی صحبت بھی میسر نہیں ہے تو پھر ان سے محبت کرنے والا بن پانچواں نہ بننا کہ ہلاک ہو جائے

یعنی یا تو علم حاصل کرو اور عالم بنو اور علم کو پیدا کرو دوسرا شعبہ یہ ہے کہ طالب علم بنو علم حاصل کرو اور علم کے اعلیٰ ایوانوں تک رسائی حاصل کرو۔ تیسرا یہ ہے کہ اگر پڑھنے پڑھانے سے شغف نہیں ہے تو ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرو جو ذی علم ہیں اور علم والے ہیں اور جن کی صحبت سے نفع ہوتا ہے اور چوتھا یہ کہ اگر یہ بھی میسر نہیں تو کم از کم ایسے لوگوں (یعنی علماء) سے محبت کرنے والا بن۔

صوفی صاحب زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے ان کا گھرانہ دیندار تھا۔ انہوں نے گریجویشن کیا۔ ظاہری تعلیم سے آراستہ تھے۔ لیکن اللہ نے انہیں کسی اور کام کے لئے پیدا کیا تھا۔ مجھ سے ایک روز کہنے لگے کہ معاملہ کچھ قریب ہو گیا ہے میں سمجھ گیا۔ انہوں نے کہا کہ کچھ تذکرہ رہے چونکہ میرے ساتھ کچھ خاص دوستی تھی۔ میں نے کہا کہ جی رہنا چاہئے تو مجھے ایک کتاب دکھائی جو پروفیسر راغب صاحب کی لکھی تھی اور صوفی صاحب کے حالات پر تھی۔ میں نے کہا کہ جناب اس کے معیار کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے (وہی بات جو جناب ریاض الحسن گیلانی صاحب نے فرمائی کہ وہ بندے سے کام لینا جانتے تھے، وہ جانتے تھے کہ کون سا بندہ کام کر سکتا ہے تو مجھے کہنے لگے ہم نے تو کنویں میں ڈول ڈالا ہوا ہے دیکھیں کب نکلتا ہے کہا جناب کہاں ڈالا ہوا ہے فرمانے لگے آپ کے نام ڈالا ہوا ہے کہا ٹھیک ہے جناب۔ چنانچہ میں نے مضمون (۱) لکھ دیا جو انہوں نے پسند کیا تو اس

۱۔ ملاحظہ فرمائیے ارمغان امام ربّانی (جلد اوّل) کے مضمون بعنوان ''پیر طریقت جناب صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی: ایک باکردار شخصیت، تعارف''

حوالے سے میں بات کر رہا ہوں میں نے ان سے کہا کہ جناب یہ اچھی دستاویز بن گئی ہے کہنے لگے کہ ٹھیک ہے اس کی بھی ضرورت پڑے گی، وقت آئے گا وہ ضرورت اپنے آپ بولے گی۔

تو آپ کو اللہ نے سرکاری ملازمت کے لئے نہیں بنایا تھا دفتر میں بھی رہے ہیں لیبر ویلفیئر کے محکمہ میں وہاں بھی، مجھے جانے کا اتفاق ہوا ہے زندگی میں بھی ان کی ریٹائرمنٹ کے بعد بھی اور ویسے بھی رابطہ رہا ہے تو وہاں بھی وہ دین کی تبلیغ ہی کرتے رہے صوفیانہ پاکیزہ زندگی گزاری حالانکہ وہ جس محکمے میں تھے وہ محکمہ پاک اور صاف محکمہ نہیں تھا لیکن ان کی شخصیت ایسی تھی کہ میں مسجد میں کھڑے ہو کر پورے دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے کبھی چائے کی پیالی بھی کسی سے قبول نہیں کی اس کے بعد طبیعت کا میلان تھا وہ اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے تھا۔ میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ برصغیر میں وہ ولی کامل ہیں کہ جو شریعت کی برہنہ تلوار ہیں جو تقوے کا سمندر ہیں جو سنتِ رسول ﷺ کو زندہ کرنے والے ہیں اور پھر میاں صاحب کا تصرف بھی تھا وہ خالی پیر نہیں تھے تصرف تھا۔ اچھے بھلے آدمی کو ڈانٹ دیتے تھے اور اس کے قد کاٹھ کی پروا نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ ایک آدمی آیا پوچھا تیرا کیا نام ہے کہنے لگا جی غلام رسول ایسے اسکی داڑھی پہ ہاتھ پھیرا کہنے لگے غلام رسول ہے تو یا غلام انگریز ہے پیار نہیں تھپڑ مارے اس کے منہ پہ کہا غلام رسول ہے تو غلام رسول بن میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہماری طرح کے صلح کلی پیر نہیں تھے وہ کھلی کھلی بات کہہ دیتے تھے، بدعملی پسند نہیں تھی اور صوفی صاحب میں یہ بات بدرجہ اتم تھی کہ وہ دین کے معاملے میں صلح کلی کے قائل نہیں تھے اس کی

طرف اشارہ کیا ہے علامہ جلالی صاحب نے وہ دوٹوک بات کہہ دیتے تھے وہ کوئی لحاظ نہیں کرتے تھے برملا کہہ دیتے تھے حتیٰ کہ نعت خوانوں کا مسئلہ پیدا ہوا تھا ایک دفعہ یہاں نعت خوانی کے حوالے سے بڑی بدعات وخرافات پیدا ہوگئیں پتہ نہیں آپ کو اس بات کا پتہ ہے کہ نہیں نعت خوانی کے حوالے سے غیر معیاری نعت خواں کی بھارتی فلموں کی طرز پر نعت خوانی اور بعض الفاظ ایسے کہ ان کے اوپر گرفت اور کفر کا فتویٰ لگایا جا سکتا ہے اور پھر یہی نہیں نعت خوانی میں ساز وآواز کی ملاوٹ ہوگئی ہے ایک نیا فتنہ جو گدھے کی آواز نکالتے ہیں غرض یہ کہ کتنی ہی خرافات ہیں باقاعدہ حضرت صوفی صاحب نے اس کے لئے یہاں ایک کنونشن مقرر کیا۔ یہاں کے ایک بہت بڑے نامور پیر تشریف لائے ان سے وعدہ لیا کہ وہ کام کریں گے وعدہ تو کر گئے لیکن وعدہ پورا نہیں کیا لیکن صوفی صاحب نے اس مشن کو قائم رکھا تو وہ بھی ان کے دل کے اندر جو جذبہ تھا وہ یہ تھا کہ دین کا کام ہو چنانچہ میاں صاحب سے وابستگی کے نتیجے میں جس چیز نے ان کے اندر زیادہ انقلاب پیدا کیا ایک تو میاں صاحب کی شخصیت کا ان پہ گہرا اثر تھا کثرت سے ذکر کرتے تھے حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کا پھر دوسری بات جو تھی میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتھم ان کی تربیت تھی اس برصغیر میں مجدد صاحب کے حوالے سے میاں صاحب نے بڑا کام کیا ان کی بڑی خدمات ہیں بڑا نام ہے وہ ہمارے شیخ ہیں بزرگ ہیں محترم ہیں تو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ڈائریکشن کیا مجدد صاحب کی طرف پھر بات یہ تھی کہ میاں صاحب اس معاملے پر ایک جگہ رک گئے ہیں اور صوفی صاحب آگے بڑھ گئے اور انہوں نے وہ کام کر دکھایا ہے کہ جو تاریخ میں یادگار رہے گا ڈاکٹر صاحب کہہ گئے ہیں۔

جہانِ امام ربانی کے حوالے سے انہوں نے ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے ساتھ کام کیا یہاں بہت بڑی کانفرنس ہوئی اور اس کی جلدیں چھپی ہیں وہ ایک انسائیکلو پیڈیا بن گیا ہے اس میں صوفی صاحب کا بڑا کام ہے اگر چہ وہ کوئی بہت بڑے عالم نہیں تھے لیکن اہل علم کی صحبت جو تھی انہوں نے اپنے اوپر لازم کر لی تھی آپ یہاں دیکھ رہے یہاں اس وقت جتنے افراد تشریف لائے ہیں کوئی PHD ڈاکٹر ہے، کوئی پروفیسر ہے۔ کوئی ویسے عالمِ دین ہے کوئی مفتی ہے کوئی شیخ الحدیث ہے۔ مطلب کہنے کا یہ ہے کہ یہ کیا ہے۔ لاریب وہ خود بھی علم رکھتے تھے، علماء کے ساتھ بڑی محبت تھی اور علماء کی محبت جو ہے یہ ایمان کی نشانیوں میں سے ہے یاد رکھیں علماء کی محبت جو ہے قیامت کے دن سب سے زیادہ شفاعت حضرات علماء سے کروائی جائے گی حتیٰ کہ کسی نے وضو بھی کرایا ہوگا تو اس کی بھی شفاعت کی جائے گی تو صوفی صاحب اکثر مجھ سے کہتے کہ علماء سے ڈر لگتا ہے ان کا پروٹوکول...... میں نے کہا جی کہ کوئی بات نہیں ہے کام اپنا کرتے جائیں۔ تو وہ پورا پروٹوکول دیتے تھے پورے آداب کا خیال رکھتے تھے۔ خود عالم تھے علماء سے محبت کرنے والے تھے اور پھر یہ تھا کہ علماء کی صحبت بھی اختیار کرتے تھے۔ میں یہاں پچھلے اٹھارہ سال سے درس دے رہا ہوں اور ماہانہ محفل میلاد کے موقع پر متعدد موضوعات پر تقاریر کا موقع بھی ملا ہے۔ کتب کی اشاعت کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ دینی تعلیم بھی بہم پہنچائی جارہی ہے۔ یوم مجدد کے حوالے سے سالانہ امام ربّانی مجدد الف ثانی کانفرنس بھی بڑے تزک و احتشام سے منعقد ہورہی ہے ۔ یہ سب حضرت صوفی صاحب کا لگایا ہوا پودا ہے۔ ایک عظیم مشن ہے۔ ہمیں اس عظیم مشن کو آگے بڑھانے میں کردار ادا کرنا چاہیے۔

مردم شناس

ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی

حضرت صوفی صاحب قبلہ نے جیسے مجھے دیکھا اور جیسے میں نے ان کو پایا، اس کے بارے میں مختصر الفاظ کچھ عرض کرتا ہوں۔ نقشبندی مشائخ کے سب سے بڑے شیخ صدیق اکبر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تمام زندگی بڑے بڑے کاموں سے بھری پڑی ہے۔ اس وقت میں صرف دو لمحات کا ذکر کروں گا جب آپ خلیفۃ الرسول چنے گئے اس وقت ایک بات آپ نے خود فرمائی اور ایک بڑی بات جب آپ کا وصال ہوا تو اس وقت فاروق اعظم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کے بارے میں فرمائی۔ جب آپ خلیفہ بنے تو یہ بڑی بات ہے جو بات آپ نے اس وقت فرمائی وہ بارہ سو سال بعد برطانیہ کے ایک مفکر جان لارک نے اپنی کتاب ''سول گورنمنٹ'' میں کہی اور تہلکہ مچ گیا البتہ اس کو اتنی جرأت نہیں ہوئی کہ وہ بیان کرے کہ اس نے استفادہ کہاں سے کیا تھا۔ اس کی کتاب کو چھاپنے والے آکسفورڈ کے پروفیسر جس نے اس کتاب کا مقدمہ لکھا اس نے اس بات کا اعتراف کیا کہ یہ استفادہ خلفاء راشدین سے کیا گیا تھا۔ اور اس کے پھر ایک صدی بعد فرانسیسی مفکر روسو نے اپنی ایک کتاب میں جرأت کی وہی بات جو صدیق اکبر نے فرمائی تھی وہی بات اس نے اپنی کتاب میں دلائل و براہین کے ساتھ بیان کی۔ میرے پاس دونوں کتابیں ہیں۔ جان لارک کی بھی ہے اور روسو کی بھی ہے، دنیا میں تہلکہ مچا دیا اور اس نے اتنی جرأت کی کہ اس نے اعتراف بھی کیا کہ میں نے جو فیضان

حاصل کیا ہے خلفاء راشدین سے کیا ہے۔

صوفی صاحب کے ساتھ اپنے تعلقات کی روشنی میں اب اس وقت میں اس بات کی طرف آتا ہوں جو حضرت صدیق اکبر کے وصال کے وقت ہوئی اور اس پہ میں تھوڑا سا ذکر کرنا چاہتا ہوں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام سے خطاب فرمایا، جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطاب فرمایا۔ وہ بھی بڑا خطاب تھا۔ تو یہ جو خطاب ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد، دفن کرنے کے بعد، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کو مسجد نبوی شریف میں خطاب کیا اس وقت آپ نے فرمایا بہت بڑی بات فرمائی۔ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں فرمایا کہ کام کا آدمی تلاش کرنے میں اور پھر اس سے کام لینے میں دو باتیں ہیں دونوں بڑی باتیں ہیں اور بڑی مشکل باتیں ہیں کہ کس کام کیلئے کون سا آدمی موزوں ہے۔ اس کو تلاش کرنا جو کام کا آدمی ہوتا ہے اس سے کام لینا بھی بڑا مشکل ہوتا ہے، ویسے نہیں وہ کام کرتا، کام لینا پڑتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”کام کا آدمی تلاش کرنے میں اور پھر اس سے کام لینے میں ابوبکر صدیقؓ مجھ سے آگے تھے جو آج ہم سے جدا ہو گئے“

سلسلہ نقشبندیہ جو ہے اس کے بڑے شیخ ہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہیں اور حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اس سلسلے سے تعلق رکھتے تھے۔ میں نے جو پایا جو دیکھا اپنے ذاتی تجربہ کی بنیاد پر کہ یہ جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کمال تھا اس کا پرتو حضرت صوفی غلام سرور صاحب میں موجود تھا۔ کام کے آدمی تلاش کرتے تھے اور پھر اس سے کام بھی لیتے تھے۔ میرا تعارف صوفی صاحب سے شیخ الحدیث علامہ ظہور احمد جلالی صاحب نے کروایا اور ایوان اقبال میں جو کانفرنس انہوں نے منعقد کی تھی۔ اس میں ناموس رسالت کے حوالے سے انہوں نے مقالہ مجھ سے لکھوایا۔ جب آدمی تقریر کرتا ہے اس وقت وہ اختصار سے کام لیتا ہے۔ تو مختصر سا مقالہ تھا۔ ختم نبوت خاص میرا موضوع ہے جس پہ میں نے کام کیا ہے حضور پاک کے صدقے اللہ تعالیٰ نے یہ خدمت مجھ سے لی۔ ملک کے اندر اور ملک کے باہر کیپ ٹاؤن UNO پاکستان کی فیڈرل شریعت کورٹ اور سپریم کورٹ میں ختم نبوت کے سارے کیس کرنے کا مجھے شرف حاصل ہے اور پھر اس خدمت کے نتیجے میں کامیابی ملی سپریم کورٹ سے جہاں پیر مہر علی شاہ صاحب نے خطاب کیا تھا اور بادشاہی مسجد وہاں سارے مسلک کے علماء نے مل کر مجھے وکیل مصطفیٰ کا تمغہ دیا تھا۔ تو اس حوالے سے وہ مجھے جانتے تھے تو پھر انہوں نے ناموس رسالت پہ مجھ سے خطاب کروایا۔ میرا تقریری مقالہ تھا تو مختصر، تو وہ میرے پاس آئے آپ نے مجھ سے کہا کہ شاہ صاحب مقالہ جو ہے اسے ذرا زیادہ مفصل ہونا چاہیئے اور اتنی شفقت اور محبت سے پھر آتے رہے اور جب تک میں نے اپنی ساری مصروفیات ترک کر کے اس کو اچھی طرح سے مکمل کر کے ترتیب و تفصیل کے ساتھ ختم نبوت پر وہ مقالہ انہوں نے مجھ سے لکھوایا پھر اس کی اشاعت میری

بڑی محنت ہے اس بات پہ ختم نبوت پہ میری اٹھارہ سال کی محنت کا نچوڑ اس مقالے میں صوفی صاحب نے میرے ہاتھ سے لکھوایا۔ اور مجھے پھر انہوں نے خوش بھی کیا۔ مجھے کہنے لگے شاہ صاحب اگر کسی اور کو میں یہ کہتا کہ آپ اپنے اس مقالے کو ذرا مفصل کر دیں اور ذرا اس پہ حوالے دے کر ذرا اچھی طرح سے منظّم کر دیں تو کوئی نہ کرتا۔ آپ نے کر دیا میں نے کہا صوفی صاحب یہ میرا کام ہے جو آپ نے مجھ سے کروایا ہے میں نے بھی ان کو خوش کیا۔ اور جب وہ میرے پاس دفتر میں اس حوالے سے آتے جاتے تھے۔ انہوں نے میری کتابیں دیکھیں تو ان میں ’’فتوحات مکیہ‘‘ جو تیرہ جلدوں میں حکومت فرانس اور حکومت مصر نے چھاپی ہے، وہ دیکھی ہے۔ پھر انہوں نے میری لائبریری میں تفتازانی کی شرح مقاصد دیکھی۔ میر سید شریف کی ’’شرح مواقف‘‘ دیکھی انہوں نے سمجھا کہ یہ آدمی ایسا ہے کہ جس سے کام لیا جا سکتا ہے تو پھر وہ میرے پیچھے پڑے رہے کہنے لگے جو امام ربانی ہیں وہ جب تشریف لائے تو آگے ہزار سال کیلئے کام کیا ہے۔ تو آپ کا جامعہ ازہر شریف سے Ph.D. کا جو مقالہ ہے وہ اسلام کے مالیاتی نظام پر ہے تو حضرت مجدد پاک نے دورِ حاضر کے معاشی مسائل کا جو حل پیش کیا ہے ان کے افکار کی روشنی میں اس پہ آپ ایک مقالہ لکھیں دو تین مرتبہ انہوں نے زور دیا میں نے کہا کہ صوفی صاحب یہ مرتب ہوتا نہیں ہے کیونکہ مجدد پاک کا خاص موضوع ہی نہیں تھا میں نے ان کے مکتوبات جو ہیں ان کا مطالعہ کیا ہے ان پہ جو لکھا گیا ہے ان کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ یہ موضوع بنتا نہیں ہے۔ لیکن وہ مجھے کہتے رہے کہ یہ موضوع بنے گا۔ مجدد پاک آئندہ ہزار سال تک روشنی ڈال گئے ہیں۔ یہ بڑی زبردست مجدد پاک کے ساتھ

ان کی وابستگی تھی۔ پھر حضرت صوفی صاحب کے وصال کے بعد ان کا تصرف ہے کہ اب وہ جو معاشی نظام جو اس وقت مجدد صاحب کی روشنی میں موجودہ دور کے مسائل پہ روشنی ڈالتا ہے۔ وہ مجھ سے مرتب ہو گیا ہے یہ ان کے وصال کے بعد کا تصرف ہے اور میں نے سائنس اور فلسفہ کالجوں، یونیورسٹیوں میں پڑھا ہے اور وہاں آئن سٹائن کی کتابیں اور وہاں مکٹیگرڈ کی کتابیں انہوں نے دیکھیں تو وہ کہنے لگے کہ جو وحدت الشہود کا تصور ہے حضرت مجدد الف ثانی کا اس کے لئے ضروری ہے کہ ایسا آدمی کام کرے اس پہ جو موجودہ دور کے عقلی علوم پر حاوی ہو۔ علامہ اقبال چونکہ حاوی تھے موجودہ دور کے عقلی علوم پہ اس لئے انہوں نے مجدد پاک کے وحدت الشہود جو ہے آپ اس پر بھی کام کریں کیونکہ آپ آئن سٹائن کے نظریہ اضافیت کو سمجھتے ہیں۔ موجودہ ماڈرن سائیکالوجی کو سمجھتے ہیں۔ علامہ اقبال نے کہا ہے یہ صوفی صاحب کو پتہ تھا اس بات کا علامہ اقبال صاحب نے اپنے خطبات میں فرمایا ہے کہ اگر جو مامون رشید تھا وہ موجودہ سائیکالوجی کو پڑھا ہوتا تو امام احمد بن حنبل کے ساتھ ذات وصفات کے مسئلے پر اتنا نہ جھگڑا کرتا تو موجودہ دور کی جو عقلیات ہے مجدد پاک اس پہ بہت زور دیتے ہیں۔ ان کے وحدت شہود کو صحیح معنوں میں اجاگر کرنے کیلئے موجودہ دور کی عقلیات بڑی ضروری ہیں ان کا مطالعہ ان کا پڑھنا ان کا پڑھانا اور مجدد پاک اتنا زور دیتے تھے آپ فرماتے تھے کہ میرے زمانے میں جو عقلی علوم ہیں وہ نہیں پڑھے پڑھائے جاتے چنانچہ سید شریف کی جو ''شرح مواقف'' ہے مجدد پاک جو ابتدائی درسی کتابیں تھیں ان کے ساتھ ہی پڑھا دیا کرتے تھے۔ اور ایک بات کر کے میں اپنا بیان ختم کرتا ہوں کہ مجدد پاک کے جو افکار ہیں خاص طور پر جو

وحدت الشہود ہے اس کا جو غلبہ ہے تمام افکار کے اوپر ہوگا اور قائم ہوگا۔ اور وہ وقت جلد آئے گا جب وہ وقت آئے گا تو پھر اس کے نتیجے میں دنیا کا سب سے بڑا بت خانہ جس کو ہندوستان کہتے ہیں یہ پاکستان کے ہاتھوں فتح ہو گا۔ حضور پاک ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ ہندوستان کے فتح ہونے میں جو نیت ابھی بھی کرے گا میں اس کو جنت کی بشارت دیتا ہوں۔ آپ حضرات جو بیٹھے ہیں میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ مجددی افکار وحدت الشہود خاص طور پر اس کا جب غلبہ ہو جائے گا تو اس کے نتیجے میں پھر دنیا کا سب سے بڑا بت خانہ مندروں میں تو بت ہیں ہی گلیوں میں محلوں میں، دوکانوں میں گھروں میں اتنا شرک اور اتنی بت پرستی ہے اور یہ بڑا بت خانہ انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان کے ہاتھوں فتح ہوگا۔

فکرِ مجدد کے فروغ میں صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کردار

پروفیسر محمد اقبال مجددی

صدر مجلس علماء کرام اور معزز سامعین مجھے بہت اختصار کے ساتھ حضرت صوفی صاحب قبلہ کی ان خدمات کا ذکر کرنا ہے جو آپ نے حضرت مجدد الف ثانی کے افکار اور خیالات کو عام کرنے اور پھیلانے کے سلسلے میں کیں آپ کی ساری عمر مبارک کا ایک ایک لمحہ حضرت مجدد الف ثانی کے افکار اور خیالات کو عام کرنے، اسے عوام تک پہنچانے اور تحریرات کی صورت میں خواص تک پہنچانے کیلئے وقف کر دی تھی۔ اس کو ہم چند حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ پہلا حصہ صوفی صاحب کی وہ خدمات ہیں جو آپ نے اپنے آستانہ عالیہ اور اپنے شیخ بزرگ حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری کی خدمت میں ان کے ساتھ مل کر ان کی معیت میں گزارا اور ایک ایک دن میں ایک ایک رات میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی یاد میں ہونے والی محافل میں کئی کئی جلسے منعقد کروائے اور عوام و خواص میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی تعلیمات کو عام کرنے کی کوشش کی۔ اس میں نہ اپنی صحت کا خیال رکھا، نہ اپنی ذاتیات کو درمیان میں آنے دیا۔ ایک ایک دن میں اور ایک ایک رات میں اتنی محافل کا انعقاد ایک روحانی قوت کے بغیر ممکن نہیں جو آپ نے کیں۔ دوسرا حصہ آپ کا وہ ہے جو آپ نے اپنے شیخ کی اجازت سے اسے خود اپنی کوشش سے کرنا شروع کیا اور ہر سال بغیر کسی حسد کے بغیر کسی معمولی سے ناغے کے آپ نے کئی کئی مقامات پر پنجاب اور پنجاب سے باہر اس قسم کی مبارک محفلیں منعقد کروائیں اور ان میں حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات کو بالکل عامیانہ انداز اور طریقے

سے عوام تک پہنچانے کی بھرپور کوششیں کیں جس میں آپ بہت حد تک کامیاب ہوئے یہ آج اسی کا اثر ہے کہ آج ہم ان کا یوم منانے، ان کی خدمات کا تذکرہ کرنے کے لئے یہاں جمع ہوئے۔ آپ کی دوسری خدمت کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ آپ نے اس سلسلے میں کتابوں کی اشاعت کی طرف توجہ فرمائی اور بہت سی کتابیں حضرت مجدد الف ثانی سلسلہ نقشبندیہ کی تعلیمات، بزرگوں کے حالات کے سلسلے میں شائع کیں۔

''نور اسلام'' شرقپور شریف سے نکلتا تھا اور اب بھی نکلتا ہے۔ اس کے ضخیم وکلیم نمبر اپنے شیخ کی نگرانی میں مرتب کروائے، شائع کیے اور انہیں عام کرنے کے لئے بہت کوششیں کیں۔ مشائخ نقشبندیہ نمبر آپ نے بہت ہی محنت کے ساتھ نکالا، بہت محنت اس پر کی، بہت سے اہل علم اصحاب سے صوفیائے نقشبندیہ کے سلسلے میں مقالات لکھوائے اور انہیں خاص نمبر میں شائع کروایا۔ پھر بڑا کارنامہ آپ کا تین جلدوں میں نور اسلام کے حضرت مجدد الف ثانی نمبر کا، اس میں اتنے اہم مضامین آپ نے شائع کروائے۔ بار بار اتنی مرتبہ آپ لکھنے والوں کے پاس گئے انہیں بار بار درخواست کی۔ درخواست ہائے مکررہ جسے کہا جاتا ہے کہ وہ انہوں نے لکھا اور وہ ان صفحات کی زینت بنے اور آپ نے ایک بڑی ضخیم کتاب جو پروفیسر محمد مسعود صاحب نے مرتبہ فرمائی تھی ''جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی'' ایک دائرۃ المعارف کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کی بنیاد اسی نمبر پر رکھی گئی جو صوفی صاحب نے مرتب فرمایا تھا۔ ''نور اسلام'' اس نمبر کی بنیاد پر بہت سے مقالات کا اس میں اضافہ فرمایا۔ پروفیسر مسعود صاحب نے اسے بہت وسعت دی۔ اس کی بہت سی جلدیں مرتب ہوئیں ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت سے آج ہمارے سامنے

ہے۔ ایک اور اہم کام یہ کیا اور اس میں حکیم محمد موسیٰ امرتسری کا خاص طور سے کردار ہے وہ یہ ہے کہ میاں صاحب سے اور صوفی صاحب سے ایک بات بار بار حکیم صاحب کہتے تھے کہ ان کتابوں کو آپ چھاپ رہے ہیں انہیں آپ دنیا کے بہت بڑے بڑے کتب خانوں میں محفوظ کروائیں۔ وہاں بھیجیں وہاں اس بات کا احساس ہو کہ نقشبندیہ طریقہ کیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے افکار و خیالات کی کیا اہمیت ہے۔ یہ دنیا پر واضح ہو تو اس سلسلہ میں صوفی صاحب نے ہزار ہا نہیں بلکہ لاکھوں روپیہ خرچ کر کے دنیا کی بڑی بڑی لائبریریوں میں سلسلہ نقشبندیہ کی کتابیں خرید خرید کر وہاں بھجوائیں وہاں سے آئی ہوئیں رسیدیں صوفی صاحب کے ریکارڈ میں اب تک موجود ہیں۔ اور اندازہ اس سے یہ ہوتا ہے کہ ان تحریرات کی برکت سے ان کتابوں سے جو بھجوائی گئیں ہیں اس کے بڑے گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ صرف ہماری معاشرت پر نہیں دنیا بھر کے علمی اور مذہبی حلقوں پر آپ یورپ کی طرف توجہ کیجئے یورپ میں دو چار نہیں سینکڑوں PHD کے مقالات شوق سے لکھے گئے۔ کتابیں شوق سے تحریر کی گئیں مقالات یورپین رسائل میں شامل ہیں۔ تحقیقی مقالات شامل ہیں اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ جو مسلمانوں کی تہذیب وتمدّن کا مرکز تھا اور ابتک ہے وہاں پر کمیونسٹوں کا اثر تھا۔ شعبہ تاریخ اور دوسرے علوم مترقبہ کے شعبوں پر اِسکے اثرات وہاں تک پہنچے اور گذشتہ دو سال پہلے وہاں پر مجدد الف ثانی کانفرنس منعقد ہوئی اور اُس میں دو دِن تک اُردو میں مقالات پڑھے گئے اور دو دِن تک انگریزی میں مقالات پڑھے گئے جہاں نام نہیں لیا جاتا تھا حضرت مجدد الف ثانی کا نام لینا مشکل تھا اور کہا گیا تھا کہ یہ بعد میں آنے والے مریدین کی تراشیدہ باتیں ہیں

حقیقت سے اِسکا کوئی تعلق نہیں وہ دو راوین انگریزی اور اُردو دونوں زبانوں میں چھپ چکی ہیں۔ یہ سب انہی برکات کا اثر اور نتیجہ ہے جو ہمارے حضرات نے جن میں حضرت صوفی صاحب اور دوسرے حضرات کی کوششیں شامل ہیں جو برابر ان پر کام کرتے رہے اور کرواتے رہے اللہ پاک حضرت صوفی صاحب کی خدمات کو قبول فرمائے اور اُن کے درجات کو اللہ پاک بلند فرمائے اور ہمیں اُن سے مستفید ہونے کا موقع ملے۔



حضرت سرورملت علیہ الرحمۃ کی علم دوستی

علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی

صاحبِ صدارت جناب صاحبزادہ غلام قدیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ مہمانِ خصوصی جناب سید سرمد مقصود الحسینی صاحب محترم جناب جمیل اطہر سرہندی صاحب حضرت علامہ قاری مشتاق احمد صاحب صاحبزادہ غلام مصطفےٰ نقشبندی صاحب صاحبزادہ جنید سرور نقشبندی صاحب،عزت مآب جناب ناظم بشیر نقشبندی صاحب قابل قدر سامعین گرامی بزرگو دوستو! مجھے جناب ناظم صاحب نے اس بات کا پابند کیا تھا کہ میں حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علم دوستی کے حوالے سے اپنی معروضات پیش کروں۔ میں تحریراً وہ اپنی معروضات آپ کے سامنے پیش کرنے کے لئے لایا ہوں۔ چند منٹوں کے اندر میں اپنی بساط کے مطابق لکھ سکا ہوں اور جو کچھ میرے دل میں تھا اسی کو میں نے کاغذ پر منتقل کیا ہے میں آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرتا ہوں

علم ایک روشنی ہے جو جہالت کی تاریکیوں میں راہ حق دکھاتی ہے۔علم خالق و مالک کی معرفت اوراس کے حقوق کی ادائیگی کا اہم ذریعہ ہے،علم ایک صالح معاشرہ کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے کیونکہ اسی علم کے ذریعے حقوق العباد سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے عطائے علم کے بعد پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو مسجود ملائکہ بنایا گیا ہے بقول حضرت امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اگر انسان کے لئے علم سے بڑھ کر کوئی چیز باعث فضیلت ہوتی تو حضرت آدم علیہ السلام کے مسجود ملائکہ ہونے کے لئے اس کو

معیار بنایا جاتا۔

علم وہ واحد و اہم فضیلت ہے جس کے اضافہ کی طلب کا سید المرسلین ﷺ اور آپ کے واسطہ سے امت کو حکم دیا گیا۔ اور فرمایا گیا "قل رب زدنی علما" آپ اپنے رب کے حضور عرض گذار ہو جایئے کہ اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔ علم ہی گوشہ نشینی کی افادیت کو اجاگر کرتا ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "تفقہ ثم اعتزل" سمجھ حاصل کرو پھر گوشہ نشینی اختیار کرو۔

علم اور علماء کی فضیلت کا بیان نہایت طویل ہے مقصود ہے کہ علم انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر نہ وہ اپنی ذات کو پہچان سکتا ہے نہ اپنے مالک حقیقی کی معرفت حاصل کر سکتا ہے اور نہ ہی مخلوقات کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ لیکن جو علم ان خوبیوں اور کمالات کا حامل ہے اور قرآن وسنت کے واضح دلائل جس کی پشت پر ہیں اور جس علم نے گوشت پوست کے انسان کو حقیقی انسان بنانے میں بنیادی کردار ادا کیا یا کر رہا ہے وہی علم ہمارا اہم مقصود ہے اس کی طرف اشارہ حضرت غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

> اسلامی علم سے مراد یہ ہے کہ جس چیز کا تم علم حاصل کرو تو یہ سمجھو کہ وہ چیز خدا نے بنائی ہے اشیاء کا تجزیہ کرتے ہوئے، حرارت و برودت کو دیکھو تو تمہارا دماغ حرارت و برودت ہی میں پھنس کر نہ رہ جائے بلکہ اس کے پیدا کرنے والے کو دیکھو، سائنس کا علم غیر اسلامی نہیں بلکہ دنیا کا کوئی بھی علم لے لیں خواہ وہ ریاضیات

سے متعلق ہو یا ارضیات سے، فلکیات سے تعلق رکھتا ہو یا حقائق کائنات سے، ہر علم اسلامی ہے مگر شرط یہ ہے کہ ہر چیز کو جان کر اور ہر علم کو حاصل کر کے خدا کا علم حاصل کیا جائے۔ آپ سائنس پڑھیں یا ریاضی، جغرافیہ پڑھیں یا تاریخ ان تمام علوم کا مرکز ومحور خدا کی معرفت اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین ہو۔[۱]

معروف مذہبی سکالر ابوالحسن علی ندوی نے کہا:

وہ علم مقصود نہیں جو بیل بوٹے کا نام ہے، جو محض کھلونوں سے کھیلنے کا نام ہے، وہ علم نہیں جو محض دل بہلانے کا نام ہے وہ علم نہیں جو ایک دوسرے سے لڑانے کا نام ہے اور وہ علم بھی نہیں جو اپنے معدے کو بھرنے کا ذریعہ سکھانے کا نام ہے بلکہ خدا شناسی اور انسانیت انسانوں کی طرح زندگی گزارنے کا فن علم ہے۔

علامہ اقبال نے کیا خوب کہا:

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

۱۔ مقالات کاظمی ص ۴۴۹

اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا
آج تک فیصلۂ نفع و ضرر کر نہ سکا

جس نے سورج کی شعاؤں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

زندگی کی شب تاریک کو سحر کرنے والا علم مقصود مومن ہے اور یہی
حقیقی علم ہے۔اس علم کو چار چاند لگانے والی چیز عمل ہے

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں یہ روایت نقل کی ہے رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

من کسب العلم وارادبہ صلاح نفعہ وصلاح المسلمین ولم یرد بہ ، رضا من الدنیا فانا کنید بالجنۃ .[۱]

جس نے علم حاصل کیا اور اس سے اپنی اور مسلمانوں کی اصلاح کا ارادہ کیا اور دنیوی مال ومتاع کا ارادہ نہ کیا میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں ۔ گویا ایسا علم جو معرفت خداوندی کا ضامن ہو، اس علم کا حاصل کرنے والا اپنی اصلاح کرے اور مسلمانوں کی

۱۔روزنامہ امروز علم کا مقام اور اہل علم کی ذمہ داریاں ۳، مارچ ۱۹۰۲ ۲۔تفسیر کبیر جلد۲ ص ۱۹۱

اصلاح کی ذمہ داری اٹھائے اور دنیوی اغراض سے کوسوں دور رہے یہ علم محبوب بھی ہے مقصود بھی ہے اور مطلوب بھی ہمارے ممدوح سرور ملتِ مخدوم اہلِ سنت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ اسی علم کی روشنی کا شرف واعزاز رکھتے تھے اور یوں انہوں نے ایک بہت ہی اچھے دوست کا انتخاب کر کے اپنی ذہنی اور فکری طہارت کا ثبوت دیا علم دوستی کی کئی صورتیں ہیں:

(۱)۔ حصول علم (۲)۔ عمل بالعلم

(۳)۔ تقسیم علم (۴)۔ انتظامات تقسیم علم

(۵)۔ تقسیم علم کے انتظامات میں معاونت

اس اعتبار سے طالب علم، باعمل عالم، معلم علوم دینیہ، مہتمم ومنتظم اور معاونین مدارس ومراکز علوم دینیہ، یہ تمام لوگ علم دوستی کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔ اور الحمدللہ! حضرت سرور ملت علیہ الرحمۃ میں علم دوستی کی یہ تمام شکلیں موجود تھیں۔ انہوں نے دین کا علم حاصل کیا (اگرچہ انہوں نے کسی دینی ادارے میں کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ طے نہیں کیا لیکن دین سیکھا، اسے اپنی تقاریر اور خطابات کے ذریعے امت مسلمہ تک پہنچایا۔ بلکہ سب سے عظیم بات کہ قال وحال میں یکسانیت بیدار کر کے نوجوانوں اور بزرگوں، خواتین اور بچوں کو عملی تربیت سے نوازا اور یہ وہ اہم بات ہے جس کا ہمارے ہاں فقدان ہے۔

انہوں نے تعلیمی ادارہ قائم کیا، تنظیم سازی کی، درس قرآن کا اہتمام کیا اور ماہانہ محفل میلاد النبی ﷺ کے ذریعے علم کی روشنی کو پھیلایا اسلام اور دینی لٹریچر کی

اشاعت کے ذریعے علم کے فروغ میں بنیادی کردار ادا کیا اور علم دوستی کا ثبوت دیا۔

بلکہ اسلامی نظریاتی سرحدوں کے عظیم محافظ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی، دینی، روحانی، اصلاحی اور سیاسی کاوشوں سے ملت اسلامیہ کو روشناس کرانے کا بدرجہ اتم اہتمام کیا۔

اور یہ ان کا اور ان کے رفقائے کار کا ایک عظیم کارنامہ ہے کیونکہ دوقومی نظریہ سے عدم آگاہی کی وجہ سے ہی ملت اپنے تشخص سے بیگانہ ہے اپنی روشن تہذیب کی بجائے غیروں کی دریوزہ گری کا شکار ہو چکی ہے۔ حضرت سرور ملت صوفی غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ کی علمی روشنی کا یہ عالم تھا کہ ان کے پروگراموں میں صرف اہل علم کی گفتگو ہوتی تھی اور محض فن خطاب کی رسائی وہاں تک نہیں ہوتی تھی اور الحمدللہ اب بھی ان کی روشن کی ہوئی شمع وہی روشنی دے رہی ہے۔

ہمارے ہاں محافل میلاد کی برکات تو حاصل کی جاتی ہیں ان محافل سے علم کی شمع روشن نہیں کی جاتی ہے تن آسانی کا شکار مقرر محبت رسول ﷺ کے خوش کن دعویٰ کی آڑ میں رٹی رٹائی تقریر کر کے محبت رسول کا تمغہ اپنے سینے پر سجا لیتا ہے لیکن حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں میلاد شریف کی محافل میں علمی موضوعات کا انتخاب کیا جاتا تھا جو بظاہر عنوان محفل کے مطابق دکھائی نہیں دیتے تھے لیکن حقیقت میں وہی عنوانات کو جان محفل میلاد ہوتے ہیں کیونکہ میلاد والے رسول ﷺ نے اپنی مذہبی زندگی کے آغاز میں جو منشور حاصل کیا اس کا پہلا کلمہ یا ماٹو ''اقرأ'' تھا۔

حضرت صوفی غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ نے علم دوستی کی وہ مثال قائم کی جو ہم

سب کے لئے مشعل راہ ہے بالخصوص عصر حاضر میں جب حسن آواز کا جادو زوروں پر ہے اور اس نے علم کو بے وقعت کر کے رکھ دیا ہے آپ نے ان دگرگوں حالات میں علم کی فراوانی کو اپنا عشق بنایا علمی موضوعات پر گفتگو کے ساتھ ساتھ اسے محفوظ رکھنے اور پھر سی ڈیز اور کیسٹوں کے ذریعے ملک اور بیرون ملک اس علمی میراث کو پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کے اس مشن کو قائم رکھنے اور تمام احباب کو اسی شاہراہ پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

خدا کی معرفت اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین ہو۔

(مقالات کاظمی ص۴۴۹)

سرورِ ملت علیہ الرحمۃ خود شناس اور خود فراموش شخصیت

جناب جمیل اطہر سرہندی

حضرات مشائخ عظام جناب قاری پروفیسر مشتاق احمد صاحب، صاحبزادہ جناب غلام مصطفےٰ صاحب، صاحبزادہ جناب جنید سرور صاحب اور جناب محمد ناظم بشیر نقشبندی صاحب، ایک سال کا عرصہ گزر گیا یہ ایک پل کی بات معلوم ہوتی ہے۔ چند گھڑیوں اور چند ساعتوں کی بات معلوم ہوتی ہے۔ ایک سال پہلے سفیر افکار امام ربانی اور عاشقِ صادق اور ہمارے مربی اور مخدوم اور ہمارے بزرگ حضرت صوفی غلام سرور صاحب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ ہماری رہنمائی کے لئے ہمارے درمیان موجود تھے حضرات! یہ بظاہر ایک جسمانی جدائی ہے روحانی طور پر وہ اب بھی ہمارے ساتھ ہیں اور مجھے تو یوں لگتا ہے کہ جیسے وہ اس مجلس میں اس محفل میں خود تشریف فرما ہوں۔ میرا ان سے کئی برسوں سے تعلق چلا آ رہا تھا اور یہ تعلق محض اللہ کی رضا کے لئے تھا اللہ کی خاطر تھا میں ایک نہایت عاجز اور نہایت خاکسار گوشہ نشین اور حضرت صوفی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی ایک فعال شخصیت متحرک شخصیت سے نوازا تھا اور انہوں نے کی تو سرکاری ملازمت لیکن اصل میں وہ غلام اور نوکر اللہ کے تھے اور اللہ کے رسول کے تھے اور اس نوکری میں اور اس چاکری میں انہیں وہ مقام عطا فرما دیا تھا جس میں انہیں سرور ہی سرور یاد رہا تھا اور وہ غلام سرور بھول گئے تھے۔ اور وہ مصرعہ یاد آتا ہے

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ھمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی خدائے لم یزل

یہ ہمارے بزرگ یہ غلام سرور تھے اور ہم ہیں تو غلامانِ غلام سرور۔ حضرات ایسی شخصیتیں جب دنیا سے رخصت ہوتی ہیں اور اپنوں سے بچھڑ جاتیں ہیں تو دراصل وہ نہ رخصت ہوتی ہیں نہ بچھڑتی ہیں صرف ایک ظاہر دوری یا ایک فاصلہ ہوتا ہے یا درمیان میں ایک دیوار ہوتی ہے جس میں وہ ہمیں دیکھائی نہیں دے رہے ہوتے لیکن اصل میں ان کا کام بھی ان کو زندہ رکھتا ہے ان کی تعلیمات بھی ان کو حیاتِ جاوداں عطا کرتی ہیں اور ان کے پیچھے رہ جانے والے بھی ان کے کام سے وابستگی اور اپنا عشق برقرار رکھ کر انہیں لا فانی بنا دیتے ہیں حضرت صوفی صاحب ہمارے سامنے آرام فرما رہے ہیں وہ دیکھ اور سن رہے ہونگے۔ ان کی روح سن رہی ہوگی اور خوش بھی ہو رہی ہوگی کہ میرے رفقاء نے میرے ساتھیوں نے میرے چاہنے والوں نے مجھے فراموش نہیں کیا اور نہ اس کام کو بھولے جو میں ان کے ذمے لگا آیا ہوں۔ حضرات ابھی پچھلے ہفتے ہمارے مخدوم قاری مشتاق احمد صاحب نے عرس کی شرعی اہمیت اور فضیلت پر یہاں ایک تقریر ارشاد فرمائی مجھے افسوس ہے کہ میں یہاں موجود نہیں تھا لیکن نقشبندی سلسلے سے وابستگی اور مجددی ہونے کے ناطے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نقشبندی سلسلے میں عرس کا اپنا ایک طریقہ اور سلیقہ ہے۔ مجھے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی تقاریب میں شمولیت کا بھی موقع ملا اور جیسا کہ میرے کرم فرما جانتے ہیں کہ میرا تعلق سرہند شریف سے ہے میں وہی پیدا ہوا اور ہمارا خاندان خانقاہِ مجددیہ کے خادموں میں سے تھا۔ تو ہمارے بزرگ بتاتے ہیں کہ وہاں نہ کوئی ڈھول ڈھمکہ ہوتا تھا نہ کوئی شور کی آواز بلند ہوتی تھی نہ دھمال ڈالی جاتی تھی نہ یہ ملنگ جمع ہوتے تھے وہاں تو اللہ اور رسول کے

ماننے والے مسجد کے گوشے میں جمع ہو جاتے اور تلاوت کرتے تھے صحیفۂ آسمانی کی جو تا قیامت ہمارے لئے رہنما اور ہدایت کا سرچشمہ ہے اور نعتیں پڑھتے تھے حضرت نبی اکرم ﷺ کے عشق میں ڈوبی ہوئی اور دعا کرتے تھے اور دعائیں ہوتی تھیں مجھے بھی چند سال پہلے بنوں سے آئے ہوئے میرے ایک بزرگ دوست نے دعوت دی کہ میں ان کے مرشد کے عرس میں شرکت کے لئے بنوں کے دور اُفتادہ گاؤں میں آؤں تو جب وہ مجھے دعوت دے رہے تھے ان سے میری ملاقات بھی سرہند شریف کے ہی سفر میں ہوئی تھی اور حضرتِ مجدد الف ثانی کی درگاہ پہ حاضری کے دوران وہ مجھ سے ملتے رہے تھے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر سرہند شریف تشریف لے آئے ہیں۔ اس مسجد اور اس شیرِ ربانی اسلامک سنٹر کو بھی یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ بزرگ مولانا نواز خٹک صاحب یہاں بھی تشریف لائے تھے۔ جب انہوں نے مجھے دعوت دی کہ میں ان کے مرشد کے وہاں جاؤں تو مجھے کہنے لگے کہ ہمارا عرس جو ہے پنجاب کے عرس کی طرح نہیں ہوتا اور نہ میں بتا سکتا ہوں کہ عرس کس قسم کا ہوتا ہے آپ آئیں گے تو آپ کو پتہ چلے گا تو میں کئی گھنٹوں کا سفر طے کر کے وہاں پہنچا اور میں نے دیکھا مولانا محمد نواز صاحب اپنے حجرے میں سو کے قریب پٹھانوں کو نقشبندی سلسلے کا وعظ اور نصیحت فرما رہے تھے اور ان کو آگاہ کر رہے تھے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کیا پیغام لے کے آئے تھے تو ایک قریب ہی پرانے زمانے کی بنی ہوئی چھوٹی سی مسجد تھی تو میں وہاں گیا۔ وہاں سو سال، ۱۲۰ سال، ۱۲۵ سال، ۸۰ سال، ۷۵ سال کی عمر کے بزرگ جو ہیں درجنوں کی تعداد میں موجود تھے اور اپنے من میں

ڈوب کے سراغِ زندگی پا رہے تھے۔ اور ایک مجلس آراستہ تھی قرآن مجید کی تلاوت ہو رہی تھی۔ نعت خوانی ہو رہی تھی اور ختم خواجگان ہو رہا تھا۔ تو یہ ہے طریقہ اپنے بزرگوں کی یاد منانے کا کہ اللہ کا ذکر ہو اللہ کے رسول ﷺ کے عشق سے سرشار تذکرے ہوں اور اللہ اور رسول کا نام بلند کرنے والی شخصیتیں جیسا کہ ہمارے صوفی صاحب تھے ان کی یاد میں ہم ان تذکروں کو یاد کریں ان کو اپنے ذہنوں میں تازہ کریں جو ابھی کل کی بات ہے کہ ہم اپنے کانوں سے سن رہے تھے اور اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ جیسا کہ میں نے شروع میں عرض کیا کہ حضرت صوفی صاحب فنا فی اللہ تھے فنا فی الرسول تھے اور جیسا کہ تصوف کے اساتذہ اور سکالر جانتے ہیں کہ تصوف کا پہلا تقاضا یہ ہے کہ انسان خود کو پہچانے اور جانے کہ وہ ہے کیا تو ہمارے یہ صوفی صاحب یہ بھی خودشناسی کے مقام پر فائز تھے۔ جہاں انہوں نے یہ پہچان لیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں بھیجا کس لیے ہے پھر تصوف میں دوسرا تقاضا یہ ہے کہ جب انسان خود کو پہچان لے اور اسے معلوم ہو جائے کہ اس کی اپنی نظر میں اس کا مقام کیا ہے پھر وہ اپنے آپ کو بھول جائے پہلی شرط خود شناسی ہے اور دوسرا تقاضا خود فراموشی ہے تو صوفی صاحب نے اپنے آپ کو فراموش بھی کر دیا تھا بھول گئے تھے کہ میں کون ہوں۔ یہ وہ مقامات بلند ہیں جن تک کم از کم میری رسائی تو نہیں ہے۔ میں اتنی بلند پروازی تو نہیں کرسکتا۔ لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ صوفی صاحب واقعتاً حضرت مجدد الف ثانی کے عاشق ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں آپ سب گواہی میں شریک ہونگے اس کے کہ وہ واقعتاً اللہ کے رسول کے عاشق تھے۔ میں جب سفرِ آخرت میں شریک ہوا تو یقین جانیے کہ بار بار میری زبان سے یہ الفاظ ادا ہوتے تھے کہ یہ

عاشق رسول کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے اور میں آپ کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ جس شان سے آپ نے اللہ کے اس محبوب کو دنیا سے رخصت کیا۔ وہ شان ہمیشہ سلامت رہتی ہے اور باقی رہتی ہے۔ آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا آخر میں یہ عرض کروں گا کہ صوفی صاحب کے وہ سارے ہی عشاق میں ایک ایک کا نام نہیں لے سکتا طویل فہرست ہے کوئی مجھ سے گستاخی نہ ہو جائے کسی کو فراموش کرنے کی بھول جانے کی لیکن جنہوں نے ان کے افکار کو زندہ رکھا ہوا ہے جنہوں نے ان کی تعلیمات کا دامن مضبوطی سے تھام رکھا ہے آج صوفی صاحب ہمارے درمیان نہیں ہیں کہ کسی دنیاوی غرض سے ہم نے ان کو خوش کرنا ہو یا ان کو راضی کرنے کے لئے اپنا قیمتی وقت قربان کر کے ان مجلسوں میں شریک ہوتے ہوں جن کو وہ آراستہ کرتے تھے آج صرف ان کی روح ہے جو ہمارے درمیان موجود ہے لیکن مجھے یہ دیکھ کے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ آپ سب ان کے کاموں کو زندہ رکھنے کے لئے اس عزم کے ساتھ موجود ہیں۔

پاکستان جن اغراض کے لئے جن مقاصد کے لئے معرض وجود میں آیا تھا ہم نے اللہ تعالیٰ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ یا اللہ ہمیں ہندوؤں کے درمیان جو اکثریت میں ہیں جنہوں نے ہماری گردن دبوچ رکھی ہے معاشی طور پر اقتصادی طور پر دینی طور پر جو آزادی سے ہمیں ہمارے دینی فرائض ادا کرنے کے مواقع نہیں دیتے اجازت نہیں دیتے ان کے درمیان ہمیں ایک آزاد ملک دے۔ ہم وہاں آپ کا نظام چلائیں گے ہم اسلام کی تجربہ گاہ بنائیں گے اس پاکستان کو ہم اسلام کا قلعہ بنائیں گے لیکن افسوس اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں اس نعمت سے نواز دیا اللہ تعالیٰ کی اس رحمت کے تو ہم مستحق ٹھہرے کہ ہمیں

ایک آزاد ملک رہنے کو مل گیا لیکن ہم بحیثیت قوم اجتماعی طور پر اللہ سے کیا ہوا وہ وعدہ پورا نہیں کر سکے لیکن یہ پاکستان سب مشکلات کے باوجود زندہ ہے اور زندہ اسی لیے ہے کہ یہاں حضرت صوفی غلام سرور جیسے بزرگ اور غلامان سرور اور غلامانِ مصطفےٰ ﷺ موجود ہیں اور ایسے بزرگ ہمارے درمیان موجود ہیں جو راتیں اللہ کی یاد میں بسر کرتے ہیں جو اللہ سے کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے کہ ہم گنہگار ہیں ہم خطا کار ہیں ہم سیاہ کار ہیں ہم سے کوتاہی ہوگئی غلطی ہوگئی جرم ہوگیا کہ ہم نے آپ سے کیا ہوا وعدہ پورا نہیں کیا۔ لیکن آپ کی رحمت بے پایاں ہے ہم آپ کے دامن سے وابستہ رہنا چاہتے ہیں ہماری خطاؤں کو معاف کر دیجیو ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف کر دیجیو۔ حضرات آئیے! آج کے دن حضرت صوفی صاحب کی روح سے یہ وعدہ کریں کہ ہم اس نصب العین کو اس مشن کو تا ابد زندہ رکھیں گے اس کا دامن تھامے رکھیں گے اپنے ارادے اور عزم میں کوئی اضمحلال کوئی کمزوری اور اپنے ارادوں میں کوئی پستی قریب نہیں بھٹکنے دیں گے یہ دین تو ہمیشہ رہے گا اسلام ہمیشہ سربلند رہے گا۔ یہ ملک ہمیشہ رہے گا لیکن امتحان اور آزمائش تو میری اور آپ کی ہے کہ ہم اس امتحان میں کیسے پورے اترتے ہیں تو حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی کی روح بار بار پکار رہی ہے آواز دے رہی ہے اور ہمیں اس پیغام کی طرف بلا رہی ہے جو مسلمانوں کو اسلام کے پیروکاروں کو کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کو دنیا کی سب دولتوں سے پیارا اور عزیز ہے ہم اپنے ماں باپ قربان کرتے ہیں حضور ﷺ پر ہمارا یہ عہد ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی تعمیل کریں گے آج ہمیں اپنے اس عہد کو تازہ کرنا ہے۔ اس عزم کو مستحکم کرنا ہے جو صوفی صاحب اپنی تعلیمات ہمارے درمیان چھوڑ

گئے ہیں۔ہم اپنے بچوں کو اپنے آنے والی نسلوں کو اسی طرح یہ منتقل کر کے جائیں گے۔ جس طرح حضرت صوفی صاحب نے یہ سب کچھ ہمیں منتقل کیا ہم اس قابل نہیں تھے ہم اس لائق نہیں تھے ہم یہ ذمے داری اٹھانے اور نبھانے کے قابل نہیں تھے لیکن صوفی صاحب کے عزم و ہمت کو داد دیجئے کہ انہوں نے نا مساعد حالات کے باوجود اکیلے رہتے ہوئے تنہا رہتے ہوئے وسائل کے بغیر نہ کوٹھی تھی نہ بنگلہ تھا نہ گاڑی تھی لیکن فقیروں اور درویشوں کا ایک گروہ انہوں نے جمع کرلیا اور یہ پیغام دے گئے

ہم فقیروں سے دوستی کر لو　　گُر سکھا دیں گے بادشاہی کا

اصل بادشاہت یہی ہے یہ وہ بادشاہت نہیں جو بڑے بڑے محلوں میں اور ایوانوں میں لوگوں کو دکھائی دیتی ہے۔اور کشش کا باعث بنتی ہے۔

پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب ، ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس صاحب، غلام مصطفیٰ صاحب، جنید سرور صاحب اور ناظم نقشبندی صاحب، یہ ہیں وہ دولت جو وہ چھوڑ کے چلے گئے آیئے اس دولت کی قدر کریں اس کو پہچانیں اور ان کی رہنمائی اور قیادت میں وہ سفر طے کریں جو دنیا میں بھی ہمارے لئے خیر و برکت کا باعث ہو اور ہماری آخرت سنوارنے کا بھی ذریعہ بن جائے میرے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے حضرت صوفی صاحب کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی توفیق ارزانی کرے۔

فکرِ سرور رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فکر مجدد کو اپنی روح میں اتارنے کا عہد کیا تھا تو ہر دن ہر سال ہمیں یہ یاد دلاتا رہے گا کہ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی فکر کو جس طرح حضرت سرور ملت نے اس پیغام کو آگے پہنچایا اس طرح اس فریضے کو ہم نے انجام دینا ہے اور آج یہاں بیٹھ کر ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم یہ فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔ یہ وہ مقصد ہے جس مقصد کے لئے بزرگانِ دین کے عرس انعقاد پذیر ہوتے ہیں کہ اس عرس کے موقع پہ اس شیخ کے مرید یہ عہد کرتے ہیں کہ وہ جو وعدہ ہم نے اپنے شیخ سے کیا تھا ہر صورت میں اسے وہ پورا کرینگے اور حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کا ایک ہی مشن تھا آپ کا ایک ہی وعدہ تھا آپ کا ایک ہی کام تھا اور وہ وعدہ وہ کام حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت تھا آپ کی فکر کو عام کرنا تھا آج ہم سب پہ یہ لازم ہے ہم از سرنو اس بات کا جائزہ لیں کہ ہم نے پہلے سے بڑھ کر اس کام کے لئے اپنی زندگیوں کو اور اپنی صلاحیتوں کو وقف کرنا ہے۔

ایک عظیم انسان

مفتی ظہور احمد جلالی

اس دور کے استاذ الاساتذہ اور وکیل مصطفیٰ اور اپنے اپنے فن کے یکتا حضراتِ کمال کے بعد اس طالبعلم کا بیان کرنا یقیناً خلافِ ادب ہے معذرت قبول نہ کی گئی اس لئے بندہ حاضر ہے حضرات گرامی حضرت اعلیٰ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک ارشاد گرامی ہے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ درود شریف والی آیت تو پڑھتے ہیں لیکن اس کے ساتھ والی آیت کو نہیں پڑھتے۔ وہ دوسری آیت کیا ہے۔

جو لوگ اللہ کو اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت پہنچاتے ہیں تکلیف دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے توہین والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت اعلیٰ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جہاں حضور اکرم ﷺ کی شان اور آپ کے احترام کا تقاضا ہے کہ آپ پر درود شریف پڑھا جائے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی آپ کی شان کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں سے پوری پوری نفرت کی جائے کہ اللہ کریم نے ایک آیت میں فرمایا کہ میں اور میرے فرشتے درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی درود پیش کرو خوب خوب سلام پیش کرو اور ساتھ ہی فرمایا اور درمیان میں حرفِ عطف ''و'' بھی نہیں کہ تابع ہو اب تابع کر کے دوسرے مضمون کو بیان نہیں کیا جس طرح حضور اکرم ﷺ

کی شان کا اہتمام بصورتِ درود وسلام وہ بالاصل ہے اسی طرح حضورِ اکرم ﷺ کے دشمنوں کی مذمت بھی بالاصل ہے اس میں یہ اصل ہو اور یہ تابع ہو ایسا مسئلہ نہیں ہے تو اب ہم نے دیکھنا ہے کہ حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت اعلیٰ شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق ان کا معمول کیا تھا۔ بندہ خود اس چیز کا گواہ ہے باقی حضرات کا اپنا اپنا ذوق ہے مجھے اللہ کریم نے

یاایھاالنبی جاھد الکفارو المنافقین و اغلظ علیھم

یہ جو ہے نا **واغلظ علیھم** بندہ گنہگار ہے سیاہ کار ہے لیکن **و اغلظ علیھم**۔ منافقوں پہ سختی کا اللہ کریم نے فقیر کو جذبہ عطا فرمایا ہے اور میں منافقوں کی سرکوبی کی اپنی وسعت کے مطابق اللہ کریم کی توفیق سے پوری کوششیں کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے توفیق بھی دیتا ہے اور الحمدللہ بندہ خود ذاتی طور پر اس بات کا گواہ ہے حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہر ایسے موقع پر میری سرپرستی فرماتے تھے داد بھی دیتے تھے تائید بھی فرماتے تھے اور کسی کو بتائے بغیر مالی تعاون بھی فرماتے تھے یہ اس طرح کا جسے لوگ مذہبی منافرت کہتے ہیں یہ مذہبی منافرت نہیں ہے۔ یہ **ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا و الآخرۃ** کا حصہ ہے کہ جو لوگ حضور اکرم ﷺ کو تکلیف دیں ان پر اللہ کی لعنت ہے کہ جو نبی کریم ﷺ کا غلام ہے وہ ان لعنتیوں پر لعنت کیوں نہ کرے لعنتیوں پر لعنت کرنا غلامِ رسول ﷺ کا حق ہے یہ منافقین ان کی کتابیں نبی کریم ﷺ کی بے ادبی سے بھری پڑی ہیں اور آئے دن یہ کوئی نہ کوئی بے ادبی کرتے ہی رہتے ہیں اس دور کا ایک بہت بڑا مبلغ وہ دعا مانگتا ہے اللہ تو سامنے ہو

تیرے پاؤں پکڑ لیں تیرے پاؤں پکڑ لیں یا اللہ تیری گود میں گر جائیں اب اللہ کے پاؤں بھی مان رہا ہے گود بھی مان رہا ہے اور پھر یہ بھی کہہ رہا ہے اللہ آ جا تجھ سے چمٹ جانے کو جی چاہتا ہے تیرے قدموں میں چمٹ جانے کو جی چاہتا ہے اللہ آ جا پہلے آسمان پر آ گیا ہے نیچے بھی آ جا یہ سراسر اللہ تعالیٰ کی شان کی بے ادبی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اذیت ناک الفاظ ہیں اور اللہ کا اعلان ہے ترجمہ جو اللہ کو اذیت دے اللہ کے رسول ﷺ کو اذیت اللہ کی ان پر لعنت ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اب کوئی آدمی یہ سمجھتے ہوئے کہ ہم تو صوفی لوگ ہیں تو ہم تو صلح کلّی لوگ ہیں ہم تو دھیمے اور نرم مزاج کے لوگ ہیں تو پھر ان کو یہ آیتیں نہیں پڑھنی چاہیے لیکن صوفی صاحب علیہ الرحمۃ صوفی تھے کما حقہ صوفی تھے اس میں کوئی شک نہیں لیکن صوفی تھے حضرت میاں صاحب کی طرز کے صوفی تھے کہ جہاں درود شریف والی آیت پڑھی جائے وہاں منافقین والی آیت بھی پڑھی جائے اور صوفی صاحب یہ جو ہیں نا ان کا منافقین کا رد کرنا یہ اسی آیت کا حصہ ہے اس کا مصداق ہے گو صوفی صاحب خود کرتے ہوں یا نہ کریں لیکن فقیر کے ذریعے کرواتے تھے۔ حضرت وکیل مصطفیٰ سید ریاض الحسن گیلانی دامت برکاتہم العالیہ نے جو فرمایا کسی آدمی کو پہچاننا کہ اس کے اندر کون سا کام کرنے کی صلاحیت ہے پھر اس سے کام لینا یہ صوفی صاحب کے اندر وصف تھا تو فقیر کو اللہ کریم نے جذبہ دیا منافقوں کی سرکوبی کرنے کا صوفی صاحب فقیر کے ذریعے منافقوں کی سرکوبی کرواتے تھے۔ حضرات گرامی حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ صوفی صاحب کا تعلق ایک مقولہ ہے فارسی کا ''عشق اول در دل معشوق پیدا میشود'' عشق کے حوالے سے مجھے ایک بات صوفی صاحب کی یاد آ

گئی کہ حضرت گیلانی صاحب کا خطاب تھا عشقِ مصطفیٰ اور دورِ حاضر کے تقاضے یہی خطاب ہوا تو صوفی صاحب نے بعزم شفقت میرا نام بھی لکھ دیا اور چونکہ میں حضرت گیلانی کا غلام ہوں خادم ہوں اوران کا میرے ذریعے تعارف ہوا۔اس لئے میرا حاضر ہونا لازم تھا آپ کے خطاب کے بعد صوفی صاحب نے فرمایا اب تیرا خطاب ہوگا میں نے عرض کیا جناب میں سوچ کر ہی نہیں آیا اوراس وقت اس بارے میں میرے ذہن میں کوئی چیز نہیں ہے تو صوفی صاحب نے فرمایا جب تو کھڑا ہوگا تو خود بخود بات ذہن میں آ جائے گی اور جب میں کھڑا ہوا اور خطبہ پڑھا تو مجھے وہ حدیث پاک یاد آ گئی۔ ترجمہ جس آدمی کوکسی سے عشق ہو جائے اور وہ پاکباز عشق میں آکر غلبۂ عشق میں وہ کوئی خلاف شرع ، خلاف تہذیب ، خلاف ادب بات نہ کر بیٹھے پاک دامن رہے اور اسی دوران پاکدامنی میں فوت ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کوشہادت کا درجہ عطا فرماتا ہے میں نے اس وقت یہ کہا کہ صوفی صاحب کے حکم کی برکت ہے کہ تو کھڑا ہوگا تو بات ذہن میں آ جائے گی اور آ گئی الحمدللہ ''عشق اول دردل معشوق پیدا میشود'' اس کا ترجمہ حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے انداز میں یہ فرمایا: رات پئی تے شمع جاگی جلن لگے پروانے۔ عاشق کے دل میں عشق پہلے پیدا ہوتا ہے یا معشوق کے دل میں پہلے پیدا ہوتا ہے میاں صاحب فرماتے ہیں اور فارسی کے مقولہ کا مطلب یہ ہے کہ شمع پہلے جاگے گی تو پروانہ عاشق بنے گا۔اگر شمع نہیں روشن ہوگی پروانے کا عشق ظاہر نہیں ہوگا۔شمع پہلے ہے اور پروانہ بعد میں حضور اکرم ﷺ محبوب کائنات ہیں۔آپ ﷺ پہلے ہیں اور آپ ﷺ کے محبّ بعد میں ہیں۔اسی حوالے سے میں بات کرتا چلوں صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سے میں نے خود سنا آپ فرماتے ہیں۔ابھی میں لاہور نہیں آیا تھا۔شرقپور شریف کے ساتھ میرا تعلق قائم نہیں ہوا تھا اس بارے میں مجھے معلومات بھی حاصل نہیں تھیں گو میاں صاحب کا سلسلہ ہر طرف پھیلا ہوا ہے لیکن میں اس بارے میں وابستہ نہیں تھا تو میں نے اس دوران خواب میں دیکھا کہ دستر خوان پھیلا ہوا ہے اور میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دستر خوان ہے اور میں وہاں کھانا کھلا رہا ہوں یہ میں صاحبزادگان سے عرض کروں گا اس واقعے کو یاد ہو تو تفصیل سے لکھ دیں۔ مجھے اسی طرح غالباً یاد ہے۔کمی بیشی ہو سکتی ہے لیکن یہ واقع ہے کہ دستر خوان بچھا ہوا ہے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اور میں کھانا کھلا رہا ہوں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ آستانہ عالیہ سے وابسطہ نہیں ہوئے تھے حضرت اعلیٰ شرقپوری کی نظر آپ رحمۃ اللہ علیہ پر تھی۔اور یہ جو آپ بیٹھے ہیں اسی دستر خواں کے خوشہ چین ہیں اور اسی دستر خوان سے حضرت میاں صاحب کا فیض حاصل کر رہے ہیں۔

چراغِ وفا

میاں محمد صادق قصوری

حضرت مولانا روم ملت بادۂ قیوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر کہ بیند روئے پاکاں صبح وشام آتشِ دوزخ بود بروے رام

''جو آدمی صبح وشام پاک لوگوں کی زیارت کرے گا، اس پر دوزخ کی آگ حرام ہوگی۔''

اس عظیم اجتماع میں، عرس مبارک کی اس نہایت ہی پاکیزہ محفل میں، اس پرنور مجلس میں اور اس پرسرور تقریب میں بہت سے لوگ ایسے بھی موجود ہوں گے جنہوں نے صاحبِ عرس حضرت سرورِ ملت صوفی غلام سرور صاحب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی ہوگی، وہ میری اس بات کی دل وجان سے، قلب وجگر سے اور عقل وشعور سے تائید کریں گے کہ حضرت صوفی صاحب، مولانا روم کے اس شعر کا مرقع تھے، ان کی ذات شمع ہدایت تھی، ان کی شخصیت سراپائے ولایت تھی، ان کی زیارت گناہوں کا کفارہ تھی، ان کی ہستی عبقری عصر تھی۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے بارے میں لسان العصر حضرت اکبر الہ آبادی نے کہا ہے:

مدینے کے گدا دیکھے ہیں دنیا کے امام اکثر
پلٹے دیکھے ہیں تقدیریں محمد کے غلام اکثر

حضرت صوفی صاحب نے شہبازِ لامکانی قندیلِ نورانی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے افکارِ جمیلہ اور اوصافِ جلیلہ کی تبلیغ وتشہیر جس جوش،

جس ولولے اور جس عقیدت ومحبت سے کی ، اس لحاظ سے وہ بلا شک وشبھہ ''سفیر افکارِ امامِ ربانی'' تھے۔ایک تلخ حقیقت بھی آپ حضرات کے سامنے لانا ضروری ہے کہ بعض حضرات کو ان کی یہ خدمت، یہ عادت اور یہ عبادت ایک آنکھ نہ بھائی اور لگے ان کی حوصلہ شکنی کرنے، لگے ان کو بدنام کرنے اور لگے ان کو نامراد کرنے کہ:

اقبال کے نفس سے ہے لالے کی آگ تیز
ایسے غزل سرا کو چمن سے نکال دو

مگر انہوں نے اپنی ہمت کو لوہا کر رکھا تھا، وہ کوہِ استقامت تھے، چراغِ استقامت تھے، چراغِ وفا تھے، درد کی جاگیر تھے۔ان کے سامنے سورہ آلِ عمران کی آیت:39 تھی۔''اور ہمت نہ ہارو اور نہ غم کرو اور تمہی سر بلند ہو گے اگر تم سچے ہو''۔واہ! اقبال نے کیا خوب کہا:

خوفِ شر کیوں ہو اگر خیر ہے مقصد تیرا
تیری تسخیر تو ابلیس کو لرزاں کردے

آج جبکہ ہر سو خوفناک اندھیرا ہے۔تاریکی ہی تاریکی ہے۔داتا گنج بخش نے کہا تھا کہ یا اللہ! مجھے تو نے کس دور میں پیدا کیا،جس دور میں ہر سو اندھیرا ہی اندھیرا ہے حضرات! اگر آج کے دور میں داتا گنج بخش پیدا ہوتے ،متولد ہوتے تو کیا سوچتے؟ بہر حال ضرورت ہے روشنی کی ،کونسی روشنی ،علم وعمل کی روشنی ،اخلاق ومروت کی روشنی ، پیار ومحبت کی روشنی ،تبلیغ واشاعت کی روشنی اور زہد وتقویٰ کی روشنی جو گنہ گاروں ، بے عملوں ،سیاہ کاروں اور بے راہوں کو صراطِ مستقیم پر گامزن کردے، جو بھٹکے ہوئے آہوں

کوسوئے حرم لے چلے، جو بے منزلوں کو منزل آشنا کر دے، جو مادہ پرستوں کو روحانیت سے آگاہ کر دے، جو ظاہر بینوں کو چشمِ باطن عطا کر دے۔ ان حالات میں عظیم عاشقِ رسول ﷺ ،فدائے مجدد اور عطائے شیر ربانی بڑی شدت کے ساتھ، دیدۂ گریاں اور سینۂ بریاں کے ساتھ یاد آتے ہیں،کون یاد آتے ہیں،حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی، وہ جنہوں نے انسان سازی، کردار سازی کے لئے بڑی خاموشی،مہارت اور سلیقے سے چراغِ عشق جلا رکھا تھا۔

آ بھی جاؤ رات کا پچھلا پہر ہونے کو ہے
بجھ نہ جائیں یہ دیئے دہلیز پر رکھے ہوئے

آج جب صوفی صاحب کی یاد آتی ہے تو ان کا نورانی سا چہرہ،ان کی سحر انگیز شخصیت،ان کی آنکھوں میں سرمہ خاکِ مدینہ کی چمک کے تصور سے قلب وجگر کو سرور اور روح کو قرار ملتا ہے۔ کیونکہ وہ عاشقِ صادق، بیمار دلوں کے طبیبِ حاذق اور فیوضاتِ مجددیہ کے امین تھے۔ان سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بہاریں تھیں،ان کا وجود باعث برکت ورحمت تھا، ان کا راہوارِ فکر اور اشہبِ قلب تعلیمات مجددیہ کی تشہیر واشاعت کے لئے رواں دواں ہی رہتا تھا، وہ بادلوں کی طرح روتے تھے اور پھولوں کی طرح ہنستے تھے،ان کے ارشادات قند وشہد سے بھی زیادہ شیریں تھے اور مشربی خدمات بے مثال و بے نظیر تھیں۔

بڑھتی تھیں جن کی تاب سے احساس کی لویں
ظالم ہواؤں نے وہی چہرے بجھا دیے

اور اب ؎

تیرے پیکر کے سبب استعارے لگیں
چاند ، خوشبو ، صبا ، کہکشاں ، روشنی

حکیم الامت علامہ اقبال نے شاید اسی کرب، جلن اور درد کے عالم میں کہا:

یادِ ایامِ سلف ! تو نے مجھے تڑپا دیا
آہ اے چشمِ تصور ! تو نے مجھے کیا دکھلا دیا؟

آ فراقِ رفتگاں ! تو نے یہ کیا سمجھا دیا
دردِ پنہاں کی خلش کو اور بھی چمکا دیا

رہ گیا ہوں دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام کر
کچھ مداوا اس مرض کا ، اے دلِ ناکام کر

صوفی صاحب کی ذاتِ ستودہ صفات اس دورِ بے مہر میں روحانیت کا آفتاب وماہتاب تھی، چراغِ صدق وصفا تھی، مرکزِ مہر ووفا تھی، کاروانِ منزلِ عشق کی سالار تھی، انہوں نے نہایت خاموشی سے مگر عزم وہمت سے، سیلابِ فکر اور طوفانِ خیال سے ''افکارِ مجددیہ'' کے نور کو اکنافِ عالم میں پھیلایا، جہالت، مادیت اور لادینیت کے گھپ گھیر اندھیروں کو ختم کرنے کے لئے جو کردار ادا کیا وہ تاریخ تصوف کا درخشاں باب ہے کوئی مانے نہ مانے وہ ''فنا فی المجدد'' تھے، قتیل تیغ الفت ومحبت تھے، ان کا چہرہ فرحتِ

روحانی سے شگفتہ رہتا تھا، نامِ مجدد سنتے ہی ان کے چہرے پر ایک خاص قسم کی بشاشت آجاتی تھی۔ فرطِ محبت سے گردن جھک جاتی تھی اور جوش عقیدت میں پکار اٹھتے تھے۔

جبیں ہے سجدہ گزار اس آستانے کی
رہینِ عشق ہوں عادت ہے سر جھکانے کی

ذکرِ مجدد، فکرِ مجدد، ان کا اوڑھنا بچھونا تھا، سرمایہ حیات تھا، غذائے روح تھی، انہوں نے تقریری اور تحریری میدان میں یادگار نقوش چھوڑے ہیں۔ کون جانے کہ ان کے دل ودماغ میں تعلیمات مجددیہ کو دل کی دھڑکن بنانے کے لئے کتنے ہی عظیم منصوبوں کے تاج محل تعمیر ہورہے تھے ان کو کبھی بھی دل برداشتہ، تھکا ماندہ اور ہمت سے ہارا نہیں دیکھا گیا کیونکہ ظلِ مجددی ہر آن اپنے حصار میں لئے رہتا ہے۔

مجھ کو احساس تھکن کا کبھی ہوتا ہی نہیں
ساتھ رکھتا ہوں ہمیشہ میں تمہاری خوشبو

صوفی صاحب جیسے نابغۂ روزگار، فردِ فرید اور مردِ حق ہر روز پیدا نہیں ہوتے، یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے بارے میں خداوند قدوس عزوجل سورہ مریم کی آیت: ۹۶ میں فرماتا ہے:

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے، عنقریب اللہ تعالیٰ جل شانہ ان کے لئے (دلوں میں) محبت پیدا کردے گا۔''

مسعود ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی

حضرت مفتی محمد مظہر اللہ اپنی تفسیر ''مظہر القرآن'' میں اس آیۂ کریمہ کی تفسیر وتشریح میں لکھتے ہیں کہ:

''نیک لوگوں کے ساتھ جب اللہ تعالیٰ محبت کرنے لگتا ہے تو ایسے نیک لوگوں کی طرف تمام مخلوق الٰہی کے دل مائل ہو جاتے ہیں، اور دنیا ایسے لوگوں کو عزیز رکھنے لگتی ہے، اور پھر فرشتے بھی اس شخص سے محبت کرنے لگتے ہیں''

بخاری ومسلم کی حدیث ہے کہ

جب اللہ تعالیٰ جل شانہ کسی بندے کو محبوب کرتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ فلاں میرا محبوب ہے، جبرائیل اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر جبرائیل علیہ السلام آسمان میں شہرت کردیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ، فلاں بندہ کو محبوب رکھتا ہے، سب اس کو محبوب رکھیں''

اس سے معلوم ہوا کہ مومنین، صالحین اور اولیاء کاملین کی مقبولیتیں ان کی محبوبیت کی دلیل ہے۔ ہمارے صوفی صاحب کو یہ ''محبوبیت'' حاصل تھی، اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے انہیں اس انعام سے نوازا تھا کیونکہ وہ عاشق رسول تھے، وہ صدقِ صدیق کے وارث تھے، وہ ''فقرِ سلمان فارسی'' کے حامل تھے، وہ خواجہ نقشبند بخاری کا طوق غلامی پہنے ہوئے تھے، وہ حضرت مجدد الف ثانی کے شیدائی تھے اور کون نہیں جانتا کہ وہ حضرت شیر ربانی کی مراد تھے وہ ''نقشبندیوں'' کی آن تھے، وہ ''مجددیوں'' کی جان تھے۔ ہائے! اب الٰہیا

کہاں سے لائیں تجھ سا کہیں جسے!

مدتوں روتی ہے حسرتِ اہل چمن
سالہا ترستے رہتے ہیں چرخِ کہن

تب کہیں پیدا ہوتا ہے اک نخلِ گلبدن
با یزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

یا پھر بقول پیرِ مشرق دانائے راز حضرت اقبال

تجھے معلوم بھی ہے کچھ کہ صدیوں کے تفکر سے
کلیجہ پھونک کر کرتی ہے فطرت اک بشر پیدا

آج عرس ہے اس ہستی کا جو مردِ غیور تھا، وقت کا منصور تھا۔ صرف چند قربت کی سعادت سے بہرہ ور لوگوں کو اس بات کا علم ہے کہ ''افکار مجددیہ'' کی تبلیغ و تشہیر میں انہیں کن کن مصائب و آلام سے نبرد آزما ہونا پڑا، کن کلفتوں اور غموں سے پالا پڑا اور کن دکھوں اور غموں کا شکار ہونا پڑا، ان کے راستہ کو کھوٹا کرنے کے لئے کیا کیا نہ کیا گیا، ان کے مشن کو ناکام بنانے کے لئے کس قدر مساعی نا مشکور کی گئیں، ان کو پریشان اور ہراساں کرنے کے لئے کس قدر دباؤ ڈالا گیا، ان کی شخصیت کو مسخ کرنے کے لئے کتنے حربے اختیار کئے گئے، ان کی علالت کے دوران ان پر کیا کیا فکری اور ذہنی اذیت کے کوڑے برسائے گئے مگر وہ مردِ خدا بڑا ہی سخت جان تھا کیونکہ صاحبِ ایمان تھا، اپنے مشن کی کامیابی و کامرانی پر اسے پورا پورا اطمینان تھا۔ غلامِ مجدد میں اس کا مثلِ بلال

امتحان تھا جس میں وہ بفضلِ خدا (جل شانہ) کامیاب وکامران تھا، جگر مرادآبادی کی زبان میں وہ یہ کہتا ہر آن تھا:

ان کا جو فرض ہے اربابِ سیاست جانیں
میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے

اقبال کا ایک شعر ہے:

تنِ بے روح سے بے زار ہے حق
خدائے زندہ زندوں کا خدا ہے

یہاں جو بھی بے لوث خدمات انجام دے گا، جو بھی اعلیٰ کردار ادا کرے گا، جو بھی اولیاء اللہ کے مشن کو فروغ دے گا، اس کی مدد فرمائے گا۔ ذرا ایمان کی کہئے کہ کیا صوفی صاحب خادمِ دین نہیں تھے، کیا صاحبِ تصوف نہیں تھے، کیا وہ دلِ داتا اور چشمِ بینا رکھنے والے وحید العصر نہیں تھے، کیا وہ مفکر اور دانشور نہیں تھے، کیا ان کی آنکھ کا سرمہ خاکِ سرہند نہیں تھا، کیا ان کا چہرہ دیکھ کر خدا یاد نہیں آتا تھا، کیا انہیں دیکھ کر یقین نہیں آتا تھا کہ وہ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی جماعت کے بچھڑے ہوئے فرد تھے، کیا ان کا لباس ،طرز بود و باش، چال ڈھال، گفتار وکردار بایزید بسطامی کی حیاتِ مبارکہ کا عکاس نہیں تھا ،کیا وہ سلطان محمود غزنوی کے مرشد کریم اور سلسلہ نقشبندیہ کے رجل عظیم ابوالحسن خرقانی کی تعلیمات کے تحت بیمارِ عشق نہیں تھے، کیا ان کی رگ و مو سے یہ نعرہ بلند نہیں ہوتا تھا:

عشق میں مجھ کو جلا اور درد دے دل میں مرے
عشق کی دولت سے کر آباد دل میرا اللہ

حضرات! میں نے آپ کا بہت وقت لیا، بہت سمع خراشی کی، بہت تپش دی آپ کے جذبات کو، آپ کے سازِ دل کو چھیڑنے کی جسارت بھی کی، آخر کیوں؟ اس کے لئے کہ میں اور آپ یہاں سے کچھ لے کہ جائیں، صوفی صاحب کے مزار اقدس سے عشق ومحبت، ادب واحترام اور امن وآشتی کے سدا بہار پھول لے کر جائیں، ان کے اسوہ کو اپنائیں، خدمتِ دینِ حقہ کے لئے کمر بستہ ہو جائیں اور یہ نہ ہو کہ خالی آئیں اور خالی جائیں۔ اگر ایسا ہوا تو پھر ہم سب نے وقت کا ضیاع کیا، مقصدِ عرس کو فنا کیا، صوفی صاحب سے وفا نہ کی اور رسمِ محبت ادا نہ کی بقول حکیم الامت

اے اہلِ نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

مقصودِ ہنر سوزِ حیات ابدی ہے
یہ ایک نفس یا دو نفس مثلِ شرر کیا

شاعر کی نوا ہو کہ مغنی کا نفس ہو
جس سے چمن افسردہ ہو وہ بادِ سحر کیا

آیئے! اب مل کر دعا کریں، بارگاہِ الٰہی میں التجا کریں کہ الٰہی! جنت الفردوس میں ہمارے صوفی صاحب کے درجات مزید بلند فرما، ان کی طرح ہمیں بھی مقبولیت ومحبوبیت عطا فرما، بطفیل محمد مصطفیٰ ﷺ ان کی فکر، سوچ اور مشن پر کار بند فرما اور ان کی

طرح ہمیں بھی آبروئے ملتِ اسلامیہ بنا کہ:

جس سے بھی میں نے شہر میں کی گفتگو
اس نے کہا کہ وہ تھا اس شہر کی آبرو



حضرت مسعود ملت اور سرور ملت رحمہما اللہ کے

کے مقاصد عالیہ۔ باہمی روابط

پروفیسر قاری رفیق مسعودی

شمع کی طرح جئیں بزم گاہِ عالم میں
خود جلیں دیدۂ اغیار کو بینا کر دیں

ہمارے ممدوحین کی زندگی کے مقاصد عالیہ وہی تھے جو پروردگار عالم نے قرآن مجید میں مسلم امت کو یوں بتلائے:

"اے حبیب! آپ فرما دیں بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔[1]

یعنی زندگی کا ہر عمل اللہ کی رضا کے لئے کرنا۔ یہ مقصد سب سے بلند بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام بھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی دولت اور عظیم کامیابی ہے۔[2]

اسی لئے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ان کے سچے پیروکاروں کے لئے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اسی تمغہ کمال کا یوں ذکر فرمایا

"رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔[3]

۱۔ الانعام:۱۶۲ ۲۔ التوبہ: ۷۲ ۳۔ التوبہ:۱۰۰

اور نفس مطمئنہ کی صفت راضیہ اور مرضیہ کے الفاظ سے بیان فرمائی ۔۱ پھر حق جل شانہ نے اپنی رضا کے حصول کا واحد پیمانہ اور معیار اپنے حبیب کریم ﷺ کی کامل پیروی اور اتباع کو قرار دیا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اے حبیب ! آپ فرما دیں (اے لوگو!) اگر تم اللہ کی محبت چاہتے ہو، تو میری اتباع کرو۔ اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا ۔۲

اور سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی اطاعت کو فوزِ عظیم عظیم کامیابی قرار دیا۔۳

بے شک زندگی کا حسن کاملِ سنت نبوی ﷺ ہے اور بندگی کی معراج حضور انور ﷺ کی اتباع ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا:

''کوئی فضیلت آنحضرت ﷺ کی متابعت کی برابری نہیں کر سکتی''

نازاں ہے حسن جس پہ وہ حسن رسول ہے
یہ کہکشاں تو آپ کے قدموں کی دھول ہے

جب انسانی قلب میں آقا کریم ﷺ کی محبت اور سیرت و عادات میں سنت نبوی ﷺ کی نوری جھلک پیدا ہو جاتی ہے تو ایسے انسان کی زندگی کے تمام شعبے روشن و منور ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ممدوحین۔قبلہ مسعود ملت ۔قبلہ سرور ملت رحمۃ اللہ علیہم

۱۔الفجر:۲۸ ۵۔ال عمران:۳۱ ۶۔الاحزاب:۷۱

کی زندگی کا مقصدِ وحید حضور انور ﷺ کی محبت اور اتباع تھا اور زندگی بھر اسی حسن کی وادی کا طواف کرتے رہے۔ پھر جس دین اسلام کی وہ اتباع کر رہے تھے اس کا لازمی تقاضا ہمدردی اور خیر خواہی تھا۔ اشادنبوی ﷺ ہے

"**الدین النصیحة کله**" دین سراسر خیر خواہی کا نام ہے۔[۱]

یعنی جس میں جس قدر دوسروں کی خیر خواہی اور اخلاص و ہمدردی کا جذبہ ہے۔ اس کے پاس اسی قدر دینِ اسلام کی نعمتِ عظمیٰ کی خیرات ہے۔ چنانچہ امت مسلمہ کی خیر خواہی کے پیش نظر، دین اسلام کے چشمۂ رشد و ہدایت سے دوسروں کو سیراب کرنا ہر مسلمان کی طرح ہماری ممدوحین کی ذمہ داری تھی۔

حضور انور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ سب سے بڑا سخی کون ہے؟ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ علم رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا (سب سے پہلے) خود اللہ تعالیٰ بڑا جواد اور عطا کرنے والا ہے (اللہ تعالیٰ کے بعد) پھر اولادِ آدم میں سب سے بڑھ کر میں سخی داتا ہوں۔ اور میرے بعد بڑا سخی اور فیاض شخص وہ ہے جو علم سیکھے اور اسے (دنیا میں) پھیلائے۔[۲]

۱۔ الشیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۲۴ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کراچی۔
۲۔ مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم، رقم الحدیث ۲۴۱

لہذا ہمارے ممدحین کی زندگی کا دوسرا بڑا مقصد دین اسلام کی نشر واشاعت تھا، مسلم امت کی ڈیڑھ ہزار سالہ تاریخ گواہ ہے کہ مسلم امت جب بھی زوال کا شکار ہوئی اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ مخالفینِ اسلام نے مختلف طریقوں سے ہماری نظریاتی سرحدوں میں شک وشبہ اور اختلاف کو فروغ دے کر جسدِ امت کو مختلف فرقوں گروہوں اور حصوں میں تقسیم کر کے ان میں نفرتوں اور کدورتوں کو کھڑا کیا اور امت کی اجتماعیت کا شیرازہ بکھیرا گیا۔ چونکہ قرآن وسنت کی روشنی میں دور صحابہ کرام سے لے کر آج تک اہل سنت یہی سوادِ اعظم ہے اور اس کے عقائد حق وصداقت کے منارۂ نور ہیں۔ لہذا عقائد وتعلیمات اہل سنت پر چھا جانے والے گرد وغبار کو صاف کرنا اور غلط فہمیوں کا ازالہ ہمارے ممدوحین کے مقاصد عالیہ میں شامل تھا۔ چنانچہ حضرت سرور ملت قبلہ صوفی صاحب علیہ الرحمۃ آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے وابستہ ہو کر عمر بھر مسلک حق اہل سنت وجماعت کے عقائد ونظریات وتعلیمات کے فروغ کے لئے کوشاں رہے اور حضرت مسعود ملت علیہ الرحمۃ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمۃ کے افکار، نظریات اور خدمات کو انمول انداز میں اجاگر کیا۔

جامع مسجد قادریہ شیر ربانی کی تعمیر ہفتہ وار، ماہوار محافل درسِ قرآن، سالانہ کانفرنسز، حلقہ ارادت کی تربیت اشاعتی ادارہ جات کا قیام، کتب، رسائل کی اشاعت، محققین کی تیاری، سکالرز کی حوصلہ افزائی اور مختلف محافل میں شمولیت کے لئے ملک اور بیرون ملک سفر انہی مقاصد کے حصول کے لئے تھے پھر چونکہ احیاءِ اسلام اور زوال پذیر معاشرے کی اصلاح احوال کا علاج جامع انداز میں افکار مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز

میں موجود ہے اس لئے ہمارے ممدوحین نے بطور خاص افکار مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی ترویج واشاعت کو اپنی زندگی کا اعلیٰ نصب العین بنائے رکھا۔ اور اس مقصدِ حیات نے دونوں بزرگوں کو ایک دوسرے کے اس قدر قریب کر دیا کہ وہ یک جان دو قالب کی طرح نظر آئے دونوں ہی آسمان مجددیت کے روشن ستارے اور گلشن نقشبندی کے سدا بہار پھول تھے۔ دونوں نے بجا طور پر محسوس کیا کہ آج امت محمدیہ افکار مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی بدولت ہی قریب ہو کر حضور نبی کریم ﷺ کی محبت واتباع کی کھوئی ہوئی جائیداد دوبارہ حاصل کر سکتی ہے۔

قوموں کے لئے موت ہے مرکز سے جدائی
ہو صاحبِ مرکز تو خودی کیا ہے خدائی

دونوں بزرگوں کے روابط اخلاص پر مبنی تھے جس میں دنیاوی اغراض کا شائبہ تک نہ تھا اور اس دوستی کی سچائی، مضبوطی اور پائیداری کی گواہی قرآن حکیم یوں دے رہا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ قیامت کی شدید ہولنا کی بھی ان کے چشمہ محبت وعقیدت کو میلا نہ کر سکے گی ترجمہ:

گہرے دوست اس (قیامت کے) دن ایک دوسرے کے دشمن
ہوں گے سوائے پرہیز گاروں کے۔[1]

(بلکہ ان کی محبت اسی طرح قائم رہے گی) مکتوبات مسعودی (مرتبہ ڈاکٹر محمد ہمایوں

۱۔ الزخروف: ۶۷

عباس شمس صاحب۔ زید مجدہ) میں حضرت مسعود ملت علیہ الرحمۃ تقریباً ہر مکتوب میں یہ لکھتے ہیں:

''نوازش و کرم کا ممنون ہوں''

ایک مقام پر لکھتے ہیں:

''آپ کے قلبی تعاون کا فقیر کس زبان سے شکریہ ادا کرے مولیٰ تعالیٰ آپ کو خوب خوب نوازے آمین''۔[1]

نگاہ بلند ، سخن دلنواز جاں پر سوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لئے

جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی جیسا عظیم انسائیکلو پیڈیا دونوں بزرگوں کی کاوشوں کا ثمر شیریں اور دونوں کی علمی اور روحانی معراج کا نام ہے جو حقیقت میں جہان مسعود بھی ہے اور جہان سرور ملت بھی جہان امام ربانی کی ابتدائی سات جلدوں کی اشاعت پر قبلہ صوفی صاحب علیہ الرحمۃ اپنے تاثرات بنام مسعود ملت علیہ الرحمۃ یوں لکھتے ہیں:

''جہانِ امام ربانی کی جلدوں کی زیارت کر کے خوشی کی انتہا نہ رہی اور بلا مبالغہ گذشتہ چار صدیوں میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پر اس صورت میں کام میری نظر سے نہیں گذرا۔[2]

۱۔ ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس۔ مکتوبات مسعودی۔ ناشر تحقیقات، لاہور۔ صفحہ ۴۹ مکتوب: ۱۳

۲۔ ایضاً مکتوب قبلہ سرور ملت بنام حضرت قبلہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد قدس سرہ العزیز۔ صفحہ ۱۶۷ مکتوب: ۲۹

ہو اگر خودنگر و خودگر و خودگیر خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے مر نہ سکے



صحبتِ شیخ

پروفیسر راغب الیاس شاہ

صدرِ مجلس، بانیانِ عرسِ جناب قبلہ شیخ طریقت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ اور مریدینِ جناب صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی تمام کی خدمت میں میرا اسلام ویسے تو میں ابھی جناب پروفیسر اقبال مجددی صاحب سے عرض کر رہا تھا کہ صاحب عرس کی خوبیاں ہی عوام الناس، اہل طریقت، مریدین اور زائرین کو گوش گذار کرنا چاہیئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جوان کا مشن ہے جس کے لئے انہوں نے تگ ودو کی تو وہ مشن بھی انہی کے حصے میں آتا ہے کہ افکارِ مشائخ نقشبند، تعلیمات مشائخ نقشبند ان کو اجاگر کیا جائے ان کی باتیں آپ تک پہنچائی جائیں تا کہ آپ اس سے استفادہ کر سکیں میں نے اس سلسلے میں چند الفاظ کو منتخب کیا ہے وہ آپ کے گوش گذار کرنا چاہوں گا۔

یہ سلسلہ جس میں آپ اور ہم منسلک ہیں سلسلہ نقشبندیہ یا طریقۂ نقشبندیہ، یہ ثانی اثنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے، مختلف زمانوں میں اس سلسلہ کے مختلف القاب رہے ہیں، چنانچہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت خواجہ شیخ بایزید بسطامیؒ تک اس سلسلے کو صدیقیہ کہا جاتا تھا اور حضرت خواجہ بایزید بسطامی سے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی تک اس سلسلہ کو طیفوریہ کہا جاتا تھا اور حضرت خواجہ عبدالخالق سے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری تک خواجگانیاں کہلاتا تھا اور حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

تک نقشبندیہ کے نام سے موسوم رہا اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے زمانہ سے یہ سلسلہ آج تک نقشبندیہ مجددیہ کہلاتا چلا آرہا ہے میں رابطہ شیخ یا صحبت شیخ کے حوالے سے اپنی گفتگو کا آغاز کرتا ہوں جو مشائخ نقشبند کی نظر میں ہے رابطہ یعنی صحبتِ شیخ دراصل تمام صوفیہ کرام اور تمام سلاسل کے نزدیک لازم ہے لیکن سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگوں نے اسے سلوک کے لئے لوازمات میں سے قرار دیا یعنی رابطہ سے مراد مرشد کی صورت کا اپنے سامنے یا دل کے اندر نگاہ رکھنا یا اپنی صورت کو شیخ کی صورت تصور کر لینا ہے خواہ شیخ سامنے نہ بھی ہو جب رابطہ کا غلبہ ہوتا ہے تو مرید اپنے تیئں عینِ شیخ دیکھتا ہے یعنی وہ اپنے آپ کو مرشد دیکھتا ہے مرشد کی نظر میں دیکھتا ہے اور اس کے لباسِ صفت سے اپنے آپ کو متصف پاتا ہے (صبغة اللّٰه) اللہ تعالیٰ کا رنگ چڑھا ہوا ان بزرگوں کا رنگ جس پر چڑھ جاتا ہے وہ فیض یاب ہو جاتا ہے۔ جدھر دیکھتا ہے مرشد ہی کی صورت نظر آتی ہے صحبت کی طرح یہ رابطہ مستقل طریق وصول الی اللہ کا ہے کیونکہ رابطہ سے شیخ کیساتھ مناسبت پیدا ہوتی ہے اور اسی مناسبت کی وجہ سے اس کا باطن فیوض و برکات حاصل کرتا ہے دراصل نبی کریم ﷺ کی بابرکت صحبت جس سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شرف یاب تھے اسی کے انوار و برکات آج تک موجود ہیں اور تا قیامت اولیاء کرام کی اپنے متوسلین کیساتھ صحبت اسی صحبت نبوی ﷺ کے فیض سے براہ راست متعلق ہے اور اسی کے فیوض و برکات سے مقتبس ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحبتِ حضرت خیر البشر ﷺ کے اثرات، اوصاف اور اکرام کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے مشائخ کی صحبت کو ان کے مریدین کے لئے اسی صحبت گرامی کا عکس قرار دیا۔ ایک مقام پر صحبت نبوی ﷺ کی

فضیلت کے اسباب بیان کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی نے لکھا ہے نبی کریم ﷺ کی مبارک صحبت کا ایک لمحہ بڑے سے بڑے متقی کے تقویٰ پر بھاری ہے اور بتایا ارباب جمعیت کی صحبت اسی کے تابع ہے اگر اس میں کوئی چیز مانع ہو تو طالب کی ترقی نہیں ہوسکتی

صحابہ کرام نے حضور سید المرسلین ﷺ کی اوّل صحبت میں وہ کمال حاصل کیا جو اولیاء امت میں سے کسی کو انتہا میں بھی حاصل نہیں ہوا حضرت مجدد الف ثانی نے ایک اور مکتوب میں فرمایا ارباب جمعیت کی صحبت کے بغیر ترک دنیا کی حقیقت کا حاصل کرنا ناممکن ہے آپ فرماتے ہیں کہ ترکِ دنیا کی حقیقت یہ ہے کہ جب تک ارباب جمعیت کی صحبت مکمل طور پر میسر نہ ہو اس کا امکان ناممکنات میں سے ہے۔اس حقیقت کی طرف کیا خوبصورت الفاظ میں اشارہ فرمایا کہ بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے والا بدبختی سے محفوظ رہتا ہے۔ دراصل صحبت مرشد صحبت شیخ کی ترغیب اور اس کے ہم نشینوں کے فضائل سے متعلق ہے جس میں اس حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے اور حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے یہ بھی فرمایا صحبت شیخ کامل کی ایک ساعت ایک لمحہ ہزاروں چلّوں اور مجاہدات سے بہتر ہے ایک مقام پر آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ نقشبندی بزرگوں کے نزدیک صحبت شیخ اصل عظیم ہے اور اصل عظیم کا مطلب ہے ایک مرید کا یا ایک طالب کا شیخ کامل کے ساتھ کامل رابطہ رکھنا اسی مکتوب میں لکھا ہے کہ صحبت شیخ کی اولین برکت جو اس طریقے کے مبتدی کو حاصل ہوئی تو وہاں فنا کا آغاز ہے۔ حضرت نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے پیر دستگیر فرمایا کرتے تھے کہ وصول الی اللہ کے لئے چلوں کی نسبت توجہ کا راستہ بہت ہی قریب ہے۔ بجائے کہ آپ چلے کاٹیں جنگلوں میں پھریں ہر جگہ مارے مارے

پھریں اس کی نسبت بہتر یہ ہے کہ اپنے بزرگ، اپنے شیخ، اپنے مرشد، اپنے پیر کے قدموں میں بیٹھ جائیں تو میاں جی ہزاروں چلے ایک طرف اور وہاں پر ایک لمحہ بیٹھنا جو ہے اس پہ بھاری ہوتا ہے۔اسی لیے تو حضرت مولانا روم نے فرمایا کہ اولیاء کی صحبت میں بیٹھنا یہ ایک لمحہ کے لئے جو بیٹھنا ہے وہ سو سالہ جو عبادت ہے جس میں ریا کاری نہیں ہے بے ریا عبادت ہے اس پر بھاری ہے۔حضرت خواجہ یوسف ہمدانی کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صحبت میں رہو اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو اس بزرگ کی صحبت میں رہو جو اللہ تعالیٰ کی صحبت میں رہتا ہے کیونکہ اس کی صحبت کی برکت تم کو اللہ تعالیٰ کی صحبت تک پہنچا دے گی اپنے شیخ کامل کی صحبت جو ہے چونکہ وہ ہر لمحہ ہر ساعت اللہ تعالیٰ کی صحبت میں رہتا ہے اللہ کے ذکر میں رہتا ہے اس کی صحبت میں رہتا ہے تو جو ہر وقت اللہ کی صحبت میں رہے تو وہ اپنے مرید کو کیوں نہ اس تک پہنچا دے تو بغیر مرشد کی صحبت کے اللہ تعالیٰ تک پہنچنا محال ہے۔اس کی مثال حضرت سیدنا ابوبکر صدیق کے اس قول سے بھی ثابت ہے کہ جس امر پر رسول اللہ عمل کیا کرتے تھے آپ فرماتے ہیں کہ میں اسے کیے بغیر نہیں چھوڑتا تھا۔اگر میں حضورﷺ کے حال سے کسی امر کو چھوڑ دوں تو مجھے ڈر ہے کہ سنت سے منحرف ہو جاؤں گا۔حضرت مجدد الف ثانی نے ایک مکتوب میں مرشد کیساتھ رابطہ استوار کرنے کے لئے احوال و کیفیات کا ظاہر کرنا مرید کے لئے لازم قرار دیا بلکہ مرید اپنی کیفیت کو اپنے حال کو اپنے مرشد کے سامنے ظاہر کرتا رہے۔لکھتے ہیں اس مرید کو جو تین روز تک اپنے احوال و واقعات کو اپنے شیخ کی خدمت میں عرض نہیں کرتا وہ کف پا ہے۔تو اس لئے لازم ہے کہ مرشد کی خدمت میں اپنے احوال اپنی حقیقت جو کچھ بھی

اسے میسر آتا ہے وہ اسے پیش کرتا رہے مرید کی نجاسات معنویہ کو پیر اپنی توجہ سے صاف کرتا ہے نجاسات معنویہ باطنی نجاسات جس میں پراگندگی آجاتی ہے آدمی اللہ کے ذکر سے غافل ہونا شروع ہوجاتا ہے اس کے باطن میں تاریکی چھانا شروع ہوجاتی ہے تو اس کو کون دور کرتا ہے مرشد دور کرتا ہے اس کو نجاسات معنویہ کہتے ہیں اور اس کے معدہ کو پاک کرتا ہے پیر کے وسیلہ سے مرید اللہ تبارک وتعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ جو دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے۔ پیر کے وسیلہ سے نفسِ أمّارہ جو بذات خود خبیث ہے پاک ہوجاتا ہے اور أمارگی سے اطمینان تک پہنچتا ہے پس اپنی سعادت کو پیر کے قبول کرنے میں جاننا چاہئے اور اپنی بدبختی کو پیر کے رد کرنے میں جاننا چاہئے اور اللہ کی رضا کو پیر کی رضا کے پردے کے پیچھے رکھنا ہے جب تک مرید اپنے تئیں اپنے پیر کی پسندیدہ چیزوں میں گم نہ کرے حق سبحانہ کی معرفت تک نہیں پہنچ سکتا۔ مرید کی آفت پیر کے اذا میں ہے اس کے سوا جو لغزش ہو اس کا علاج ممکن ہے لیکن اذائے پیر کا علاج کسی سے نہیں کرا سکتے۔

شیخ اور مرید کے درمیان جو بعد اور پردے حائل ہوتے ہیں وہ بالترتیب کم ہونے لگتے ہیں اس میں آپ نے پیر اور مرید کے لئے شرع شریف کی پابندی لازم قرار دی اسی طرح حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے صحبت ناقص اور صوفیہ خام کی صحبت کو سم قاتل قرار دیا کہ متبع شرع صوفی کی صحبت کے جتنے فوائد ہوتے ہیں حضرت مجدد کے نزدیک صوفی خام کی صحبت کے کئی برے اثرات ہوتے ہیں اس سے جس قدر شناعت پھیلتی ہے اس کے اثرات کو ختم کرنا بہت دشوار ہے گویا شیخ کامل اور متقی مرید کا رابطہ کلی معاشرے

میں ایسے اثرات وحسنات مرتب کرتا ہے جس کے نتائج مثبت ہونے کے ساتھ ساتھ ایسی برکات کے حامل ہوتے ہیں جس کے انوار کا ادراک کرنا اس طالب صادق کے لئے ممکن ہے جس کی نظر اپنے شیخ کی صحبت کی برکت سے کدورتوں سے پاک ہو چکی ہوتی ہے یہ اسی کے اثرات میں سے ایک ہے۔



صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

صوفی محمد عبدالستار طاہر مسعودی

جامع طریقت وشریعت، پیکرِ علم وعمل، سراپا عزیمت واستقلال صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی کسی تعارف کے محتاج نہیں۔آپ کی دینی وعلمی خدمات خود آپ کا تعارف ہیں۔

ولادت:

آپ ضلع سیالکوٹ تحصیل پسرور کے معروف قصبہ ''چھور'' میں یکم جون ۱۹۴۴ء کو چوہدری محمد اسمٰعیل کاہلوں کے ہاں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم:

ابتدائی تعلیم اسی گاؤں کے معروف اساتذہ سیّد محمد حسین شاہ اور سیّد مبارک علی شاہ• سے حاصل کی۔آپ بچپن ہی سے سادہ اطوار، دین دار اور پاکیزہ وپرہیز گار تھے۔ دونوں بزرگ اساتذہ کی تربیت وصحبت نے مزید نکھار بخشا۔

دیگر تعلیم:

معاشی ناہمواری اور تعلیمی لگن کے پیش نظر بورے والا (ضلع وہاڑی) میں اپنے تایا چوہدری محمد ابراہیم کاہلوں کے ہاں منتقل ہوگئے۔۱۹۶۴ء میں گورنمنٹ ایم۔سی کالج بورے والا سے امتیازی طور پر گریجویشن کیا۔

تعلیمی مصروفیات کے باوصف اپنے تایا جان کے کاروبار میں عملی مددگار رہے—— زمانۂ طالبعلمی میں بورے والا کے ممتاز عالم دین مولانا عبدالعزیز علیہ الرحمہ سے بھی بھرپور استفادہ کیا اور کالج میں معروف ومشہور سکالر ڈاکٹر فضل محمود سے شرف تلمّذ حاصل ہوا—— آپ ڈاکٹر صاحب کی علمی عظمت سے اور ڈاکٹر صاحب آپ کی سادگی، دین

داری، پاکیزگیٔ اطوار اور عقائد و مسلکی پختگی سے بہت متاثر تھے۔
علامہ محمد صدیق ہزاروی لکھتے ہیں:

''مخدوم اہلِ سُنت پیر طریقت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی مدظلہ ان مردانِ خدا میں سے ایک ہیں جو کسی شہرت کی طلب، کسی ملامت کے خوف اور حرص و آرزو کی دنیا سے الگ ہو کر نہایت عمدہ پیرائے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں۔

آپ کے کارہائے نمایاں، تبلیغ کا انداز، اَن تھک محنت اور جدوجہد پر ہر وہ شخص شاہد عادل ہے جو کسی بھی حوالے سے آپ سے وابستہ ہے'' [1]

آپ کے مرید رشید محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی صاحب رقم طراز ہیں:

''آپ کے اندازِ فکر اور تبلیغ دین کی ان تھک مساعی نے خانقاہی نظام کو ایک نیا آہنگ اور جِلا بخش کر مشائخِ عظام اور مبلّغینِ اسلام کو بہت افتخار بخشا ہے۔ مجھے وسعتِ قلب سے تسلیم ہے کہ آپ کی دینی و ملی خدمات اور اوصاف جلیلہ کا احاطہ کرنا ایک دشوار مرحلہ ہے'' [2]

۱۔ محمد صدیق ہزاروی، علامہ مفتی: پیش لفظ ''آسمان نقشبندیت اور فلک مجددیت کا کوکب درخشاں'' مصنف محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی، مطبوعہ لاہور، ۱۴۲۸ھ / ۲۰۰۸ء

۲۔ محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی: آسمانِ نقشبندیت اور فلک مجددیت کا کوکبِ درخشاں، مطبوعہ لاہور ۱۴۲۸ھ / ۲۰۰۸ء

ذریعۂ معاش:

صوفی صاحب نے ۱۹۶۵ء میں WPADC لاہور میں ملازمت کا آغاز کیا اور تقریباً ۳۴ سالہ ملازمت کی تکمیل پر بطور سپرنٹنڈنٹ ریٹائرمنٹ لے لی۔ دورانِ ملازمت ہی لاہور میں سکونت اختیار کی۔

شرف بیعت:

۱۹۶۱ء میں گگومنڈی ضلع وہاڑی میں فخر المشائخ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی کے دستِ حق پرست پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں شرف بیعت حاصل کیا۔ بیعت کے بعد پیر خانے سے ایسی وابستگی ہوئی کہ ملازمت کے باوجود ارشادِ شیخ کی تعمیل و تکمیل اور خدمت میں ہمہ تن مصروفِ عمل رہے اور کبھی کوتاہی نہ کی۔ یہ سلسلہ چالیس سال سے زائد عرصہ پر محیط ہے۔

شرفِ خلافت:

آپ کے مرشد کریم نے آپ کی پُرخلوص وابستگی، بھرپور خدمت و اطاعت اور للّٰہیت کو سراہا اور ۳؍ربیع الاول ۱۴۰۸ھ/ ۲۶؍اکتوبر ۱۹۸۷ء کو عرس شیر ربانی کے موقع پر ہزاروں مریدوں، کثیر اربابِ طریقت کی موجودگی میں دستارِ خلافت سے سرفراز کیا۔

زُہد و تقویٰ:

آپ کی شخصیت زُہد و تقویٰ کا عملی نمونہ ہے۔ ملازمت کے دوران دفتر میں محفلِ ذکر اور ماہانہ محفلِ میلاد کا اہتمام کیا۔ تمام اخراجات خود برداشت کرتے۔

ملازمت کے دوران امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بخوبی ادا کرتے رہے۔ نہ کبھی سود لیا اور نہ ہی سود کے ترجمانوں کا لحاظ کیا۔ انہیں برملا ڈانٹ دیتے خواہ افسر ہو یا ماتحت —— قادیانیوں سے شدید نفرت رکھتے اور انہیں برملا غیر مسلم کہہ کر دینی امور و مباحث سے روک دیتے۔

رشوت خوری کے زبردست مخالف تھے۔آپ کی ہیبت کی وجہ سے اکثر اہلکار اس خباثت سے دور رہتے۔آپ کی عملی دیانت، کام سے لگن، وقت کی پابندی، حق گوئی ایسے امور تھے کہ جن سے کسی کو انکار کی مجال نہیں۔

ملّی خدمات:

آپ کی ملّی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے:

● —— بورے والا کالج میں نہ صرف مسجد کی تعمیر میں بھرپور حصہ لیا بلکہ اس کی تزئین و آرائش آپ کے مشوروں کے مطابق عمل میں آئی۔

● —— چک نمبر 217/E-B گگو منڈی میں حضرت مخدوم شیر ربانی کے عرس مبارک کی تقریبات منظّم، بامقصد، مؤثر اور فعال بنانے میں مرکزی کردار ادا کیا۔ یہ سلسلہ ۱۹۶۱ء سے جاری ہے۔

● —— جولائی ۱۹۶۵ء میں مرشد کریم کے حکم پر ماہنامہ ''نور اسلام'' اور ہفت روزہ ''سفینۃ الاسلام'' کی ادارتی ٹیم میں شامل ہوئے اور ان کی اشاعت وتدوین میں بھرپور حصہ لیا۔آپ کی ادارت میں مستند، مربوط اور تحقیقی مقالات پر مبنی ماہنامہ ''نور اسلام'' کی خصوصی نمبروں کی اشاعت ہے جو ادارہ کی طرف سے اس دور میں ایک انتہائی اہم کارنامہ ہے۔ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) شیر ربانی (میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ) نمبر مطبوعہ ۱۹۶۹ء ۱۵۰ صفحات

(۲) امام اعظم (امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ) نمبر مطبوعہ ۱۹۷۵ء، ۳۰۰ صفحات

(۳) اولیاء نقشبند (سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور مشائخ) نمبر مطبوعہ ۱۹۷۹ء، ۱۰۰۰ صفحات

(۴) حضرت مجدد الف ثانی (امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ) نمبر، مطبوعہ ۱۹۸۸ء

● —— دار المبلّغین حضرت میاں صاحب شرقپور شریف علمی وادبی اور دینی تدریس کا ایک اہم مرکز رہا ہے۔صوفی صاحب موصوف اس ادارے کے روحِ رواں رہے۔اس

ادارے کے شعبہ نشر و اشاعت کے زیر اہتمام ۲۵، ۲۶ کتب و رسائل کی تدوین و اشاعت میں آپ نے بھرپور حصہ لیا۔

● ـــــ یوم مجدد منانے کی تحریک کا آغاز ۱۹۶۰ء سے ہوا۔ اس کے لیے صفر المظفر کے مہینہ میں (جو عرس مجدد کا مہینہ ہے) پاکستان کے طول و عرض میں جلسوں اور کانفرنسوں کا اہتمام کیا بلکہ تمام ملکی اخبارات میں حیات و تعلیماتِ امام ربانی پر مقالات شائع کرانے کا سلسلہ جاری کیا جو الحمدللہ اب بھی پوری آب و تاب سے جاری ہے۔

● ـــــ عرس امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی تقریبات کے علاوہ کالجوں، یونیورسٹیوں اور مدارسِ عربیہ کے طلباء اور طالبات کے لیے ۱۹۸۳ء میں ''مجدد الف ثانی ایوارڈ'' کا اعلان کیا گیا۔

● ـــــ وسن پورہ لاہور میں جامع مسجد شیر ربانی تعمیر کروائی جہاں ہر جمعہ کو محفلِ ذکر، ہر ماہ کی پہلے اور تیسرے پیر کو درسِ قرآن کا اہتمام نیز اہم دینی مجالس، میلاد النبی ﷺ کا بروقت، باقاعدہ اور مسلسل انعقاد ہوتا ہے۔

● ـــــ سمن آباد لاہور میں ۱۹۶۸ء میں جامع مسجد قادریہ شیر ربانی تعمیر کروائی جہاں ہر اتوار کو نماز فجر کے ایک گھنٹہ بعد محفلِ ذکر و درسِ قرآن ہوتا ہے۔ یہ سلسلہ گزشتہ ۲۰ برس سے جاری ہے ـــــ ہر ماہ کے پہلے پیر کو محفلِ میلاد ہوتی ہے جو گزشتہ ۱۷ سال سے باقاعدگی اور تسلسل سے جاری ہے۔

علاوہ ازیں درج ذیل شعبے یہاں جاری کیے گئے:

(۱) ۲۰۰۰ء میں جامعہ جمیل العلوم نقشبندیہ مجددیہ شیر ربانی کا قیام عمل میں آیا۔

(۲) ۲۰۰۵ء میں شیر ربانی اسلامک سنٹر قائم کیا جس کے زیر اہتمام سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ تقریبات منعقد ہوتی ہیں۔

(۳) شیر ربانی لائبریری، مکتبہ شیر ربانی، شیر ربانی پبلی کیشنز کے ساتھ ساتھ شعبہ

آڈیو/ ویڈیو بھی قائم کئے گئے ہیں۔

● ——شیر ربانی پبلی کیشنز ۱۹۸۸ء میں قائم ہوا جس کے تحت مختلف ۳۳ کتب شائع کر کے بلا معاوضہ تقسیم کی گئی ہیں۔

● ——تعلیمات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو ریڈیو، ٹی وی، اخبارات ورسائل اور دیگر تقریبات کے ذریعے عام کرنے کے لیے ''مجدد الف ثانی سوسائٹی'' کا قیام عمل میں لایا گیا۔

حج وعمرہ کی سعادت

صوفی صاحب نے ابتدائی زمانے میں عمرہ کی سعادت حاصل کی —— جبکہ ۲۰۰۶ء میں حج بیت اللہ کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔

شادی خانہ آبادی:

آپ کی شادی بہاولپور میں پھوپھا میجر چوہدری غلام حسین صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی۔

اولاد امجاد:

آپ کی اولاد میں دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں ہیں۔ صاحبزادوں میں بڑے غلام مصطفٰی صاحب ہیں جنہوں نے الیکٹرانکس میں ایسوسی ایٹ انجینئرنگ کا ڈپلومہ کیا ہے۔ چھوٹے صاحبزادے محمد جنید سرور ہیں جنہوں نے گریجویشن پاس کی ہے۔ دونوں صاحبزادے کپڑے کی تجارت کرتے ہیں۔[۱]

قلمی خدمات:

جیسا کہ آپ نے گزشتہ سطور میں ملاحظہ کیا کہ ماہنامہ ''نورِ اسلام'' کی اشاعت اور

۱۔ براویت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

دارالمبلّغین کی مطبوعات کے سلسلہ میں آپ کو ایڈیٹنگ اور دیگر امور سے سابقہ رہا اور قلم سے رشتہ استوار ہونے کے سبب متعدد کتب آپ کے قلم سے ظہور پذیر ہوئیں، جن کی تفصیل یہ ہے:

- ——نماز کی اہمیت اور ضروری مسائل
- ——عید میلاد النبی ﷺ قرآن وسُنت کی روشنی میں
- ——نظام مصطفیٰ ﷺ اور ہماری زندگی
- ——دورِ حاضر میں عشق رسول ﷺ کے تقاضے
- ——حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی وملی خدمات
- —— محافل میلاد النبی ﷺ اور دینی تقریبات کے فروغ کے لیے چند ضروری گذارشات
- ——حضرت شیر ربانی کا پیغام عصر حاضر کے نام
- ——رہنمائے حج وزیارات
- ——جامع مسجد قادریہ شیر ربانی ایک تنظیم، ایک ادارہ
- ——طلبہ کی قلمی کاوشیں
- ——مختصر سوانح حضرت ابوالحسن زید فاروقی مجددی دہلوی
- ——افکار حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور عصر حاضر
- ——ارمغان امام ربانی، مطبوعہ ۲۰۰۷ء
- ——حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قومی کانفرنس کا پس منظر وپیش منظر۔[۱]

۱۔ مشتاق احمد نقشبندی مجددی، پروفیسر قاری: تعارف پیر طریقت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی مشمولہ ''ارمغان امام ربانی'' مطبوعہ لاہور ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۷ء

محترم صوفی صاحب کی علالت کے آخری دنوں میں احقر راقم السطور برادرم ملک محمد سعید مجاہد آبادی کی معیت میں عیادت کے لئے ان کے دولت کدہ واقع سمن آباد میں حاضر ہوا۔ تکلیف اور نقاہت کے باعث آپ لیٹے ہوئے تھے' ہمارے آنے پر بڑی مسرت کا اظہار فرمایا —— کچھ دیر بعد چھوٹے بیٹے محمد جنید کو آواز دی' اور انہیں کوئی کتاب لانے کے لئے کہا' وہ ایک جلد ''نذرِ مجدد'' لے آئے' فرمایا: یہ ''نئی کتاب آئی ہے''۔ یہ کہتے ہوئے کتاب سعید صاحب کی طرف بڑھا دی۔ ان دنوں امام ربانی کانفرنس کے انعقاد میں کچھ ہی دن باقی تھے جس کے لئے یہ کتاب شائع کی گئی۔ کتاب کے معنوی حسن کے ساتھ ساتھ ظاہری حسن اور معیاری طباعت ان کے ذوق کا مظہر تھی —— اب ہم بندے دو تھے اور کتاب ایک تھی۔ دیکھ کر خیال آیا' کہ یہ کتاب تو برادرم سعید صاحب کے لئے ہے —— کیونکہ ان کا ان کے ہاں اکثر آنا جانا رہتا تھا، —— اچھا، چلو میں کانفرنس پر لے لوں گا، —— ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا

کہ دفعتاً صوفی صاحب نے پھر آواز دی: ''جنید! ایک کاپی اور لے کر آؤ'' —— میں ان کی اس کشفی حالت پر مسکرا کے رہ گیا۔ یہ سوچ کر کہ اللہ والے دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں' ان کی صحبت میں دلوں کو تھام کر بیٹھنا چاہیئے' ان کی بزم میں سوچنا بھی احتیاط سے چاہیئے کہ وہ نہاں خانۂ دل کی باتیں بھی بھانپ لیتے ہیں۔ یوں ۲۰۰۹ء میں چھپنے والی ''نذرِ مجدد'' ان کی آخری کتاب ثابت ہوئی۔ ساری عمر یومِ مجدد منانے والے نے جاتے جاتے متاعِ عمر کی صورت میں حضرت مجدد کے حضور یہ کہتے ہوئے ''نذرِ مجدد'' پیش کر دی تھی

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف!

وصالِ پُر ملال:

جہد مسلسل سے مزین ایک بھرپور زندگی گزارنے والے صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی صاحب مسلسل علیل رہ کر ۱۲/ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ/ ۹/اپریل ۲۰۰۹ء بروز جمعرات کو واصل بحق ہو گئے۔ نماز جنازہ ڈونگی گراؤنڈ سمن آباد میں ادا کی گئی۔ نمازِ جنازہ آپ کی وصیت کے مطابق عزیز ملت صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد مدظلہ العالی (جانشین مسعود ملت، دارالخیر، کراچی) نے پڑھائی۔ صاحبزادہ صاحب نماز جنازہ کی امامت کے لئے کراچی سے خصوصی طور پر تشریف لائے تھے۔ ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں صوفی صاحب کی تدفین آپ کی تعمیر کردہ جامع مسجد قادریہ شیرِ ربانی سمن آباد کے صحن میں ہوئی۔

سرورِ ملت علیہ الرحمۃ

میرے مشاہدات

صاحبزادہ محمد جنید سرور نقشبندی مجددی

والد گرامی سیدی، مرشدی، سرورِ ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بالا صفات بلا شبہ صوفیائے متقدمین اور سلف صالحین کے کردار کا عملی نمونہ بن کر ظاہر ہوئی۔ آپ کی ساری زندگی شریعت مطہرہ سے تعبیر ہے۔ اللہ کریم جل شانہٗ کا ہم پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایسی بزرگ ہستی کے گھر تولد کا شرف بخشا۔ آپ کی حیات و افکار کے بارے میں کچھ تحریر کرنے کی جسارت کر رہا ہوں تاکہ حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے وہ گوشے جو ہم نے براہ راست مشاہدہ کیے اسے آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کر لیا جائے۔ یقیناً ایسے بلند پایہ ولی اللہ کی مبارک زندگی ہمارے لیے اور آنے والی نسلوں کے لیے سراپا راہنمائی ہے۔
اللہ کریم جل شانہٗ سے دعا ہے کہ وہ اس کاوش کو قبول فرمائے۔ بندہ ناچیز اس تحریر کو والد گرامی کی خدمت میں ہدیہ پیش کرتا ہے۔

ولی اللہ کی معنوی صورت کا نقشہ عادات و معمولات ہوتے ہیں فقر کا انداز دیکھنے کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی آئینہ حقیقت نما نہیں ہوتا کیونکہ ظاہری صورت کی ایک ایک جنبش باطنی صورت کی تحریک سے ہوتی ہے۔ جتنے کسی ہستی کے معمولات و عادات اچھے ہوتے ہیں اُتنی اس کی روح میں پاکیزگی زیادہ ہوتی ہے اور جس قدر

معمولات میں استقرار ہوتا ہے اس قدر درجہ ولایت بلند ہوتا ہے۔آپ میں دو بزرگوں کی تعلیمات کا رنگ واضح طور پر جھلکتا تھا۔ایک شہنشاہ نقشبند حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے اعلیٰ حضرت شیر ربّانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ آپ ان دو بزرگوں کی تعلیمات سے بہت زیادہ متاثر تھے۔یہ اثر پذیری ان کے اندر کے انسان کی غمازی کرتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، عادات، معمولات اور طریقۂ تبلیغ

☆پنجگانہ نماز کے پابندی فرماتے

☆ٹوپی اور پگڑی کا التزام فرماتے اور یہ عمل آپ نے آخری دم تک فرمایا

☆یاران طریقت سے ہر وقت نشست و برخاست فرماتے

☆اکثر دوزانو تشریف فرما رہتے

☆آپ سنت کے مطابق سفید لباس زیب تن فرماتے یعنی بین اور کھلے آستین والا کرتہ پہنتے رات آرام کرنے کے لیے تہبند کا استعمال فرماتے

☆مسجد میں داخل ہوتے وقت سنت کے مطابق دایاں قدم اندر رکھتے اور نکلتے وقت بایاں قدم باہر نکالتے اور مسنون دعائیں پڑھتے

☆سیاہ جوتا استعمال نہ فرماتے

☆نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز تہجد اور دیگر نوافل باقاعدگی سے ادا فرماتے

☆آپ نماز فجر اور جمعہ مبارک کے لیے جب مسجد تشریف لاتے تو احیائے سنت کے لیے لاٹھی مبارک کا التزام فرماتے۔

☆ سادہ خوراک پسند فرماتے (گندم کی سادہ روٹی اور شوربہ والا سالن زیادہ پسند فرماتے)

☆ مزارات اولیاء کی حاضری میں بہت فرحت محسوس فرماتے۔

☆ غیر اسلامی مجالس میں شرکت کو ناپسند فرماتے

☆ دوست احباب اور رشتہ داروں کی غمی وخوشی میں ہر صورت شرکت فرماتے

☆ ملاقات میں دین کو مقدم رکھتے اور حکمت سے فکر آخرت کی دعوت دیتے۔

☆ ہمسایوں کے حقوق کا خاص خیال فرماتے اور احباب کو بھی اسکی تلقین فرماتے

☆ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مجوزہ اوراد و وظائف میں پابندی فرماتے اور احباب طریقت کو بھی پابندی کی تلقین فرماتے۔

☆ مجلس میں تسبیح وغیرہ سے گریز فرماتے اور فرماتے ہمارے بزرگوں نے منع فرمایا ہے کیونکہ اس سے ریاکاری کا احتمال زیادہ ہوسکتا ہے۔

☆ خلافت کی خلعت سے سرفراز ہونے کے باوجود پیر کہلوانے سے گریز فرماتے

☆ کسی کو مجلس میں یا علحیدگی میں یہ نہ فرماتے یہ میرا مرید ہے فرماتے عزیز ہے دوست ہے۔

☆ خانقاہی نظام کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے فرماتے یہ انسان ساز فیکٹریاں ہیں۔

☆ آپ کے قول وفعل میں مطابقت ہوتی

☆ اپنی ذات کے لیے کسی کو ہیچ نہ فرماتے

☆ ذاتی کام کہنے سے گریز فرماتے

☆ مہمانوں کی بہت عزت فرماتے، کھانے پینے کا ضرور اہتمام فرماتے اور فرماتے خوش

قسمت لوگوں کے گھر مہمان آتے ہیں۔

☆ مال ودولت سے محبت کو اچھا نہ جانتے حرص سے بچنے کی تلقین فرماتے۔

☆ غریب اور نادار لوگوں کی خفیہ اعانت فرماتے بہت سے لوگ وصال کے بعد ان کی عادت کریمہ کے بارے میں انکشاف فرما رہے ہیں۔

☆ توکّل علی اللہ کی تلقین فرماتے اور اس عالی صفت کے خود بدرجہ اولیٰ حامل اور عامل تھے مساجد کی تعمیر ہو، محافل کا انعقاد ہو یا کتب کی اشاعت آپ کو ان امور میں غایت درجہ متوکلانہ پایا آپ تدبیر کی بجائے توکل کی تلقین فرماتے۔

☆ اسباب کی بجائے مسبب الاسباب کی طرف متوجہ رہنے کی تلقین فرماتے۔

☆ آپ فقہ حنفی کے مطابق نماز ادا فرماتے

☆ آپ خاص طور پر جمعہ مبارک کی نماز کے لیے مسجد میں سب سے پہلے تشریف لاتے اور حاضرین سے خطاب فرماتے اور نماز جمعہ مبارک کے حوالے سے آداب تلقین فرماتے ۔درود وسلام کے بعد مختصر مجلس فرماتے اور طریقت کے آداب بھی تلقین فرماتے

☆ دین کا کام کرنے میں غایت درجہ راحت وسکون پاتے۔

☆ ظاہراً امور خیر جن میں نمائش اور دکھاوے کی آلودگی کا شائبہ بھی محسوس فرماتے تو سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے۔

☆ داڑھی کے بارے میں اکثر تلقین فرماتے کہ سنت کے مطابق رکھو تا کہ ترک سنت کے گناہ سے بچا جائے اور پوری داڑھی رکھو تا کہ اجر وثواب بھی حاصل ہو۔

☆ دینی امور کی انجام دہی میں اکثر کھانا رہ جاتا اور بعض دفعہ تو ۲۴، ۲۴ گھنٹے گذر جاتے

کھانا پیٹ بھر کر تناول نہ فرماتے۔

☆ ایسی تمام اشیاء خوردنی سے بچتے جس سے وضو کے فاسد ہونے کا امکان ہوتا۔

تبلیغی امور کی انجام دہی کے لیے آپ نے کئی شعبے قائم کیے۔ جن میں ماہانہ محفل میلاد ہفت روزہ محفل ذکر ہفت روزہ درس قرآن، خطبہ جمعہ مبارک، دینی تعلیم مثلاً تفسیر قرآن، علم حدیث، فقہ، عربی زبان وادب، قرآن حکیم حفظ وناظرہ اور خاص طور پر دینی کتب کی اشاعت ہے۔

آپ کے زیر اہتمام ہونے والے مجالس میں مندرجہ ذیل باتوں کا خاص خیال رکھا جاتا

☆ ماہانہ محفل میلاد کی تاریخ کا تعین

☆ پروگرام کے دعوت نامے کی اشاعت اور تقسیم کا از خود التزام فرماتے گھروں، دکانوں ، دفتروں میں خود جا کر احباب کو دعوت دیتے اور ٹیلی فون پر بھی تاکید فرماتے

☆ ماہانہ محفل میلاد میں عنوان کا تعین

☆ موضوع کے حوالے سے راسخ العقیدہ عالم باعمل کا تعین

☆ باادب اور معیاری کلام سے مزین نعت خوانی کی تلقین

☆ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ بہت عقیدت رکھتے تھے اور ان کے نعتیہ کلام کو ہی سننا پسند فرماتے تھے۔ فرماتے آپ کی نعتوں میں قرآن وحدیث ہے۔

☆ حاضرین مجلس کو آداب مجلس کی تلقین مثلاً دوران پروگرام دوزانو، سروں کو ڈھانپ کر بیٹھنے کی تلقین

☆ دوران خطاب خاموشی سے سماعت کی تلقین

☆ بلاضرورت نعرے بازی سے اجتناب کی تلقین

☆ دعا کے بعد لنگر کا انتظام فرماتے اور آداب لنگر کی خاص طور پر تلقین فرماتے۔

☆ لنگر اپنے ہاتھ سے تقسیم فرماتے۔

☆ شرکائے مجلس میں آخری بندہ تک لنگر پہنچنے پر لنگر کھانے کا آغاز ہوتا

☆ خاموشی سے لنگر کھانے کی تلقین فرماتے

☆ دستر خوان سے اٹھنے سے پہلے دعا کی تلقین فرماتے

☆ دستر خوان سے پھلانگنے سے سختی سے منع فرماتے

☆ نماز جمعہ مبارک میں اصلاحی خطاب فرماتے

☆ ہاتھ چومنے سے منع فرماتے

☆ مسجد میں شور وغل کو ناپسند فرماتے۔

☆ تبلیغی امور کے لیے غیر مہذب طریقہ سے معاونت طلب کرنے کو سخت ناپسند فرماتے

☆ مسجد میں علانیہ یا غیر علانیہ چندہ طلب نہ فرماتے۔

☆ گلہ وغیرہ رکھنے کے قائل نہ تھے۔

☆ غیر مسلم (عیسائی وغیرہ) آپ کی مذکورہ بالا خوبیوں کو دیکھ کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

☆ آپ کی خوبیوں کو اپنوں پرایوں نے تسلیم کیا سوائے کچھ حاسدین کے

☆ اللہ پر کامل بھروسہ نمایاں تھا۔ فرماتے جس کا مال اللہ نے قبول کرنا ہے اس کو ہی یہاں خرچ کرنے کی سعادت حاصل ہوگی۔

☆ تعاون کے خواہش مند حضرات کو ریا کاری اور خوشامد سے بچنے کی تلقین فرماتے۔

☆ ہفت روزہ محافل نماز فجر کے بعد منعقد فرماتے

☆ خود ختمات ثلاثہ پڑھتے یعنی ختم خواجگان، ختم مجددیہ اور ختم معصومیہ

☆ اگر کوئی آخر میں ختم پڑھنے والا نہیں ہوتا تو خود ہی ختم پڑھ لیتے

☆ محفل ذکر کے بعد درس قرآن کا اہتمام فرماتے

☆ ان ہفت روزہ محافل کے اختتام پر لنگر کا اہتمام فرماتے

☆ بعد از لنگر سالکین کو طریقت کے ذریعے شریعت کی اتباع کی تلقین فرماتے

☆ بلا تخصیص عمر کسی بھی شعبہ ہائے زندگی سے متعلق لوگوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کے لیے کلاسز کا اہتمام فرماتے جن میں راسخ العقیدہ علماء، پروفیسرز اور ریسرچ سکالرز کی خدمات حاصل کی جاتیں

☆ حفظ و ناظرہ قرآن حکیم کی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری فرمایا

☆ آپ نے دینی تعلیم پہنچانے کی مذکورہ بالا خدمات کا بلا معاوضہ اہتمام فرمایا

☆ حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس شریف بڑے اہتمام سے منعقد فرماتے اس سلسلے میں مجدد الف ثانی کانفرنس کا ہر سال بڑے پیمانے پر انعقاد فرماتے شعبہ تحقیق سے تعلق رکھنے والے علمائے اہل سنت و جماعت کو مختلف عنوانات پر مقالات پیش کرنے کی دعوت دیتے ان مقالات کو خود ترتیب فرماتے اور شائع فرما کر ملک کے طول و عرض میں اہل علم کو تحفۃً بھیجتے۔

☆ اہل علم کی بہت قدر فرماتے

☆علمی کام کے لیے بہت زیادہ تگ و دو فرماتے اور اہل علم کے پاس خود تشریف لے جاتے

☆ لکھنے پڑھنے کے کام کو بہت پسند فرماتے اگر کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لکھنے پڑھنے کے کاموں سے جنون کی حد تک محبت تھی۔

☆ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر آدھی رات کو بھی اشاعتی کاموں میں مصروف عمل پائے جاتے

ارشادات عالیہ حضرت سرور ملت رحمۃ اللہ علیہ

☆ ذاتی لڑائی جھگڑے نہ بڑھاؤ۔ صلح و امن میں بہتری ہے

☆ مقدمہ بازی سے بچو

☆ پوری زکوٰۃ ادا کرو تا کہ تمہارا مال محفوظ رہے

☆ اسلام کے حرام کو حرام جانو اور اس سے ہر صورت بچو

☆ قران حکیم سے علاج درجہ اول کی حیثیت رکھتا ہے، حکمت دوسرے نمبر پر اور باقی طریقہ ہائے علاج اس کے بعد ہیں

☆ روح کی غذا اللہ کا ذکر ہے

☆ ذکر الٰہی سے غفلت کرنے سے روح بے چین ہو کر اس انسان کو بے چین رکھتی ہے

☆ مزارات اولیاء کی باادب حاضری نفع بخش ہوتی ہے۔ یہاں سکون میسر ہوتا ہے اور دعائیں مستجاب ہوتی ہیں

☆ تعلیمات اولیاء پر عمل ہی اصل عقیدت ہے

☆ اگر مزارت اولیاء پر کسی برائی کو چھوڑنے کا عہد میسر آجائے تو سمجھیں ان کا فیض مل گیا ہے

☆ تصوف ادب ہی ادب ہے

☆ عاشق رسول کو بتانے کی ضرورت نہیں کہ وہ عاشق رسول ہے اس کا عمل ہی عشق کی دلیل ہے۔

☆ بارگاہ خدا میں نیک اعمال کی توفیق مانگا کرو

☆ کسی کو دین مل جائے تو دنیا مفت میں حاصل ہو جاتی ہے

☆ دنیا میں رہ کر فکر آخرت اور اس کی تیاری قیامت میں پشیمانی سے بچائے گی

☆ حق گوئی بہت بڑی صفت ہے

☆ نفس کی اصلاح سب سے مشکل کام ہے

☆ سب سے بہترین لباس سنت کے مطابق لباس ہے

☆ توکل سے ہر کام آسان ہو جاتا ہے۔

☆ روٹی کمانا دین ہے بشرطیکہ دل اللہ کی یاد میں مشغول رہے

☆ حرام رزق سب برائیوں کی جڑ ہے

☆ حضرت نبی اکرم ﷺ سے محبت سب کامیابیوں کی بنیاد ہے

☆ رضائے الٰہی کے لیے رضائے مصطفیٰ ﷺ ضروری ہے

☆ محاسبہ نفس صحیح راہ پر رکھتا ہے

☆ تلاوت قرآن کا ترک کرنا گھروں کو بے آباد کر دیتا ہے

☆ صبح کے وقت (اذان فجر کے بعد) سونے والا ہر لحاظ سے گھاٹے میں ہے

☆ یہود و نصاریٰ کی تقلید سے بچو

☆اتباعِ سنت کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔

☆اسباب نہیں مسبب الاسباب کی طرف نظر کرو

☆پیر خانے کی محبت کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوسکتا

☆دنیاداروں سے امیدیں کم عقل ہی رکھتے ہیں

☆قول وفعل کی مطابقت نہ ہونا نفاق کی علامت ہے

☆غریب رشتہ داروں سے بھی محبت کرو

☆☆☆☆☆☆

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کے قائم کردہ شعبہ جات اور آپ کا مبارک مشن بحسن وخوبی چل رہا ہے جو آپ کے اخلاص کا منہ بولتا ثبوت ہے آپ کے مخلص ساتھی اور مرید آج بھی اسی جذبہ ایمان سے مشن کو بڑی کامیابی سے آگے بڑھا رہے ہیں یقیناً یہ انہی کا فیض ہے کہ بہت سے نوجوان آپ کی پُر خلوص محنت کے معترف ہوچکے ہیں اور انہوں نے آپ کے ساتھ تعلق کو صرف زبانی ہی نہیں بلکہ عملی طور پر بھی قائم رکھنے کا ثبوت دیا ہے۔ اللہ کریم ان تمام مخلصین کو اجر عظیم عطا فرمائے اور حضرت سرور ملت علیہ الرحمۃ سے اس نسبت کی بدولت ان کی دینی ودنیاوی نیک حاجات پوری فرمائے اللہ کریم جل شانہٗ حضرت صوفی صاحب کے آستانہ کو تاابد آباد رکھے۔ آپ کے مشن کو تا قیامت جاری وساری رکھے یہ آستانہ جو علم کی ترویج واشاعت کی وجہ سے جانا جاتا ہے اس کے معیار کو قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ رحمۃ اللہ کی شخصیت کے کمالات کا احاطہ مجھ جیسے کم علم کے لیے ممکن نہیں

اللہ رب العزت آپ کی مرقد پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

جو لوگ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو آگے بڑھانے میں ہمارے ساتھ تعاون فرما رہے ہیں ان میں جمیل اطہر سرہندی، پروفیسر قاری مشتاق احمد، جناب ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی، جناب ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس، پروفیسر راغب الیاس شاہ صاحب، برادرم محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی، بھائی غلام مصطفیٰ نقشبندی مجددی و دیگر محبین، متوسلین، معتقدین سرور ملت و اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور و شیر ربّانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور شریک ہیں میں ان سب کا تہہ دل سے شکر گذار ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ ان سب کا سایہ سلامت رکھے اور مشن صحیح معنوں میں چلتا رہے۔

تذکرۂ

محترم المقام حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

اسامہ سعید (ایم اے ایل ایل بی)

یہ ذکر ایک شخصیت کا نہیں بلکہ یہ ذکر ہے ایک دور کا جو عزم و ہمت توکل علی اللہ ،صبر و استقامت اور خدمتِ خلق سے عبارت ہے یہ ذکر ہے اس پر شکوہ عمارت کا جس کی بنیاد خدمتِ دین الٰہی سرشاری عشق رسول ﷺ حق گوئی، بزرگانِ دین سے عقیدت ومحبت اور پیروِی سنتِ رسول ﷺ پر ٹکی ہے یہ ذکر ہے اس سدا بہار شجر کا جس کی جڑوں کو آستانہ عالیہ شرقپور شریف کی محبت کے پانی سے سینچا گیا ہے جس کی پرورش عشقِ الٰہی وذکرِ الٰہی کے موسم نے کی ہے اور آج اس تن آور درخت نے وہ فرحت بخش سایہ مہیا کیا ہے جس کی ضرورت آج کے اس پرفتن مادہ پرست دور میں سب سے زیادہ ہے کیونکہ یہ ذکر ہے جناب صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا۔۔۔

حضرت صوفی صاحب کا نام نامی ہونٹوں پر آتے ہی ایک ایسی متحرک اور فعال شخصیت کا خاکہ نظر میں جھلملانے لگتا ہے جنہوں نے کم وبیش نصف صدی اس سرزمین پر دینِ الٰہی کی خدمت کا فریضہ نہایت تندہی اور عجز و انکسار سے سرانجام دیا۔

(۱) حالات

جناب صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یکم جون 1944ء بمقام تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام چوہدری محمد اسماعیل تھا جو قوم کا ہلوں

(جٹ) سے تعلق رکھتے تھے اور پیشہ کاشتکاری زمینداری تھا۔ آپ اپنے بہن بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔

(ب) تعلیم:

آپ نے گورنمنٹ پرائمری سکول جمہور سے پرائمری کا امتحان پاس کیا۔ گورنمنٹ ہائی سکول ظفروال ضلع نارووال سے ورنیکلز فائینل (وظیفے کا امتحان) پاس کیا پرائمری میں آپ نے سید محمد حسین شاہ صاحب اور سید مبارک علی شاہ صاحب سے تعلیم حاصل کی انہی اساتذہ سے آپ نے وضو کا طریقہ، نماز ادا کرنے کا طریقہ اور بڑوں کا ادب سیکھا مڈل میں جناب مختار احمد صاحب، جناب محمد یوسف صاحب، جناب نذیر احمد شاہ صاحب، جناب عبد الرشید صاحب اور جناب غلام محی الدین جیسے اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔

صوفی صاحب نے میونسپل ہائی سکول بورے والہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا میٹرک میں سید واجد علی شاہ صاحب سے انگریزی، جناب محمد افضل صاحب سے عربی، جناب عطا محمد صاحب سے ریاضی اور جناب محمد حنیف صاحب سے سائنس کی تعلیم حاصل کی۔

بعد ازاں جناب صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میونسپل ڈگری کالج بورے والہ سے 1964ء میں B.A کا امتحان پاس کیا کالج میں آپ نے پروفیسر ڈاکٹر فضل محمود صاحب سے عربی، پروفیسر اصغر علی ایم۔اے۔علیگ صاحب سے تاریخ، پروفیسر بشیر ریاض اور پروفیسر محمد سعید صاحب سے اکنامکس اور پروفیسر ایم۔ڈی اسلم صاحب

سے اردو پڑھی۔

1987ء میں جب جناب صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ سے خلافت ملی تو ڈاکٹر فضل محمود صاحب جن سے آپ نے عربی کی تعلیم حاصل کی تھی آپ کے دستِ شفقت پر بیعت ہوئے۔

(ج) بیعت:

جناب صوفی غلام سرور نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ جماعت نہم سے ہی تہجد کے پابند تھے اور بعد نمازِ تہجد تلاوتِ قرآنِ کریم آپ کا معمول تھا ایک رات دورانِ تلاوت سورۃ کہف کی آیت مبارکہ ''ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا'' کے ترجمہ وتفسیر پر نظر ٹھہر گئی دل پر گہرا اثر ہوا اور بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو زبان پر یہ الفاظ تھے کہ یا اللہ! کیا میں اس دنیا سے گمراہ ہی چلا جاؤں گا مجھے کوئی مرشد، ہادی یا راہنما نہیں ملے گا صبح ہوئی گھر کا سودا سلف لانے بازار گئے دوکاندار نے کتاب کے جس ورق میں الائچی باندھ کر دی اس پر لکھی عربی عبارات پر آپ کی نظر پڑ گئی دوکاندار سے کہا جس کتاب سے یہ ورق پھاڑا ہے وہ کتاب مجھے قیمتاً دے دیں وہ 32 صفحات پر مشتمل اوراق حضرت سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''محبت الاسرار'' کے اوراق تھے جس میں حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد کے اوصاف پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے جس کا مفہوم یہ تھا کہ خلافِ سنت وشریعت عمل کرنے والا مرشد اور ولی نہیں ہوسکتا اور ان تعلیمات کے تناظر میں پاکستان بھر کے مختلف آستانوں اور مزارات پر حاضری دی

مختلف پیرانِ طریقت سے ملاقات کی لیکن کہیں دل مطمئن نہ ہوا اور آخر کار حضرت دیوان چاولی مشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس پر حاضری دی اور ان کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ یا اللہ مجھے کوئی متبع سنت و شریعت راہنما عطا فرما۔

آپ اس وقت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات، عقائد و نظریات سے متاثر تھے۔ علاوہ ازیں آپ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات، خزینہ معرفت کو ڈھائی سال میں پڑھ چکے تھے۔

اسی دور میں بورے والہ کالج میں ایک طالبعلم ''عبد الحمید صاحب'' داخل ہوئے ان کی خداداد صلاحیتوں اور ذکر اذکار نے جناب صوفی صاحب کو متاثر کیا جناب صوفی صاحب ان سے مسلسل رابطے میں رہے بالآخر صوفی صاحب نے عبد الحمید صاحب کے گاؤں چک نمبر 217ای۔ بی۔ نزد گگو منڈی میں اعلیٰ حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کی تقریب میں شرکت کی اور وہاں فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کی۔

(د) خلافت:

3 ربیع الاول 1987ء میں اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے سالانہ عرس مبارک کی افتتاحی تقریب کے موقع پر حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف نے

ہزاروں متوسلین ومعتقدین کی موجودگی میں خلافت سے نوازا اور دستارِ خلافت عطا فرمائی۔

(ر) عملی زندگی:

جناب صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے پیشہ وارانہ زندگی کا آغاز 9 جولائی 1965ء کو مغربی پاکستان زرعی ترقیاتی کارپوریشن میں بطور اپر ڈویژنل کلرک کی اسامی سے کیا اور یہی سروس آپ کے لاہور میں مقیم ہونے کی وجہ بنی۔ آپ نے 16 ویں گریڈ میں 1996ء میں ریٹائرمنٹ کی مقررہ مدت سے 8 سال قبل ریٹائرمنٹ لے لی۔

معمولات ووظائف:

نمازِ تہجد واشراق کی پابندی، اورادِ فتحیہ، درودِ خضری، سید الاستغفار "استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ" نمازِ فجر کے بعد ہفت روزہ محفل میں ختم خواجگان، ختمِ مجددیہ، ختم معصومیہ، سورۂ اخلاص، ہر نماز کے بعد 11 مرتبہ "حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر" ذکرِ اسمِ ذات "اللہ" وغیرہ۔

علاوہ ازیں جامع مسجد قادریہ شیر ربانی، شیر ربانی اسلامک سنٹر جامعہ جمیل العلوم کے تمام انتظامی امور آپ کے زیرِ نگرانی تھے۔ محافل میلاد کے انعقاد، انتخابِ مقرر وموضوعِ تقریر آپ کی ذمہ داریوں میں شامل تھا خاص وعام سے ملاقات چاہے وہ دولت خانے پر ہو یا مسجد میں ہمیشہ خندہ پیشانی سے کرتے آپ کے گھر کے دروازے

مریدین و متعلقین کے علاوہ ہر ملاقاتی کے لئے رات دیر گئے تک کھلے رہتے علم و دانش کے موتی لٹانے کے لئے آپ ہمہ وقت تیار رہتے۔

خدمات:

بطور پیرِ طریقت و رہبرِ شریعت آپ کا کردار کسی سے چھپا نہیں لا تعداد کلمہ گو آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے نقشبندی مجددی حلقے کو آپ کی شخصیت نے جو ترقی بخشی ہے اس کی مثال آج کے دور میں ناپید ہے۔

آپ نے 121 ایکڑ سکیم سمن آباد لاہور میں جامع مسجد قادریہ شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی بنیاد رکھی جس کی تکمیل 16 اکتوبر 1998ء میں ہوئی یاد رہے مسجد ھذا کی تعمیر کے لئے چندہ کی اپیل کی گئی اور نہ سپیکر پر اعلان کیا گیا اور نہ ہی نمازِ جمعہ اور محفلِ میلاد کے اجتماعات میں جھولیاں پھیری گئیں اور نہ ہی لوگوں کے گھروں میں چندہ مانگنے کے لئے کسی کو بھیجا گیا۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا خاص کرم اور اس پر توکل اور حضور نبی اکرم ﷺ کی نگاہِ کرم اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم روحانی پیشوا اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کی برکت ہے کہ اس مادہ پرستی کے دور میں نیو مزنگ سمن آباد لاہور میں جامع مسجد شیر ربانی جیسی عظیم الشان مسجد تعمیر ہو گئی اور اس دور جدید کے تقاضوں کے مطابق دینی تبلیغی کام شب و روز جاری ہے۔

آپ نے شیر ربانی اسلامک سنٹر کے زیر اہتمام جامعہ جمیل العلوم نقشبندیہ مجددیہ شیر ربانی قائم کی اس ادارے کا مقصد یہ تھا کہ ملازمت پیشہ، صنعت پیشہ اور تاجر پیشہ نیز دوسرے شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے نوجوان قرآن حکیم، احادیثِ

مبارکہ اور فقہ حنفی کی روشنی میں روزمرہ زندگی کے مسائل اور ضروریاتِ دین سے روشناس ہو کر اپنے گھریلو معاملات، اپنے احباب اور رشتہ داروں کی راہنمائی کر کے مسلم معاشرہ کو قرآن وسنت کی تعلیمات سے آگاہ کر سکیں۔

حضرت جناب صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی ایک عظیم مبلّغ کی حیثیت سے اپنی اہلیت وقابلیت منوا گئے آپ کے دستِ شفقت وبرکت پر قریباً 220 عیسائیوں نے اسلام قبول کیا۔ ان میں سے ایک تقابلِ ادیان کے بہت بڑے سکالر ہیں اور بہ این حیثیت اپنی خدمات پیش کرتے تھے مشرف بہ اسلام ہوئے۔

آپ نے اپنی ملازمت کا دور بہت مجاہدانہ گزارا رزقِ حلال کے حصول کے لئے بڑی محنت، کوشش، وقت کی پابندی اور اپنے فرائضِ منصبی کو بہت کوشش اور لگن سے نبھایا آپ کا نظریہ تھا کہ اگر اپنے فرائضِ منصبی میں کوتاہی کی تو کہیں رزق میں خرابی نہ پیدا ہو جائے کیونکہ حرام رزق انسان کو برائی کی طرف لے جاتا ہے اور رزقِ حلال نیکی کی جانب مائل کرتا ہے رزقِ حلال کی برکت سے انسان کی عبادت ودعائیں قبول ہوتی ہیں ۔اور انسان بیماریوں، پریشانیوں اور تکلیفوں سے محفوظ رہتا ہے دینی ودنیاوی امور میں آسانیاں پیدا ہوتی ہیں۔

یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ دورانِ ملازمت قادیانی آپ کے افسرانِ بالا تھے ان کی بابت آپ کا رویہ یہ تھا کہ آپ ان کے سامنے چند شرائط پیش کیا کرتے تھے اگر وہ ان شرائط کو قبول کرتے تو ان کے ماتحت اپنے فرائضِ منصبی انجام دیتے ورنہ ان سے عرض کر دیتے کہ میری جگہ اپنے مطلب کا آدمی دفتر کی انتظامیہ سے لے لو آپ ان سے کہتے

میں آپ کو سلام نہیں کروں گا اور نہ آپ کے ساتھ مل کر کھانا کھاؤں گا دفتر میں بلا وجہ آپ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نہیں بیٹھوں گا دفتر کا کام اگر مقررہ وقت پر نہ ہو تو آپ میرے خلاف تادیبی کاروائی کر سکتے ہیں جس کی میں اپیل نہیں کروں گا۔

دفتر کے اوقات میں میرے ساتھ دینی امور پر گفتگو نہیں کریں گے کیونکہ آپ کے نزدیک قادیانی مرتد ہیں اور غیر مسلم ہیں۔

حضرت جناب صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تر زندگی دینی خدمات کے لئے مختص تھی اپنے لڑکپن سے لے کر تادمِ آخر وقت آپ صرف وصرف مذہبی و دینی محاذ پر برسرِ پیکار رہے۔

اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی تقریبات یا ماہنامہ نور اسلام کی اشاعت کا معاملہ ہو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات، عقائد ونظریات کارہائے نمایاں اور دینی ملی خدمات سے عوام الناس کو روشناس کرانے کے لئے تحریکِ یومِ مجدد الف ثانی کا آغاز واہتمام ہو یا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک 28 صفر المظفر کے موقع پر ملک بھر کے جرائد ورسائل کا ریکارڈ رکھنا جن میں آپ کے بارے میں اردو، انگریزی، پشتو زبان میں مواد ہو یہ سب آپ کے فرائض میں شامل تھا جنہیں آپ نے بخوبی نبھایا۔

جامع مسجد قادریہ شیر ربانی، شیرِ ربانی اسلامک سنٹر، مجدد الف ثانی سوسائٹی، جامعہ جمیل العلوم کے قیام وانتظام کا سہرا آپ ہی کے سر ہے یہ وہ ادارے ہیں جہاں

سے علم وعمل ، عقیدت ومحبت ، راہنمائی وتبلیغ کے سوتے پھوٹتے ہیں ان اداروں کے مقاصد میں شامل ہے کہ عوام الناس کو قرآن حکیم کی تفسیر، علمِ حدیث، فقہ اور عربی کی تعلیم سے روشناس کیا جائے ۔ محفلِ ذکر کے ذریعہ سے روحانی بالیدگی اور درسِ قرآن کی صورت میں روز مرہ زندگی کے مسائل کے حل سے نوجوان نسل کو روشناس کیا جائے قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کیا جائے محفلِ میلاد مصطفیٰ ﷺ ، محفلِ گیارھویں شریف اور اولیاء اللہ کے اعراس کو غیر شرعی رسوم ورواج سے پاک کرنا اور تبلیغ کا ذریعہ بنایا جائے حفظ وناظرہ کی تعلیم سے بچوں کو آراستہ کیا جائے۔ محافل کو بامقصد بنانے کے لئے عنوانات کا تعین، مقررین اور مقالہ نگاروں کو پرمغز، تخلیقی تقاریر اور مقالہ جات مرتب کیے جاتے ہیں۔

یادگارِ اسلاف صوفی غلام سرور نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ آج کے دور کی ایسی بے نظیر ہستی ہیں جنہیں اہلِ علم ودانش پچھلے زمانے کا آدمی کہتے ہیں ۔ خالص اسلامی روایات کے امین ، ریاکاری جیسی لعنت سے کوسوں دور خدمتِ دین کے جذبے سے سرشار، سادگی ، نفاست ، متانت اور وقار کا حسن رکھنے والی شخصیت ، جن کی تمنا ہے کہ انسان مسلمان ہو جائے اور ہر مسلمان سنتِ رسول ﷺ کے سانچے میں ڈھل جائے صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ وہ شخصیت ہیں کہ انہیں پڑھانے والے استاد ان کی شرافت اور ان کی شخصیت سے متاثر ہو کر ان کے بیعت ہو گئے آپ وہ خادم دین ہیں جنہوں نے دین کی خدمت کے لیے خود کو شب وروز وقف کیا۔ سکول سے لے کر کالج تک اور کالج سے لے کر دفتر تک زندگی کے ہر موڑ پر دینِ رسول ﷺ کی

خدمت آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔

حضرت جناب صوفی غلام سرور نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ایک سادہ اور بزرگ ہستی تھے خود کسی بڑے مدرسے یا یونیورسٹی کے فارغ التحصیل استاد نہیں تھے۔ بلکہ ایک گاؤں کے ایک کالج کے گریجوایٹ تھے اور ایک سرکاری ملازم تھے آخر کیا بات ہے کہ اتنے بڑے سکالرز علمائے دین اور ماہر اساتذہ کرام ان کے سامنے طفلِ مکتب کی سی حیثیت سے شرفِ باریابی حاصل کرتے ہیں یہ سب کچھ وہ روحانی فیض ہے جو انہوں نے اپنے مرشدِ کریم حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف کی مبارک صحبت میں رہ کر حاصل کیا اور اسے عام کرنے کے لئے اس روحانی سطح پر جا کر جہاں نیچے جانے کی ضرورت ہے، جس سطح کا آدمی ہے اس سطح پر جا کر دعوت وارشاد کا فریضہ انجام دیا۔

حضرت قبلہ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اولیاء کرام کے وہ فردِ فریق تھے جنہوں نے پوری زندگی مشکلات کے جھرمٹ میں رہ کر کلمۂ حق کی صدا بلند کی۔

جامع مسجد قادریہ شیر ربانی کی تعمیر ہو یا شیرِ ربانی اسلامک سنٹر کا قیام اور مجدد الف ثانی سوسائٹی کی تنظیم ہفت وار اور ماہ وار درس وتدریس کا سلسلہ ہو یا مجدد الف ثانی کانفرنسز کا کارنامہ ہو، جملہ امور میں آپ جرأت اور استقامت کی اعلیٰ مثال تھے۔

آپ کے اقوال ہمیشہ سے ہی حکمت سے بھرپور تھے۔ جن سے علمِ دینی اور سنتِ رسول اللہ ﷺ سے عشق کی خوشبو آتی تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے ''اللہ کے گھر کے لئے چندے مانگے جائیں یا گلے رکھے جائیں یا جمعہ کے اجتماعات میں پلہ پھیرا

جائے، مجھے یہ سب اچھا نہیں لگتا۔'' میں نے اپنی مسجد میں یہ کام سختی سے منع کیا ہوا ہے۔ ہم اللہ پر توکل کرتے ہیں وہ مالک ہے اپنے گھر کا انتظام خود کرتا ہے۔

ایک دن صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے جوش وجلال کے ساتھ فرمانے لگے ''ہم اہلِ سنت مسلکِ حق پر ہیں مگر خود ہی ناحق ہو گئے ہیں ہمیں علم ہی نہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور ہمیں کیا کرنا چاہئے ہم رٹے رٹائے طوطے ہیں پھر مثالیں بیان کرنے لگے جوش وخروش سے ساری رات جلسہ کرتے ہیں مگر عشاء اور فجر کی نماز چھوڑ دیتے ہیں۔ خوب جھوم جھوم کر نعرے لگاتے ہیں مگر جن کے نعرے لگاتے ہیں ان کو اپنا رہبر و رہنما نہیں مانتے۔ نعرہ رسالت کے بعد نعرہ حیدری لگاتے ہیں، نعرہ صدیقی، نعرہ فاروقی کو بھول جاتے ہیں۔ ساری ساری رات نعت خوانی، درود خوانی اور خطابت کے جوہر دکھاتے ہیں مگر حاضرین، سامعین وناظرین کے حقوق تلف کرتے ہیں ان لوگوں نے آرام بھی کرنا ہوتا ہے ہم ان کے مذہبی جذبات سے کھیلتے ہیں اوران لوگوں کو ترغیب دلاتے ہیں کہ وہ نعت خوانوں، خطیبوں اور پیروں پر روپے پھینکیں۔

ماہانہ محفل میلاد منعقدہ جامع مسجد قادریہ شیر ربانی ان خرافات سے بالکل پاک ہوتی ہیں۔ ان سب کے پیچھے جو قوتِ کارفرما ہے وہ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ بابرکات تھی۔

عمرِ مبارک کے آخری حصے میں آپ بہت سی پیچیدہ بیماریوں کا شکار ہو گئے تھے جگر کا فنکشن کافی حد تک متاثر ہو چکا تھا۔ جس سے آپ دن بدن کمزوری کا شکار ہوتے چلے گئے۔ بالآخر آفتاب نقشبندیت کا یہ نامور سپوت 9 اپریل 2009ء بروز جمعرات

خالقِ حقیقی سے جاملا اور جامع مسجد قادریہ شیر ربانی کے احاطے میں تا قیامِ قیامت خاک کی چادر اوڑھے محو استراحت ہو رہے ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آپ کے وصال سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ شاید کبھی پورا نہ ہو سکے۔



سرورِ ملت علیہ الرحمۃ کا ایک فیض یافتہ مرید

صوفی محمد عبدالستار طاہر مسعودی

۲۰۰۵ء میں ''جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی'' (مطبوعہ امام ربانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل، کراچی) کی ابتدائی پانچ جلدوں کی اشاعت پر اظہارِ تشکر کے لئے ایوانِ اقبال، لاہور میں ایک پُروقار تقریب منعقد ہوئی۔ یہ تقریب ''قومی امام ربانی کانفرنس'' کے نام سے موسوم تھی۔ جسے مجدد الف ثانی سوسائٹی (سمن آباد، لاہور) اور بزمِ اربابِ طریقت (حضرت مسعودِ ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین و محبین) کی شراکتِ کار نے تشکیل دیا' —— اس کانفرنس میں اک دراز قد وجیہہ نوجوان کو یوں مصروفِ کار پایا جیسے ساری بزم کا کرتا دھرتا وہی ہو' جیسے کانفرنس کا سارا بار اسی کے شانوں پر ہو' —— مجھے اس دلکش شخصیت کے مالک کا ہمہ جہت' کردار بڑا بھلا لگا' —— اپنے قریب بیٹھے ملک محمد سعید مسعودی صاحب سے پوچھا کہ یہ فعال صاحب کون ہیں؟ —— انہوں نے بتایا کہ یہ ناظم ہیں —— محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی —— یعنی محض نام کے ناظم نہیں' کام کے ناظم' اور صوفی صاحب کے منظورِ نظر مرید' —— اور بعد میں برادرم محمد اسلم مسعودی صاحب نے بتلایا کہ مجدد الف ثانی سوسائٹی کے کثیر شعبے ناظم صاحب کی نظامت کے تحت ہیں۔

خاندانی پس منظر:

محمد ناظم صاحب کا شیخ برادری سے تعلق ہے۔ قیامِ پاکستان سے قبل آپ کے

اہلِ خاندان امرتسر (مشرقی پنجاب) میں رہائش پذیر تھے۔ وہاں کپڑے کی تجارت سے وابستہ تھے۔ ۱۹۴۷ء میں آپ کے پڑدادا شیخ فضل دین اپنے گھر والوں کے ہمراہ ہجرت کر کے لاہور آ گئے۔

سلسلۂ نسب:

آپ کا مختصر سلسلۂ نسب یوں ہے:
شیخ محمد ناظم ولد شیخ محمد بشیر ولد شیخ دوست محمد ولد شیخ فضل دین۔

دادا جان:

آپ کے دادا شیخ دوست محمد نے دو شادیاں کی تھیں۔ آپ کثیر الاولاد شخصیت تھے۔ دونوں بیویوں سے چھ بیٹیاں اور سات بیٹے تولد ہوئے' —— بیٹوں کے نام یہ ہیں:

- O —— شیخ محمد رمضان
- O —— شیخ فقیر محمد
- O —— شیخ علی محمد
- O —— شیخ محمد احسان
- O —— شیخ عبدالسلام
- O —— شیخ محمد بشیر
- O —— شیخ محمد عثمان

والد ماجد:

آپ کے والد ماجد شیخ محمد بشیر نقشبندی مجددی ملک کے معروف نعت خواں ہیں۔ آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے صاحبزادہ میاں غلام احمد نقشبندی مجددی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہیں' —— آپ نے یارِ غار سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور امام الائمہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سنت کے مطابق کپڑے کی تجارت کو ذریعہ معاش

بنایا ——آپ ''بشیر شال ہاؤس'' کے نام سے انارکلی بازار لاہور میں روزگار کا سلسلہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ آپ بلاناغہ گذشتہ ۴۳ سال سے پیرس مارکیٹ انارکلی' لاہور اور اس سے زائد عرصہ سے اپنی قیام گاہ پر محفل میلاد کا انعقاد کر رہے ہیں۔ جس کے باعث ہمارے ممدوح کے لئے پیدائش سے قبل ہی مدحت صاحبِ کون ومکاں سماعت کا حصہ بنتی رہی۔

آپ کی اولاد میں پانچ صاحبزادے ہیں:

O —— محمد اعظم O —— محمد ناظم O —— محمد قاسم

O —— محمد ہاشم O —— محمد عاصم

ولادت:

ہمارے ممدوح محمد ناظم صاحب کی ولادت ۷/ نومبر ۱۹۷۲ء کو بمقام کرشنا گلی نمبر ۵ نسبت روڈ، گوالمنڈی، لاہور میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم:

سکول کی ابتدائی جماعتیں قیام گوالمنڈی میں پڑھیں' بعدازاں گھر والوں نے مقدس پارک گلشن راوی میں رہائش اختیار کر لی۔ سکول کی بقیہ تعلیم وہیں قیام کے دوران حاصل کی۔ ناظرہ قرآن کریم قاری محمد خلیل صاحب سے پڑھا جو جامع مسجد عظمت الاسلام (توحید پارک' گلشن راوی) کے امام وخطیب تھے۔

دیگر تعلیمی مراحل:

O —— ۱۹۸۸ء میں گورنمنٹ سینٹ فرانسیس انارکلی' لاہور سے میٹرک کیا۔

O ـــــ ۱۹۹۰ء میں ایف سی کالج، لاہور سے انٹر کیا۔

O ـــــ ۱۹۹۲ء میں ایف سی کالج، لاہور سے گریجوایشن کیا۔

O ـــــ ۱۹۹۳ء میں جامعہ جمیل العلوم، سمن آباد لاہور سے سرٹیفکیٹ ان تفسیر کیا۔

O ـــــ ۱۹۹۵ء میں سہ ماہی تفسیر کورس کیا۔

O ـــــ ۱۹۹۶ء میں پنجاب یونیورسٹی، لاہور سے ایم اے اکنامکس کیا۔

علاوہ ازیں کمپیوٹر کی تعلیم بھی حاصل کی۔

O ـــــ ۲۰۰۱ء میں جامعہ جمیل العلوم، سمن آباد لاہور سے ایک سالہ ڈپلومہ کیا۔

(یہ ڈپلومہ تفسیر، حدیث، فقہ اور عربی زبان و ادب پر مشتمل تھا۔)

اساتذہ کرام:

آپ کے اساتذہ کرام میں یہ مقتدر شخصیات سرِ فہرست ہیں:

O ـــــ پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی O ـــــ پروفیسر قاری محمد مشتاق احمد نقشبندی

O ـــــ سیّد عبد الرحمٰن بخاری O ـــــ پروفیسر عبد العزیز خان نیازی

شادی خانہ آبادی:

آپ کی شادی ۲۰۰۰ء میں خالہ زاد اور ملک کے معروف وکیل محمد اکرم شیخ کے ہاں انجام پائی۔ آپ کے سسر (خالو) سپریم کورٹ بار کے صدر بھی رہ چکے ہیں اور نواز حکومت کے پہلے دور میں ''ایمبیسڈر ایٹ لارج'' کے عہدے پر فائز رہے اور لیگل ایڈوائزر ٹو پرائم منسٹر کی حیثیت سے بھی کام کیا۔ آج بھی آپ کا شمار ملک کے صف اوّل

کے وکلاء میں ہوتا ہے۔

اولادِ امجاد:

آپ کی اولاد میں ایک نعمت یعنی صاحبزادہ محمد احمد اور دو رحمتیں (جڑواں بیٹیاں) ہاجرہ مبین اور فاطمہ مبین ہیں۔

بیعت کی سعادت:

محمد ناظم صاحب ۱۹۹۰ء میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم شاہسوار سرورِ ملت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (م-۲۰۰۹ء) کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔

صوفی صاحب کی صحبت سے آپ کے ظاہر و باطن میں نمایاں تبدیلی واقع ہوئی۔ بالخصوص فکری اعتبار سے استحکام حاصل ہوا اور دینی خدمات جذبہ روزافزوں ہوا۔

معاشی مشاغل:

یوں تو آپ خاندانی طور پر تاجر برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن ۱۹۹۴ء میں لاہور ہائی کورٹ میں بطور اسسٹنٹ ملازمت اختیار کی۔ یہ سلسلہ ۲۰۰۰ء تک چلتا رہا۔ بعدازاں ملازمت سے مستعفی ہو گئے اور ریڈی میڈ گارمنٹس کا کام شروع کیا۔ آجکل بند روڈ پر ایمبرائیڈری کے روزگار سے وابستہ ہیں۔

قرطاس وقلم سے استواری:

مرحوم ومغفور جناب سرورِ ملت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

ایک ہمہ جہت پہلو شخصیت تھے۔ آپ کی صحبت اختیار کر کے ہمارے ممدوح کا قرطاس و قلم سے بھی رشتہ استوار ہوا۔ محترم صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں مجدد الف ثانی سوسائٹی کے تمام شعبوں میں کام کرنے کی سعادت حاصل رہی، اور یہ سلسلہ تا حال جاری و ساری ہے۔

صوفی صاحب کی صحبت میں آپ کا بے شمار اہلِ علم و فضل و اہلِ قلم سے واسطہ رہا اور ہنوز واسطہ ہے —— اور اسی بنا پر قرطاس و قلم آپ کی پہچان بن گئے۔ جامع مسجد قادریہ شیر ربانی سمن آباد میں منعقد ہونے والے ہفت روزہ، ماہانہ اور سالانہ پروگراموں کی روئیدادیں اور رپورٹیں مرتب کیں۔

آثارِ علمیہ:

آپ نے صوفی صاحب کی ترغیب و تحریک پر پہلا مقالہ بعنوان ''امر بالمعروف نہی عن المنکر'' لکھا —— جو ''طلبہ کی قلمی کاوشیں'' (مطبوعہ لاہور ۲۰۰۳ء) کی زینت بنا —— دیگر قلمی کاوشات حسبِ ذیل ہیں:

۱- آسمانِ نقشبندیت، فلک مجددیت کا کوکبِ درخشاں، مطبوعہ لاہور ۲۰۰۷ء

۲- تذکار سرور مطبوعہ لاہور ۲۰۱۰ء

۳- مقاماتِ سرور مطبوعہ لاہور ۲۰۱۱ء

''کوکب درخشاں'' سرور ملت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پہلی باقاعدہ تصنیف ہے۔ یہ کتاب آپ کی حیات ظاہری میں لکھی گئی۔ جب حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ملاحظہ فرمائی تو مصنف سے فرمایا ''تم تو انعام کے مستحق

ہو'' ـــــــــــ پھر کمال کرم فرماتے ہوئے ہمارے ممدوح کو گلے لگا کر فرمانے لگے:

تم نے محبت کا خوب اظہار کیا ہے، ـــــــــ جاؤ اپنے استاد پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب کو دکھا دو کہ مبالغہ آرائی کا ازالہ ہو جائے

ناظم صاحب راوی ہیں کہ انہیں یہ کتاب لکھنے کا خواب میں حکم ہوا' ــــــ جس کی سب احباب نے تائید کی اور پروفیسر راغب الیاس شاہ نے سب کی نمائندگی کرتے ہوئے فرمایا:

''اس نے ہم سب کے دل کی باتوں اور کیفیت کی نمائندگی کی ہے' اس میں کوئی مبالغہ نہیں کیا گیا''۔

(بروایت محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی' (بتحدیثِ نعمت)

خراجِ تحسین:

نو آموز قلمکار ہونے کے باوجود آپ کی کتب میں جو پختہ کاری جھلکتی ہے' وہ محض آپ کے مرشد کریم کی تربیت اور فیضانِ نظر کا نتیجہ ہے۔ آپ کی نگارشات و کاوشات کو سراہتے ہوئے کئی اہلِ علم و فضل نے خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ نمونہ مشت از خروارے ــــــ ملاحظہ فرمائیں:

○ ــــــ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی' لاہور:

''حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی میں جو شمع مجددی روشن کی تھی' آپ اس کی روشنیاں خوب پھیلا رہے ہیں۔ آپ

نے اپنے احباب کے رشحاتِ قلم کو بڑی خوبصورتی سے محفوظ کیا، اور عوام کی رہنمائی کے لئے زیورِ طباعت سے آراستہ کیا .... اللہ تعالیٰ حضرت پیر غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ کے درجات کو بلند کرے۔ انہوں نے ایک ادارہ قائم کیا اور آپ حضرات اس چشمۂ مجددیہ کو جاری رکھے ہوئے ہیں''۔[1]

○ —— پروفیسر محمد احسان احمد قاری:

''تذکار سرور'' برادر مکرم جناب محمد ناظم بشیر صاحب کی صبح و شام کی عرق ریزی کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے اپنے شیخ کی علمی و روحانی اور مسلکی خدمات کو جس خوبصورت انداز میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے، یہ انہی کا حصہ ہے۔ کتاب کی سطر سطر، لفظ لفظ سے ان کے فنا فی الشیخ ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ ان کی تحریر میں پختگی اور سلاست، خیالات و افکار میں ربط و تسلیم کی اگر داد نہ دی جائے تو یہ مصنف سے از حد زیادتی ہوگی۔ اللہ رب العزت کے حضور دعا گو ہوں کہ باری تعالیٰ عزیزم محمد ناظم بشیر صاحب کے قلم میں مزید رعنائی عطا فرمائے اور ان سے دینِ متین کی خدمات اسی طرح لیتا رہے''۔[2]

۱۔ مکتوب بنام محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی ۲۔ ایضاً

مکتوب شہزادۂ امام ربّانی پروفیسر پیر نثار احمد جان سرہندی مدظلہٗ

میر پور خاص، سندھ

جمعۃ المبارک ۱۱ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ

۲۶ فروری ۲۰۱۰ء

بخدمت جناب محمد ناظم بشیر سیکرٹری جنرل مجدد الف ثانی سوسائٹی

شہزادگان سرور ملت وصدر واراکین سوسائٹی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے آپ تمام حضرات مع الخیر ہوں گے۔ آمین۔ صحیفہ گرامی موصول ہوا۔ آپ نے اس ہیچ کے لئے جن جذبات عالیہ کا اظہار فرمایا ہے وہ میرے لئے باعثِ فخر وابتداج ہیں۔۔۔ یہ حقیقت ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں کبھی ایسی روح پرور کانفرنس میں شرکت نہیں کی تھی درحقیقت لفظ ''روح پرور'' کا مفہوم اسی دن واضح ہوا۔ یہ سب کچھ مجدد الف ثانی سوسائٹی کے اراکین کے بے پایاں خلوص کا ثمر تھا اور آپ حضرات کی حضرت مجدد الف ثانی سے بے پناہ محبت کا غماز۔۔۔۔

خلل پذیر بود ہر بند کہ مے بینی

بجز بندۂ محبت کہ خالی از خلل است

(حافظ)

جیسا کہ میں نے جلسہ میں عرض کیا تھا، مجھے تو بخدا ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے حضرت مجدد الف ثانی کی روح پرفتوح جلوہ گر ہو اور اپنی خوشنودی کا اظہار فرما رہی ہو جلسہ گاہ میں ہم سب شرکائے محفل کے قلوب پر جو رقت وسکینت طاری تھی اور جس کا اثر

کئی دن تک رہا وہ اسی کا ثمرہ تھا''۔

حضرت سرور ملت رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادگان عالی، جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی، جناب جمیل اطہر سرہندی (انہوں نے فون پر بھی اس کم ترین سے بات کی تھی) جناب ڈاکٹر ہمایوں شمس، محترم قاری مشتاق احمد صاحب و خادمان سرور ملت کا تہ دل سے شکر گذار ہوں کہ انہوں نے اس کمترین کو اپنے اپنے قلوب میں جگہ دی۔ آپ تمام حضرات کے لئے ہر نماز میں دعا گو ہے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کا اتحاد و یگانگت قائم رکھے''۔

نثار احمد جان سرہندی

مکتوب علامہ سید صابر حسین شاہ بخاری القادری

۲/ جون ۲۰۰۹ء

بملاحظ گرامی برادرم محمد ناظم بشیر نقشبندی صاحب

بملاحظہ گرامی صاجزادہ غلام مصطفیٰ صاحب

سلام ورحمت!

قبلہ حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی علیہ رحمۃ الہادی عصرِ حاضر میں روشنی کا ایک مینار تھے آپ جس انداز میں تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے تھے وہ قابل صد ستائش ہے۔

اسلامی تصوف کے بارے میں آپ نے مختلف اہل علم سے مقالات لکھوا کر شائع فرمائے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے قافلہ عشق ومحبت کے ایک فرد وحید تھے اس پر آپ کا مطبوعہ لٹریچر اور عظیم الشان کانفرنس شاہد عدل وناطق ہیں۔

آپ کے اچانک سانحہ ارتحال پر دنیائے اہل سنت مغموم ہوگئی۔ صوفیا کرام کی صفوں میں جو خلا ہوا ہے ان کو پُر ہونا محال ہے۔ آپ فقیر کے مہربان اور قدردان تھے، جب بھی کوئی کتاب شائع فرماتے تو ضرور اس احقر کو بھی عطا فرماتے ان کی یادیں اور باتیں ہمیشہ یادرہیں گی۔ صوفی باصفا حضرت قبلہ صوفی غلام سرور علیہ الرحمۃ کی اچانک وفات پر جو کچھ فقیر پر گذری وہ فقیر ہی جانتا ہے۔

انتہائی دکھ اور افسوس ہوا۔ فقیر ایک عظیم محسن سے محروم ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کو اپنی جوار رحمت میں خیر وعافیت

عطا فرمائے اور نہ صرف آپ سب کو بلکہ ہم سب غربائے اہل سنت کو بھی صبر جمیل عطا فرمائے۔ امین ثم امین بجاہ سید المرسلین

والسلام شریک غم

غم زدہ

احقر

صابر حسین



مکتوب علامہ سید صابر حسین شاہ بخاری القادری

۲۹ر دسمبر ۲۰۱۰ء

بملاحظہ گرامی جناب محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی صاحب زید مجدہٗ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی جانب سے مرسلہ پیکٹ ملا۔ اس میں محبت نامہ اور روئیداد ۳۳ر ویں سالانہ امام ربّانی کانفرنس اور روئیداد سرورِ ملت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی اور تصوف روحِ اسلام (از قاری مشتاق احمد) نظر نواز ہوئیں۔ ماشاء اللہ انتہائی مسرت ہوئی کہ آپ نے اس تحریک کو انتہائی لگن سے جاری و ساری رکھا ہوا ہے جس کو صوفی باصفا حضرت غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ نے شروع فرمایا تھا۔ اب تک ان کے وصال باکمال کے بعد یکے بعد دیگرے چار مطبوعات منظر عام پر آچکی ہیں اور حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی یاد میں کانفرنسوں کا اہتمام بھی کامیابی سے جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کے علم و عمل اور ذوق و وجدان میں مزید برکات عطا فرمائے۔ آمین

کانفرنسوں کی روئیداد کو آپ جس اہتمام کے ساتھ شائع کر کے محفوظ فرما رہے ہیں اس سے مستقبل کے مورخ کو حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پر مزید کام کرنے کی راہیں ہموار ہوں گی۔ یہ سلسلہ جاری رکھیں۔

''ارمغان امام ربّانی'' میں ان تمام مقالات کو سلک مروارید کی طرح جمع کیا جا رہا ہے جو احسن قدم ہے۔ اب تک اس کی دو جلدیں نہایت آب و تاب کے ساتھ منظر

عام پر آچکی ہیں۔ تیسری جلد کی تیاری جاری ہے۔ امید ہے وہ بھی حسب روایت شائع ہو جائے گی۔ ''تذکارِ سرور'' میں حضرت سرور ملت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کے احوال و آثار پر کام یکجا کیا جارہا ہے۔ اب تک ایک جلد سامنے آئی ہے۔ دوسری جلد کی بھی تیاری ہورہی ہے۔ ان مفید کاموں کے علاوہ بھی دیگر موضوعات پر مطبوعات کا سلسلہ جاری ہے۔ ''تصوف روحِ اسلام'' اس سلسلہ الذہب کی ایک حسن کڑی ہے۔

حضرت پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب زید مجدہٗ نے اس کتاب میں تصوف کو اسلام کی روح قرار دیا ہے۔ یہ کتاب ۱۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ خوبصورت سرورق اور مضبوط جلد کے ساتھ قاری کو دعوت مطالعہ دے رہی ہے۔ آغاز میں تعارف مؤلف ''محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی'' کے قلم سے دیا گیا ہے۔ پھر مؤلف نے خود ''وجہ تالیف'' لکھی کہ اس کتاب کو لکھنے کا پس منظر کیا تھا۔ بعد ازاں ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صاحب کے قلم سے تقدیم موجود ہے جو کتاب کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوگی۔

تقدیم کے بعد فاضل مصنف کے قلم سے کتاب کا آغاز ہے۔ تصوف کا معنیٰ و مفہوم، علمائے تصوف کی تصانیف، تعریفات تصوف بزبان مشائخ، شیخ کی ضرورت اور اہمیت جس میں اہم عنوانات پر سیر حاصل بحث فرمائی گئی ہے۔ فاضل مصنف نے ہر بات مدلّل اور مثبت انداز میں کہی ہے جو قاری کو از حد متاثر کرتی ہے۔

آخر میں محمد صادق قصوری، جمیل اطہر سرہندی اور ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس کے تأثرات و جذبات نے کتاب کے حسن کو دوبالا کر دیا ہے۔

یہ کتاب عصر حاضر میں ہر صوفی کے پاس ہونی چاہیے۔ تصوف کے موضوع پر ایسی آسان اور عام فہم کتاب لکھنے پر فاضل مصنف کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں اس دعا کے ساتھ کہ ''اللہ کرے زور قلم اور زیادہ'' پھر آپ نے جس خوبصورت انداز میں اس کتاب کو شائع فرمایا ہے۔ آپ بھی مبارکباد کے مستحق ہیں۔

بے شک آپ کا یہ کام حضرت سرور ملت صوفی باصفا غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کے لیے وجہ طمانینت روح ثابت ہوں گے۔ ان شاء اللہ

تمام احباب کی خدمت میں سلام

والسلام مع الاکرام

گدائے کوئے مدینہ شریف

احقر

صابر حسین

۲۹ ردسمبر ۲۰۱۰ء

مکتوب ڈاکٹر سلطان الطاف علی

۲۳ دسمبر ۲۰۱۰ء

محترم المقام محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ !

تصوف روح اسلام کی اشاعت اور ۳۳ ویں سالانہ قومی امام ربّانی کانفرنس اور پہلے عرس مبارک حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے ہوجانے اور اسکی روئیداد مرتب کر لینے پر یقیناً صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک خوش ہوئی ہے ۔آپ نے ان کے مشن کو جاری و ساری رکھا ہوا ہے ۔ دونوں تقاریب کی روئیداد کو بہت اچھے طریقے سے مرتب کیا گیا ہے ۔اس میں ہر تقریر کرنے والے یا صاحب مقالہ کا نہایت اختصار کے ساتھ مؤقف آپ نے پیش کر دیا ہے ۔جس سے روئیدادیں با مقصد ہوگئیں ہیں اور ریکارڈ کے لیے مفید ہوگئیں ہیں ۔شکریہ

والسلام
المخلص

الطاف علی

تبصرہ

ڈاکٹر سلطان الطاف علی

خلافت عثمانیہ کے زوال اور نجدی مکتبہ فکر کے قیام کے ساتھ علوم اسلامیہ کے میدان میں اس قدر اضمحلال اور اضطراب پیدا ہوا کہ تمام دنیا کو علم وعمل کا درس دینے والے مسلمان جہالت وفلاکت کا شکار ہونے لگے۔ اس خلا کو پر کرنے کے لیے مغربی تہذیب ومغربی علوم کے فنکاروں اور عالموں نے اپنا کردار ادا کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ تصوفِ اسلامی کے اسرار ورموز سمجھانے کے لیے بھی مستشرقین میدان میں کود گئے جو تصوف کی محض سطحی شرح تو کر سکتے تھے مگر اس کے باطنی رموز تو کجا وہ تصوف کی اصطلاحات کی ابجد سے بھی نابلد تھے۔ ادھر نجدیت نے کئی لبادوں کے ساتھ ظاہر ہو کر تصوف کا تانا بانا ادھیڑنا شروع کر دیا۔ بیسویں صدی عیسوی میں جب مادیت سے پریشان لوگ تصوفِ اسلامی کی حقیقت کی طرف لوٹنے لگے تو ان کے سامنے مستشرقین کے تبصرے اور تراجم سامنے آئے یا نجدی ذہن کے منکرین تصوف کی کتابیں سامنے آئیں کشف المحجوب (علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ) سّر الاسرار (عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ)، عوارف المعارف (شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ) مکتوبات (امام ربّانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) اور عین الفقر (سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ) جیسی بیسیوں اسلاف صالحین کی تصانیف عوام وخواص سے دور رکھ دی گئیں جس کی تفصیل ایک الگ تاریخی واقعات کا بیان بنے گا۔ بہر حال تلاش تصوف میں ورود کرنے والے طلباء وسالکین کو سخت کوفت بلکہ گمراہی کا سامنا ہوا۔ تصوف کے حقیقی مفہوم کو بھی مبتدی ان ظاہر پرستوں

اور مفسدوں کی توضیحات کے باعث غلط پیرائے میں سمجھ رہے تھے۔ یہ کیفیت حال صرف عالم اسلام کے متلاشیان حقیقت کے لیے نہیں بلکہ تصوف جو روحِ اسلام ہے اور ہر داعیان مذہب کے مقصود، ذات باری تعالیٰ کی محبت اور تحقیق و تلاش کا علم ہے۔ ایک عالمگیر علمی و فکری مسئلہ بن گیا۔ اس لیے، اگر تصوف کا اصل مفہوم اور رموز کو پیچیدہ بنا دیا جائے یا اسے چھپا دیا جائے یا اس کے مطالب غلط لیے جائیں تو دنیا اس عالمی سچائی کی حقیقت سے دور رہ جائے گی۔ بالالفاظ دیگر دھریت کی تخم ریزی ہوگی۔

ان خدشات کے پیش نظر وقت کی عین ضرورت کے مطابق فاضل و جید پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب نے ''تصوف روحِ اسلام'' تالیف کر کے گرانمایاں خدمت سرانجام دی ہے۔ کتاب کی وجہ تالیف میں بھی ان خدشات کا اظہار کیا گیا ہے کہ تصوف و صوفیہ کی تعلیمات اسلامی پر روشنی ڈالنے والے آج کل ''غیر مقلد متعصبین'' اپنے گمراہ کن افکار لا کر کھلی سازش و فتنہ کا باعث ہو رہے ہیں، اس لیے بھی انہوں نے ضروری سمجھا ہے کہ تصوف اسلامی کے طالب علموں کے لیے تصوف و صوفیہ کا آسان پیرائے میں تعارف کرا دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کتاب مرتب کر کے فاضل مؤلف اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں اور اب ان شاءاللہ رقص ابلیس تھم جائے گا۔

ہمارے فاضل دوست نے صوفیہ کے جملہ سلاسل کے اکابریں سے ملفوظات لے کر قرآن و سنت کی روشنی میں اس روحِ اسلام کی وضاحت کر دی ہے۔ اس کتاب کی تقسیم ہر سطح تعلیم و گوشۂ مطالعہ پر کثرت سے کر دیے جانے کی ضرورت ہے۔ اگر اس کی وسیع تر اشاعت و تقسیم کر دی جائے تو تصوف و صوفی کے باصفا مفہوم پر کوئی بھی غلط نظر نہ

ڈال سکے گا۔

کتاب کے لیے نئے ایڈیشن میں عنوانات کی فہرست شامل کردی جائے۔ نیز علمائے تصوف کی تصانیف کی لسٹ (ص ۲۱-۲۲) میں سید عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف فتح ربّانی اور سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہٗ کی تصانیف عین الفقر، رسالہ روحی اور محک الفقر کلاں کو بھی درج کردیا جائے۔ کمپوزنگ کی چند اغلاط کو بھی اشاعتی ادارہ درست کرلے۔

آخر میں صاحب کتاب کو ان کی اس عمدہ کاوش پر مبارک دیتا ہوں۔ نیز اس اشاعت سے یقیناً صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی روحِ مبارک کو اس سلسلہ میں پیش رفت ہوجانے پر فرحت و تازگی ملی ہوگی۔ بیشک تصوف روحِ اسلام ہے اور صوفی باصفا ہے:

؎

صفا علامت صوفی بود نہ جامہ صوف
دل منیر کجا، خرقہ و کلاہ کجا

تشکر
خلوص نشان
الطاف علی
22-12-2010

مکتوب پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد

۵/ دسمبر ۲۰۱۰ء

جناب محترم محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی سروری صاحب........ السلام علیکم!

آپ کی طرف سے ''تصوف روحِ اسلام'' کا ایک نسخہ موصول ہوا (جزاک اللہ باحسن الجزا) کتاب کا جستہ جستہ مطالعہ کر کے ایک تشنہ سا تعارف لکھ کر ساتھ لف کر دیا ہے۔ اگر پسند آجائے تو دعا فرما دیں۔ ناپسند ہو تو ردّی کی ٹوکری تو ہوگی آپ کے ہاں!

کرم ہوگا اگر ارمغانِ امام ربّانی جلد دوم کے ایک اور نسخے سے نواز دیں اور نذر مجدد اور مکتوبات مسعودی اگر مطبوعہ حالت میں موجود ہوں تو ان کا بھی ایک ایک نسخہ گوشۂ محققین کے لیے درکار ہے۔

محترم پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب کا میلاد النبی ﷺ کے عنوان پر کتابچہ ''حسن الاعتقاد فی ذکر المیلاد'' کا بھی ایک نسخہ درکار ہے۔

گر ہو نظر کرم تو بڑی بات ہے
بھیج دیں دم بہ دم تو بڑی بات ہے

تمام بزرگان مکرمین، اساتذۂ معظمین، خلفاء و خدام مشرفین کے لئے دعاؤں بھرا اسلام مع الاکرام۔ **واللہ الغنی المستعان علی ماتصفون**

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ!

خیر اندیش — پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد

تبصرہ

پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد

گذشتہ مہینے کی ۱۰؍تاریخ کو میں مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ حضرت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مدظلہٗ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے تحفہ انیقہ ''تصوف روحِ اسلام'' کا تذکرہ آ گیا۔ حضرت صاحب نے مجھے کتاب دکھائی اور اظہار کیا کہ وہ بذریعہ ٹیلی فون آپ کا شکریہ ادا کریں گے۔ بات آئی گئی ہوگئی۔

کوئی دس دن کے بعد ''تصوف روحِ اسلام'' موصول ہوئی۔ اس کا ایک ایک صفحہ، ایک ایک سطر حتیٰ کہ ایک ایک لفظ، حرف بلکہ زیر پیش، لفظ، جزم اور نقطے تک دیکھے ہیں۔ کتاب کا گٹ اپ (Get up) صوری اور معنوری خصائص سے بھرپور ہے۔ کتاب کے ابواب، عنوانات، فصلیں اور مباحث سب کے سب قابل تعریف، قابل تقلید ہیں۔ پروفیسر مولانا علامہ قاری مشتاق احمد گرامی سے میری کوئی خاص واقفیت تو نہیں مگر یہ مجھے خود بھی معلوم ہے اور محترم حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی مدظلہٗ سے اکثر آپ کے علم و فہم پر گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ درحقیقت پروفیسر صاحب مرحوم و مغفور صوفی صاحب کے ادارہ کی ''جان'' تھے اور آج ''تصوف روحِ اسلام'' دیکھ کر یقین آ گیا کہ اگر قبلہ صوفی صاحب پروفیسر صاحب کا ذکر خیر کرتے تھے تو یہ کوئی بے جا نہ تھا

کتاب کے بارے میں چند محسوسات و مشاہدات درج ذیل ہیں:۔

۱۔ کتاب مذکورہ ''تصوفِ اسلامی'' کے دفاع میں لکھی گئی ہے

۲۔ تصوف کی تائید و توثیق میں قرآن و حدیث، امہات الکتب تصوف اور

بزگان دین سے سندیں مع حوالہ لائیں گئیں ہیں۔

۳۔ کتاب مذکورہ میں مروت وشائستگی کو بطور خاص ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔

۴۔ کیچڑ اچھالنے کی بجائے کیچڑ صاف کرنے کا انداز اختیار کیا گیا ہے جو زیادہ بہتر اور اولیٰ ہے۔

۵۔ اولیاء اللہ کے اقوال وفرمودات کتاب میں جگہ جگہ بکھیر کر کتاب کی رنگینی کو بڑھایا گیا ہے۔

۶۔ پروفیسر صاحب نے جس عنوان پر بھی گفتگو کی ہے اسے تشنہ نہیں چھوڑا ۔اپنے قاری کی مکمل تسلی کر دی ہے۔

۷۔ کتاب میں جگہ جگہ پروفیسر صاحب کی علمیت اور وسعت مطالعہ جھلکیاں مار رہی ہیں۔

۸۔ کتاب کا ٹائیٹل ہی اس حقیقت کا جاندار ثبوت ہے کہ کتاب ایک سنجیدہ اور دینی موضوع پر مواد و دلائل کی حامل ہے۔

۹۔ کتاب کے بیک ٹائیٹل پر امام ربّانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سرہندی کے مکتوبات سے اقتباس پروفیسر صاحب کی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت پر دالّ ہے۔

۱۰۔ تقدیم، حرف صادق، تصوف اور افکار مجدد، تصوف شہ رگِ دین ''تصوف روحِ اسلام'' کی صداقتوں اور محترم پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب کی قلمی ثقاہتوں پر گویا تائید مزید ہے۔ **اللھم زد فزد بحرمۃ محمد رسول اللہ**

''تصوف روحِ اسلام'' کا کاغذ نفیس، لکھائی جاذب نظر، فاؤنٹ ہر نظر کے لیے موزوں، پیرا بندی خوبیٔ فن کا ثبوت، آیات واحادیث اور اقوال بزرگانِ دین کے عربی متون کا جمالیاتی جڑاؤ گویا کتاب کے صُوری حسن میں **اللہُ جَمِیلٌ و یُحِبُّ الْجَمال** کی حقیقت کو نمایاں کر رہا ہے۔

آخری بات یہ ہے کہ آپ سب حضرات جو اس تخلیق سے ظہور تک کسی بھی مرحلے میں ممد و معاون ہوئے، کا تجربہ، خلوص، فن کاری اور عقیدت کتاب کی شکل میں ڈھل کر ہر پڑھنے اور دیکھنے والے کے دل و دماغ کو لبھا رہی ہے۔

مجھ کو پڑھو میں کتاب تیرے مطالعہ کے لیے
چھپ کر آئی میں سامنے، تیرے مطالعہ کے لیے

پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب مدظلہٗ کے علاوہ اگر میں آپ کا اور جناب ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس صاحب کا شکریہ ادا نہ کروں تو شاید یہ زیادتی ہوگی کیونکہ کتاب کے متن کی خوبیوں، انداز زبان و بیان کی نزہت اور حوالہ جات میں احتیاط یقیناً ڈاکٹر صاحب کے نظر سحر اثر کا نتیجہ ہے اور رنگ نور کے ساتھ کتاب کا وجود میں آنا آپ کی محنت شاقہ کے سبب ہے۔ اللہ آپ سب کے علم وعمل اور اجر وایمان میں برکت دے (آمین)

''تصوف روحِ اسلام'' ہرگز یہ حسنُ خوبی نہ پاسکتی جو اب اسے حاصل ہے۔ اگر اس کے مسودہ کے ورق گردانی جناب جمیل اطہر سرہندی صاحب (مؤلف شیخ سرہند) نہ کرتے اور اس کے مسودہ کو دقت نظر سے جناب مولانا علامہ سپوت برج کلاں

محمد صادق قصوری نہ دیکھتے۔ان حضرات کے تبصروں اور کتاب کے بارے میں تأثرات نے بلاشک ''تصوف روحِ اسلام'' کو چار چاند لگائے ہیں۔حق یہ ہے کہ تصوف روحِ اسلام کو دیکھ کر بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے۔ ؎

کتاب لاجواب ہے ''تصوف روحِ اسلام''
کیا خوب ہر اک باب ہے ''تصوف روحِ اسلام''

اگر آپ طوالت کا خوف نہ کریں تو میں پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب کے مختلف مساجد میں دروس وخطابات کا تذکرہ پڑھ کر حیران رہ گیا ہوں۔''تفسیر الحسنات'' کی تکمیل کی خدمت نے تو محترم قاری صاحب کی علمی جلالت و مطالعاتی کمالات کے بارے میں میری آنکھیں کھول دیں ہیں۔قاری صاحب مدظلہٗ کے رسالہ ''حسن الاعتقاد فی ذکر المیلاد'' کا ایک نسخہ گوشۂ محققین کے خزانہ میں بھجوادیں تو نہایت شکر گذار ہوں گا کیوں کہ آج کل یہاں ''میلاد النبی ﷺ'' کے بارے میں ریسرچ چل رہی ہے اور مذکورہ کتابچہ گوشۂ محققین میں موجود نہیں ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صاحب مدظلہٗ کی تقدیم پر کچھ تبصرہ آرائی کرنا تو سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔

غرض ''تصوف روحِ اسلام'' میں مختلف اہل علم و صاحبان عقیدت حضرات کی خدمت وسعادت ہی نہیں جھلک رہی بلکہ مستجاب الداعوات حضرات کی دعائیں اور نیک تمنائیں بھی اس کے شامل حال ہیں۔ان میں حضرت صوفی غلام سرور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عالم بالا سے دعائیں وتائیدات روحانی بھی شامل ہیں۔ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم.

مکتوب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

۶ رفروری ۲۰۱۰ء

محترم محمد ناظم بشیر صاحب مجددی

السلام علیکم! آپ کا دعوت نامہ ملا۔ ارمغانِ امام ربانی جلد دوم آئی۔ پھر ۳۳ ویں سالانہ قومی امام ربانی رضی اللہ عنہ کانفرنس کے انعقاد کی خبر ملی۔ ان تمام عنایات کے لئے میں سراپا سپاس ہوں۔

ارمغان امام ربانی نہایت اہم کتاب ہے آپ نے حضرت مجدد الف ثانی پر مختلف سکالرز کے خیالات کو جمع کر دیا ہے جس سے آپ کی تحقیق کو جاننے کے لئے بڑا مفید مواد ملے گا اور حضرت امام ربانی پر کام کرنے والوں کے لئے نہایت آسانی ہوگی۔

حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی کا جاری کردہ چشمہ آپ حضرات کی کوششوں سے جاری وساری ہے اور اسے جاری رہنا چاہئے۔ سابقہ عشرہ میں ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری رحمۃ اللہ علیہ اور میاں جمیل احمد شرقپوری نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ پر بڑا کام کیا۔ حضرت مجدد کے متعلق لوگوں کو بڑی راہنمائی ملی۔ آپ بھی اس چشمہ کو جاری رکھیں۔

میری دعا ہے کہ آپ کی کوششیں جاری رہیں اور بار آور ہوں۔

والسلام

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

مکتوب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

۱۳؍نومبر ۲۰۱۰ء

محترمی ومکرمی علامہ محمد ناظم بشیر نقشبندی ومجددی

السلام علیکم ! تصوف روح اسلام مرتبہ علامہ پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب اور روئیداد امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس ملیں۔آپ نے ممنون فرمایا۔ میں ان علمی تحائف سے محظوظ ہوا ہوں ۔ میری طرف سے آپ کی ان عنایات پر ہدیہ تحسین قبول فرمائیں۔

حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی میں جو شمع مجددی روشن کی تھی ۔آپ اس کی روشنیوں کو پھیلا رہے ہیں ۔آپ نے اپنے احباب کے رشحات قلم کو بڑی خوبصورتی سے محفوظ کیا اور عوام کی راہنمائی کے لئے زیور طباعت سے آراستہ کیا۔ روئیداد میں جن اہل علم نے عرس مبارک پر مقالات پڑھے محفوظ کر کے بڑا کام کیا ہے اللہ تعالیٰ حضرت پیر غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ کے درجات کو بلند کرے انہوں نے ایک ادارہ قائم کیا اور آپ حضرات چشمہ مجددیہ کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

مجھے اجازت دیں میں علامہ قاری پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب کی دینی خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کروں وہ آپ کے دست و بازو بن کر مجدد الف ثانی سوسائٹی کے فیضان مجددیہ کو جاری رکھے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

والسلام

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

مکتوب پروفیسر ڈاکٹر محمد اختر چیمہ

۲۵/مئی ۲۰۰۹ء

محترم ومکرم:

صاحبزادہ غلام مصطفیٰ نقشبندی مجددی صاحب

صاحبزادہ محمد جنید سرور نقشبندی مجددی صاحب

محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی صاحب

السلام علیکم ۔ مجھے آپ حضرات کی محبت اور شفقت کی بدولت جناب صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی مرحوم ومغفور کے ختم چہلم کے موقع پر جلسہ تعزیت مؤرخہ ۲۰۰۹۔۵۔۱۷ میں شرکت کے لئے ۔ دعوت نامہ موصول ہوا۔ شکریہ۔

پختہ ارادہ تھا کہ جلسہ تعزیت میں شریک ہوکر احباب سے تعزیت کی سعادت حاصل کرونگا مگر بوجوہ اس سعادت سے محروم رہا۔ اس کے لئے بندہ انتہائی معذرت خواہ ہے۔ اور پسماندگان لواحقین، متوسلین اور احباب سے دلی طور پر اظہار افسوس کرتا ہے۔ البتہ مسرت کا مقام بھی ہے کہ اللہ پاک نے صوفی صاحب مرحوم کو آستانہ عالیہ شرقپور شریف کی نسبت باطنی سے خاصی عزت وعظمت سے نوازا۔ دنیوی زندگی اور اخروی زندگی میں بھی اللہ ورسول ﷺ کی محبت واطاعت کی معرفت نوازشات سے سرفراز ہوئے ۔ اور یہ کہ ''ایں سعادت بزور بازو [میسر] نیست'' یہ فیض الرسول ﷺ کے فیضان کرم کی بدولت ہے۔

اب محمد ناظم بشیر صاحب کے وسیلہ سے روزنامہ جرأت کا خصوصی نمبر بھی

موصول ہوا ہے جس میں صوفی صاحب کے فضائل ومناقب کا محبت آمیز اندراج ہے۔ میرے ساتھ صوفی صاحب بڑی ہی مخلصانہ محبت فرمایا کرتے تھے۔ کتب تصانیف کے تحائف ارسال کیا کرتے تھے۔ اللہ پاک انہیں ہمیشہ اپنی بے پایاں رحمتوں سے نوازے ۔ جنت الفردوس میں انہیں مقاماتِ بلند عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر عظیم سے سرفراز فرمائے آمین۔

احقر

محتاج دعا

محمد اختر چیمہ

مکتوب ڈاکٹر محمد اختر چیمہ

فیصل آباد

۲۱ر دسمبر ۲۰۰۹ء

محترم و مکرم

جناب محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی صاحب

السلام علیکم!

خیریت موجود خیریت مطلوب۔ جناب آپ کی نظر کرم کے لئے انتہائی سپاس گزار ہوں کہ آپ نے فاضل، کریم النفس، نیک صالح، ولی اللہ کے فضائل ومناقب پر مشتمل تازہ تصنیف لطیف ''تذکار سرور'' کا نسخہ بڑی محبت سے ارسال کیا۔ آپ کو اللہ پاک جزائے خیر عطا فرمائے۔

دراصل بندہ نہایت سست الوجود اور کاہل خطا کار آدمی ہے۔ آپ نے مجھے صوفی غلام سرور صاحب مرحوم کے ختم وچہلم پر بلایا تھا مگر بندہ بوجوہ اس بابرکت محفل میں شرکت کے قاصر رہا۔ اب حسرت کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔ امید ہے آپ مع حلقۂ احباب مجھے معذور سمجھیں گے۔

صوفی غلام سرور صاحب مرحوم سے میرا بہت دیرینہ رابطہ تھا۔ میاں جمیل احمد شرقپوری صاحب سے بندہ کا تعارف مدینہ منورہ میں 1970ء کے ایام حج میں ہوا تھا۔ بندہ ان دنوں Ph.D فارسی کرنے کے لئے دانش گاہ تہران میں داخل تھا اور حج وزیارت روضہ رسول ﷺ کی خاطر حرمین شریفین جانے کا موقع بھی اللہ پاک نے

فراہم کردیا۔ زہے نصیب۔ پھر حضرت میاں جمیل احمد صاحب کے ساتھ شرفِ ملاقات نصیب ہوا۔

1974ء میں بندہ Phd کی ڈگری لے کر واپس پاکستان آیا تو میرے ایک فارسی مضمون ''حضرت خواجہ پارسا...'' کا اردو ترجمہ مجلّہ نور اسلام کے اولیائے نقشبند نمبر شائع ہوا۔ مجھے کسی پروفیسر نے بتایا۔ میں نے پھر شرقپور شریف اولیائے نقشبند نمبر کے حصول کے لئے تگ و دو کی۔ اس کے بعد صوفی غلام سرور کے ساتھ میرا رابطہ قائم ہوا۔

چنانچہ میں پھر ان کے لوکل گورنمنٹ کے دفتر لٹن روڈ اور پھر ایم۔اے او کالج کے پیچھے والے دفتر میں ان سے جا کے ملتا رہا ہوں۔ ان کے ساتھ خط و کتابت رہی تھی۔ وہ میرے مضامین نور اسلام میں شائع کرتے تھے۔ جہاں امام ربانی میں بھی میرا ایک مضمون مقام مجدد الف ثانی کے عنوان سے شامل ہے۔ جناب ناظم بشیر صاحب کبھی آپ مجھے بتاتے کہ آپ ان کے مناقب کو کتابی شکل میں شائع کرنا چاہتے ہیں تو میں بھی ان کی شان میں چند الفاظ لکھ کر اپنا حصہ ڈال لیتا۔ مگر لگتا ہے کہ چونکہ میں نے سستی کی۔ ان کی محافل / مجالس ترحیم میں شرکت نہیں کی لہٰذا میں اس سعادت سے بھی محروم رہا۔ 8-4-2008 کو میں نے حضرت غلام سرور صاحب کے نام خط لکھا تھا۔ وہ مجھے نقشبندی جواہر پارے، مطبوعہ کتابیں اور نور اسلام کے پرچے محبت کے ساتھ ارسال کیا کرتے تھے۔

25-5-2009 کو میں نے صاحبزادہ غلام مصطفیٰ، صاحبزادہ محمد جنید سرور

اور ناظم بشیر نقشبندی مجددی کے نام افسوس کا خط ارسال کیا تھا۔ اللہ کرے اب آپ کے ساتھ محبت و الفت کا رشتہ قائم و دائم رہے۔

بندہ اپنی کوتاہیوں پر شرمسار اور معافی کا خواستگار ہے۔ والسلام

محتاج دعا

اختر چیمہ

نیا ایڈریس

:ڈاکٹر محمد اختر چیمہ

26/b گلستان کالونی 2 ملت روڈ فیصل آباد

ماشاءاللہ ''تذکار سرور'' کا Get up

کتابت، پرنٹ اور جلد بندی قابل داد ہے

مکتوب پروفیسر ڈاکٹر محمد اختر چیمہ

۱۵/نومبر ۲۰۱۰ء

محترم و معظم جناب محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی صاحب

السلام علیکم! امید ہے بخیر و عافیت ہونگے۔ عید الضحیٰ مبارک۔

آپ کی محبت کی بدولت عالی جناب صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مانند مختلف مطبوعات کی ترسیل جاری ہے۔ اب

۱۔ تصوف روح اسلام

۲۔ روئیداد ۳۳ ویں سالانہ امام ربانی کانفرنس

مع آپ کے نوازش نامہ کے موصول ہوئی ہیں۔ بہت بہت شکریہ۔

حسب الحکم مختصر تاثرات ارسال خدمت ہیں۔

جناب عالیٰ میں اپنے ایڈریس کی تبدیلی کی اطلاع اس سے بیشتر بھی بارہا دے چکا ہوں مگر پھر اب ڈاک میرے سابقہ پتہ پر ہی موصول ہوا ہے۔ ایڈریس کے لئے مندرجہ ذیل پتہ کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ مہربانی ہوگی۔

والسلام

اختر چیمہ

26/B گلستان کالونی نمبر 2

ملت روڈ، فیصل آباد

مختصر تاثرات متعلق بہ کتاب ''تصوف روحِ اسلام''

پروفیسر ڈاکٹر محمد اختر چیمہ

تصوف روحِ اسلام، پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب کی تالیف لطیف ہے۔ بلاشک وتردید تصوف، روحِ دینِ اسلام اور مغزِ قرآن حکیم ہے لیکن ایک طبقۂ فکر، تصوف اسلامی کے سخت خلاف ہے اور بعض بدبخت اور کم ظرف افراد وقتاً فوقتاً اس خالص اسلامی تحریک سے اختلاف کی بنا پر مختلف تاویلیں پیش کر کے کسی نہ کسی رنگ میں اپنے اندرونی خلف وانتشار کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ شرقپور شریف جو حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مجددانہ افکار وتعلیمات کی علمبردار ہے۔ عالی مرتبت حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین حضرت والا میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ دورِ حاضر میں زندگی بھر افکارِ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغ واشاعت میں سرگرداں رہے ہیں۔ ان کے تربیت یافتہ خلیفۂ مجاز حضرت سرورِ ملت جناب صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کارِ خیر کو اپنا مقصدِ حیات قرار دیا۔ پروفیسر قاری مشتاق احمد کو حضرت سرورِ ملت کے دستِ حق پرست پر شرفِ بیعت حاصل ہے۔ اس پاکیزہ تسلسل سے فیض یافتہ پروفیسر صاحب موصوف نے تصوف اسلامی پر اعتراض کنندگان کے اطمینان کی خاطر معتبر حوالہ جات کی بدولت تصوف روح اسلام کے عنوان سے ایک جامع صحیفہ ترتیب دیا ہے۔

اس صحیفۂ کریمہ میں آپ نے قرآن کریم اور احادیثِ رسول ﷺ کے علاوہ

امہاتِ کتب تصوف از قبیل کتاب اللمع فی التصوف، قوت القلوب، کشف المحجوب ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، رسالہ قشیریہ، التعرف الی مذہب التصوف، طبقات الصوفیہ، غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب، احیاء العلوم، تذکرۃ الاولیا، عوارف المعارف، فتوحات مکیہ، فصوص الحکم، نفحات الانس سے جا بجا نقل قول کر کے خوب استدلال کیا ہے اور اپنے مطالب کے بیان میں کما حقہ استواری پیدا کی ہے اور مفاہیم کو پختہ تر کر کے حیطۂ تحریر میں لانے کی سعی بلیغ فرمائی ہے۔

کتاب کے آخر پر ممتاز مؤرخ میاں محمد صادق قصوری کے ''حرفِ صادق'' سے تصوف کی صداقت میں مزید پختگی اور تصدیق ہوگئی ہے۔ انہوں نے گنے چنے چند الفاظ میں تالیف حاضر کا نچوڑ اس طرح پیش کر دیا ہے کہ:

''تصوف کلیۃً'' اسلام ہے، اسلام کی روح ہے، اسلام کا حسن وجمال ہے، اسلام کا کمال ہے''۔

چنانچہ اہل محبت اور اصحاب تصوف کے عقائد کی آبیاری کے لئے یہ ایک با برکت مفید اور دلپذیر کتاب ہے جس سے ارادت مند انشاء اللہ استفادہ کریں گے اور فیض پائیں گے۔

ڈاکٹر محمد اختر چیمہ
۲۶۔ بی، گلستان کالونی 21
ملت روڈ فیصل آباد

مکتوب صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر

۶ ؍فروری ۲۰۱۰ء

محترم جناب محمد ناظم بشیر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نامہ گرامی مع ارمغانِ امام ربانی (جلد دوم) موصول ہوا ادارہ شیر ربانی اور مجدد الف ثانی سوسائٹی کے آپ سمیت تمام عہدیداران اور کارکنان قابل صد تبریک ہیں جو حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی کے حوالہ سے مسلسل علمی کاوشوں میں مصروف ہیں۔ بالخصوص حضرت امام ربانی کے نام سے بڑے وقیع مضامین کے مجموعے شائع کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس ادارہ کے سرپرست اعلیٰ حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے درجے بلند سے بلند تر فرمائے اور آپ سب حضرات کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔

فقیر کی کتاب ''امام ربانی اور اتباع رسول گرامی'' کا دوسرا ایڈیشن ضیاء القرآن نے شائع کیا ہے۔ ارسال کر رہا ہوں۔ اطلاع وصول یابی سے ضرور سرفراز فرمائیں۔

ابوالخیر محمد زبیر

مکتوب پروفیسر قاری محمد رفیق

۲۸ر فروری ۲۰۱۰ء

مکرم ومحترم انتہا کی محبوب شخصیت جناب محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔

احقر کو جناب نے یاد فرمایا اور شکریہ کا خط ارسال فرما کر شکریہ کا موقع بڑھا دیا۔ حکم کے مطابق چند سطور بطور تبصرہ حاضر خدمت ہیں۔ قبول فرمائیں۔ تحریر کا تجربہ اتنا زیادہ نہیں مناسب درستگی فرما لینا۔

شکریہ

احقر

قاری محمد رفیق مسعودی نقشبندی

تأثرات

پروفیسر قاری محمد رفیق

اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے زیر اہتمام 33 ویں سالانہ امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس، بمقام سماع ہال دربار حضور داتا گنج بخش فیض عالم رحمۃ اللہ علیہ منعقد ہوئی۔

قابل توجہ امر یہ ہے کہ یہ کانفرنس، حضرت قبلہ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد پہلی کانفرنس تھی۔ عموماً سربراہ کے وصال کے ساتھ کئی معاملات تبدیلی کا شکار ہو جایا کرتے ہیں مگر الحمد للہ ثم الحمد للہ حضرت قبلہ صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کے صاحبزادگان اور آستانہ عالیہ کے وابستگان کی بے مثل کاوشوں سے نہ صرف یہ کہ کانفرنس سابقہ روایات کی عکاسی کر رہی تھی بلکہ کئی اعتبارات سے پہلے سے بڑھ کر کامیاب ثابت ہوئی اور محسوس ہو رہا تھا کہ آقا کریم ﷺ، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اور جملہ خواجگان نقشبند اور قبلہ صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کے روحانی فیض اور توجہات و برکات سے یہ کانفرنس مالا مال ہے اور ہر شخص سکون ورشد و ہدایت سے دامن بھر کر گیا پبلسٹی، بک سٹال، سٹیج اور ہال کی سجاوٹ، مقالہ نگاران کی تحقیق و ترتیب اور وقت کی پابندی تبرک کا انتظام۔ درود و سلام الغرض ہر چیز مثالی تھی اور بلکہ یہ کانفرنس اہل سنت و جماعت کی تمام تنظیمات کے لئے ایک نمونہ کی حیثیت سے سامنے آئی امید ہے اس معیار کو برقرار رکھتے ہوئے مزید ترقی کی کاوش جاری رکھی جائیں گی۔

اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ حضرت قبلہ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

علیہ الرحمۃ کے درجات کو بلند فرمائے۔اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی تعلیمات کو عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔

قاری محمد رفیق مسعودی
گورنمنٹ ایم اے کالج لاہور



مکتوب پروفیسر محمد احسان احمد قادری

۲۰ / صفر المظفر

محترم المقام جناب ناظم صاحب زید مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امید ہے مزاج بخیر ہونگے۔ آپ کی دونوں کتب تذکار سرور اور ارمغانِ امام ربانی (دوم) موصول ہو چکی ہیں ذرہ نوازی کا شکریہ۔

حضرت مفکر اسلام پیرِ طریقت رہبر شریعت جناب صوفی غلام سرور نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا سن کر از حد افسوس ہوا چونکہ آپ کی وفات کی خبر لاہور کے اخبارات میں آئی ہوگی لہذا اہالیان ملتان جنازے وقل خوانی کی شرکت سے محروم رہے اہل پاکستان خصوصاً اہالیان لاہور ایک عاشق رسول، مذہبی درد رکھنے والے، سنت رسول کے متبع کامل، روحانی بزرگ، سالک راہ طریقت ناشر مجددی تعلیمات، اعلیٰ اخلاقیات کے مالک، منبع رشد وہدایت، قدوۃ السالکین، باحمیت مذہبی رہنما سے محروم ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ رب العالمین ان کے روحانی درجات میں اور اضافہ فرمائے اور آپ کے عقیدت مندوں اور خلفاء کو ان کے نقش قدم پر چلائے اور مجددی تعلیمات کی اشاعت میں ان کی خدمات صدقہ جاریہ کی شکل میں تا ابد باقی رکھے۔

ارمغان امام ربّانی (دوم) مفکرین ودانشوروں کی علمی خدمات کا نچوڑ ہے۔ انتہائی تحقیقی مقالات پر مشتمل یہ کتاب ملت اسلامیہ کے لئے بیش بہا معلومات کا خزانہ آپ کی تعلیمات تجدیدی خدمات کا انتہائی جامعیت سے جائزہ لیا گیا ہے اللہ تعالیٰ مفکرین وناشرین کی عظمتوں ورفعتوں میں اور اضافہ فرمائے۔

''تذکارِ سرور'' برادرِ مکرم جناب محمد ناظم بشیر صاحب کی صبح شام عرق ریزی کا نتیجہ ہے انہوں نے اپنے شیخ کی علمی روحانی اور مسلکی خدمات کو جس خوبصورت انداز میں خراج تحسین پیش کیا ہے یہ انہی کا حصہ ہے کتاب کی سطر سطر، لفظ لفظ سے ان کے فنا فی الشیخ ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ان کی تحریر میں پختگی اور سلاست، خیالات وافکار میں ربط وتسلیم کی اگر داد نہ دی جائے تو یہ مصنف سے از حد زیادتی ہوگی۔آخر میں اللہ رب العزت کے حضور دعا گو ہوں کہ باری تعالیٰ عزیزم محمد ناظم بشیر صاحب کے علم میں مزید رعنائی عطا فرمائے اوران سے دین متین کی خدمات اسی طرح لیتا رہے۔فقیر کے یہ تعزیتی کلمات صاحبزادہ صاحب تک پہنچا دیجئے گا شکر گزار ہوں گا آپ نے انتہائی قلیل وقت میں حضرت صوفی صاحب کو جو خراج تحسین پیش کیا ہے یہ صرف آپ کے تصرف باطنی کا نتیجہ ہے دعوت نامہ امام ربانی کانفرنس منعقدہ 2010 موصول ہوا۔انشاء اللہ ضرور شرکت کروں گا اور چند معروضات پیش کرنے کی بھی درخواست کروں گا کیونکہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے خلیفہ مجاز اور شیر ربانی مسجد ملتان کے خطیب ہونے کے ناطے حق بھی رکھتا ہوں۔

شیخ میاں محمد عارف متولی مسجد جو کہ شرقپور شریف سے نسبت رکھتے ہیں ان تک دعوت نامہ پہنچا یا دیا یہی ہے اور اشتہار بھی مسجد میں لگا دیا ہے۔احباء واصدقاء کو سلام

فقط والسلام

پروفیسر محمد احسان احمد قادری

ولایت حسین اسلامیہ کالج صدر شعبہ علوم اسلامیہ، ملتان

مکتوب میاں محمد صادق قصوری

۱۵/دسمبر ۲۰۰۹ء

جناب مکرم ومحترم محمد ناظم بشیر صاحب

سلام ورحمت۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

کتاب مستطاب ''تذکارِ سرور رحمۃ اللہ علیہ'' باصرہ نواز ہوئی۔ ذرہ پروری، علم دوستی اور صادق نوازی کے لئے ممنون ومشکور ہوں۔ اللہ کریم عزوجل آپ کو جزائے خیر سے نوازے۔

کتاب ظاہری وباطنی، صوری ومعنوی اور خفی وجلی لحاظ سے خوب ہی نہیں بلکہ خوب تر ہے اور اگر مبالغہ آرائی نہ سمجھی جائے تو خوب ترین ہے۔ کاغذ، کمپوزنگ، جلد بندی، طباعت معیاری ہیں۔ یہ آپ کی ہمت ہے کہ حضرت قبلہ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف کے چند ماہ بعد ہی اتنی پیاری، معیاری اور مستند کتاب منصۂ شہود پر لے آئے۔ یہ آپ کی اپنے شیخ کریم سے سچی، عقیدت ومحبت کا بین ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ آپ کی یہ محنت اور اپنے شیخ کے حضور نذرانہ قبول ومنظور فرمائے۔ ایں دعا ازمن وز جملہ جہاں آمین باد۔

یہ امر بھی قابل صد مسرت ہے کہ حضرت صوفی نوراللہ مرقدہ، کے تمام احباب مخلصین اور ساتھی آپ کے ساتھ ہیں۔ خصوصاً اخی المکرّم ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس کی سرپرستی بہت بڑی نعمت ہے۔ لہذا امید کامل ہے کہ حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کا یہ علمی فیض جاری وساری رہے گا۔ کتاب کے مندرجات انتہائی وقیع اور مؤثر ہیں

بزرگوارم ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی کا مضمون انتہائی تحقیقی، تاریخی اور روحانی اقدار کا حامل ہے۔ مسعود ملت حضرت قبلہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد قدس سرہ العزیز، پروفیسر قاری مشتاق احمد، علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی، علامہ ڈاکٹر منظور حسین، محبّی جمیل اطہر سرہندی، برادرم پروفیسر محمد اقبال مجددی، مفتی ظہور احمد جلالی، پروفیسر راغب الیاس شاہ الہاشمی، پروفیسر قاری محمد رفیق، ڈاکٹر سلطان الطاف علی، سید صابر حسین شاہ بخاری، محترم و مشفقم پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد، ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی کی نگارشات بھی تحقیق، علم وادب، عقیدت ومحبت اور عشقِ صادق کی امین ہیں۔ محققِ دوراں ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس کی تحریر دلپذیر کے ایک ایک لفظ سے علم وفضل اور مہر ومحبت اور احسان ومروت کے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔ انہوں نے حضرت صوفی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے تعلقِ قلبی کا حق ادا کر دیا ہے۔ حضرت صاحبزادہ غلام مصطفیٰ صاحب نے بھی اپنے والد گرامی اور پیر ومرشد کی یادوں کے چراغ روشن کر کے سعی مشکور فرمائی ہے۔

آپ نے بھی اپنی نظم ونثر میں اپنے شیخ کامل کے حضور گلہائے عقیدت پیش کر کے سعادت مندوں کا مظاہرہ کر کے اپنی روحانی بالیدگی کا سامان بہم پہنچا لیا ہے۔ اللہ کریم عزوجل آپ کی ہمت، عقیدت اور استقامت میں برکت عطا فرمائے۔

خدا آپ کے جنون کا سایہ دراز کرے۔

فقط والسلام

خاکپائے اولیاء

محمد صادق قصوری

مکتوب میاں محمد صادق قصوری

۵/جنوری ۲۰۱۰ء

گرامی قدر جناب مقدم محمد ناظم بشیر صاحب سدا خوش رہو

سلام ورحمت۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

گرامی نامہ باعثِ سرفرازی ہوا۔ کرم فرمائی، بندہ پروری اور صادق نوازی کا شکریہ۔ اللہ کریم جل شانہ آپ کو دین و دنیا میں خوش وخرم رکھے۔

آپ کی صاحبزادی کی مسلسل علالت سے پریشانی ہے۔ دعا ہے کہ خداوند قدوس اپنے حبیب ﷺ کے صدقے صاحبزادی کو شفائے عاجلہ کاملہ سے نوازے

کل مریضوں کو تندرستی دے ناتوانوں کے تن میں چستی دے

کر غریبوں سے تنگ دستی دور تنگ دستوں کی فاقہ مستی دور

ہمارا اور آپ کا رشتہ مسلمان ہونے کے علاوہ ''مجددی'' ہونا ہے۔ آفتابِ ہند قندیل نورانی امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کی غلامی ہمارا رشتہ ہے ورنہ ہم ایک دوسرے کو کہاں جاننے والے تھے۔ مرشد ثانی ضیغم اسلام مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبد الستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں بیٹھنے سے مجھے ''محبتِ مجدد'' ملی ہے۔ وہ جب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مبارک ذکر فرماتے تھے ان کے چہرہ اقدس پر ایک خاص کیفیت طاری ہوتی تھی اور یہ ایمان ہے کہ حضرت مجاہد ملت نے جو مذہبی، ملی، سیاسی خدمات انجام دی ہیں وہ ''مجددی سائے'' میں انجام دی ہیں۔ ہر حکمران سے ٹکر لینا، عمر عزیز کا بیشتر حصہ نذرِ زنداں کرنا اور پھانسی کے پھندے کو چومنا

کوئی معمولی بات نہیں ہے ''1953ء کی'' تحریک ختم نبوت میں جب حضرت کو سزائے موت سنائی گئی تو جیل میں ''مکتوباتِ امام ربانی'' زیر مطالعہ رہتے تھے۔

حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے بعد حضرت صوفی غلام سرور نور اللہ مرقدہ کی ''مجددی خدمات'' سے متاثر ہوا ہوں۔ حضرت صوفی صاحب قبلہ نے اپنا تن من دھن ''فکر امام ربانی'' کو عام کرنے کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ وہ غلامِ مجدد تھے، عاشقِ مجدد تھے بلکہ فنا فی المجدد تھے۔ ان کے رگ و ریشہ میں ''تعلیمات مجددیہ'' نے گھر کیا ہوا تھا۔ غرض وہ جیئے تو ''نام مجددؒ'' لیتے ہوئے اور اللہ جل شانہ کو پیارے ہوئے تو ''نامِ مجددؒ'' کا ورد کرتے ہوئے کیونکہ ''ذکر صالحین'' بھی عبادت ہے۔ زیادہ کیا عرض کروں

یہ مبالغہ نہیں، خوشامد نہیں اور تعریف نہیں۔ آپ حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ کے منظورِ نظر مرید ہیں۔ اب آپ نے ہی ان کے مشن کو جاری رکھنا ہے۔ حضرت صوفی صاحب قدس سرہ العزیز کی روح آپ کے ساتھ ہے ان کی دعائیں آپ کے شامل حال ہیں اور ان کا سایہ آپ کے ساتھ ہے تبھی تو آپ ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں۔ پھر آپ کی خوش قسمتی ہو کہ حضرت ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس مدظلہ، کی صحبت میں آپ کو ایک بے لوث، مخلص اور مجاہد رہبر و راہنما میسر آ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ ان کا سایہ قائم و دائم رکھے اور آپ کی عمر، صحت، علم، عمل، سعی، مال، جان، اولاد، دین، دنیا، آخرت، عقیدت، محبت اور اخلاص میں برکت عطا فرمائے۔

میں تو بہت گناہگار، سیہ کار ہوں۔ میرے حق میں خصوصی دعا فرمایا کریں کہ ایمان و عشق نصیب ہو جائے، پریشانیاں، مشکلیں اور مسائل دور ہو جائیں۔

فقط والسلام

محتاجِ دعا قصوری



مکتوب علامہ محمد منشاء تابش قصوری

۱۲/دسمبر ۲۰۰۹ء

محترم ومکرم محمد ناظم بشیر نقشبندی زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہ۔مزاج گرامی!

مرسلہ کتاب مستطاب وصول پائی ،حضرت الحاج صوفی محمد سرور صاحب علیہ الرحمۃ کے احوال وآثار کو تذکار کی صورت میں شائع کر کے آپ نے حق خدمت ادا کرنے کی باحسن وجوہ کوشش فرمائی حضرت صوفی صاحب کے لئے ان کے مرشد ارشد شیخ المشائخ حضرت الحاج صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مجددی نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ کے کلمات طیبات سند کی حیثیت رکھتے ہیں جو ان کی وسعت قلبی پر دال ہیں۔

کیا ہی اچھا ہو کہ آئندہ ایڈیشن میں حضرت مجدد الف ثانی حضرت شیر ربانی ،حضرت ثانی لا ثانی علیہم الرحمۃ اور حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب مدظلہ العالی کے احوال و ملفوظات کو شامل کر کے کتاب کے وزن و وقار میں اضافہ کر کے کتاب کو مزید برکات کا باعث بنائیں ،راقم الحروف سے حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کی جب بھی ملاقات ہوئی تو انہوں نے محبت والفت اور تواضع وخلوص کا مظاہرہ فرمایا۔مرحوم نے بڑی متانت اور خاموشی سے تحریک وتعلیمات مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی نشر واشاعت میں ممتاز ومنفرد کردار سر انجام دیا جو حقیقتاً آپ کے مرشد گرامی حضرت میاں جمیل احمد صاحب۔مدظلہ کے فیضان کا کرشمہ ہے دعا ہے۔اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نبی کریم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے آپ حضرات کو ان کے پر خلوص مشن کو پھیلانے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین۔فقط والسلام مع الاکرام: تابش قصوری

ختمات

اللہ کریم جل جلالہٗ نے حصول اطمینان کے لیے اپنے ذکر کو بطور آخری علاج تجویز فرمایا ہے اور قیامت تک نوع انسانی کے لیے کسی قسم کی بے چینی اور اضطراب میں راحت وسکون کو اپنے ذکر میں پنہاں رکھا ہے۔ عصر حاضر میں میڈیکل سائنس اگر چہ کمالات کے عروج پر سمجھی جا رہی ہے لیکن اب تک وہ انسان کو قلبی وروحانی سکون دینے سے قاصر ہے۔

ہاں اگر یہ کہا جائے کہ نیند آور ادویات، ریفریشمنٹ کے نام پر کسی قسم کے غیر شرعی مشاغل انسان کو سکون دے سکتے ہیں تو وہ محض دھوکہ ہے۔ اطباء اگر چہ انسانی جسم کو درپیش تکلیفات کے حوالے سے اپنی ریسرچ اور علم کو بروئے کار لاتے ہیں لیکن سکون قلب کے فراہم کرنے کے لیے وہ بھی پریشان دکھائی دیتے ہیں۔

حیرت ہے انسان اپنے شعور کو استعمال کرنے میں بھی بخیل ہے اس کا اعتماد فرمانِ خدا سے اُٹھ گیا ہے۔ اللہ کریم جل شانہٗ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ۔[۱]

آگاہ رہو کہ اللہ کی یاد ہی سے دلوں کو سکون ملتا ہے

حکیم مطلق کی طرف سے اتنی بڑی بشارت اور سند ملنے کے بعد بھی اے انسان تجھے کیا ہو گیا ہے؟ تیرے شعور نے یہ ترقی کی ہے کہ خالق کی بجائے مخلوق سے وابستہ

۱۔ سورۃ الرعد: ۲۸

ہو گیا ہے۔ کیوں تو نے ذلت کا راستہ اختیار کر لیا ہے؟ لوٹ جا اس طرف جدھر تجھے حقیقت میسر ہے۔ نہ ظلم کر اپنے نفس پر۔ افسوس تو نے ادویات اور غیر شرعی مشاغل سے سکون کی امیدیں لگا لیں ہیں۔ خدارا اپنے آپ پر رحم کریں۔

عصر حاضر میں یہ بات بھی مشاہدہ میں آ رہی ہے کہ انسانی فکر بے عملی سے چھٹکارا حاصل کرنے میں انتہائی کمزور ہوتی جا رہی ہے اور وہ تلاش میں ہے ایسے مسیحا کی جو عمل کی بات کو نہ چھیڑے۔ بس کچھ ایسا کرے کہ تمام مسائل اور پریشانیاں جلد از جلد حل ہو جائیں۔ کس قدر ذہنی پستی کا عالم ہے کہ جو انسان احکام خدا اور شریعت مصطفیٰ ﷺ کا باغی ہو اس سے اپنے مسائل کا حل چاہنا کم عقلی نہیں تو اور کیا ہے۔

دراصل Short Cut راستوں کی تلاش نے انسان کو گمراہ کر دیا ہے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے یہ تمام حربے مزید پریشانی کا باعث تو بن سکتے ہیں کسی صورت مسائل اور پریشانیوں کا حل نہیں ہو سکتے۔ جڑ جائیں کسی خدا رسیدہ سے، کسی اللہ والے سے، کسی محبّ سرورِ کون و مکاں ﷺ سے کیوں کہ گروہ اولیاء کی یہ جماعت اس حقیقت پر پہنچ چکی ہے جس کا تقاضا قرآن اور فرمان صاحب قرآن ﷺ کر رہا ہے۔ وہ کیا حقیقت ہے آیئے دیکھیے اس نور کی روشنی میں جو آسمان سے ہدایت بن کر اترا۔ اللہ جل شانہٗ ارشاد فرمایا ہے:

یـا ایھـا الذین آمنوا اذْکُرُ اللّٰہَ ذِکْراً کثیراً وَسبحُوْہُ بُکْرَۃً و اَصیلاً۔[۱]

۱۔ سورۃ الاحزاب: ۴۱، ۴۲

اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح
بیان کرو

مفسر قرآن علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کثرت ذکر کا مفہوم بیان کرتے ہوئے
رقمطراز ہیں

اَلذِّکْرُ الْکَثِیْرُ مَاجَرَی عَلَی الْاخلاصِ مِنَ الْقلبِ
وَالْقَلِیْلُ مَایَقَعُ عَلٰی حُکْمِ النِّفَاقِ کَالذِّکْرِ بِاللِّسَانِ.

ذکر کثیر اس ذکر کو کہتے ہیں جو اخلاص وللٰہیت سے جاری ہو اور
ذکر قلیل اس ذکر کو کہتے ہیں جو زبان سے ہو اور نفاق سے آلودہ
ہو۔

عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ترجمہ: [1]

''اور آپ ﷺ کی کہی ہوئی بات اللہ ہی کی بات ہوتی ہے
اگرچہ محمد بن عبداللہ کے حلق سے نکلی ہو''

ا۔ مثنوی مولوی معنوی از عارف باللہ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

ذکر الٰہی سے قرب الٰہی کی منزلیں طے ہوتی ہیں اور قرب الٰہی کے ثمرات سے ہے کہ جلال و جمال الٰہی کا نور اس کے اعضاء وجود میں سرایت کر جاتا ہے پھر اس کا حکم خدائی حکم کہلاتا ہے۔

اقبال فرماتے ہیں:

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفرین کار کشا کار ساز

اللہ کریم جل شانہٗ کا یہ ازلی وعدہ ہے:

فَاذْکُرُوْنِی اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْلِیْ وَلَاتَکْفُرُوْن۔[1]

تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور تم میرا شکر ادا کرو اور میری نافرمانی نہ کرو

علمائے تفسیر اس آیت کے ضمن میں ذکر فرماتے ہیں:

اُذْکُرُوْنِیْ بِطَاعَتی اَذْکُرْکُم بِرَحُمَتِی
تم مجھے میری اطاعت سے یاد کرو میں تمہیں اپنی رحمت سے یاد کروں گا

اُذْکُرُوْنِی بالدُّعَاءِ اَذْکُرْکُمْ بالْاِجَابَۃِ والْاَحُسَانِ
تم مجھے دعا سے یاد کرو میں تمہیں قبولیت اور کرم سے یاد کروں گا

اُذْکُرُوْنِیْ بالثَّنَاءِ و الطَّاعَۃِ اَذْکُرْکُمْ بالثَّناءِ و النِّعْمَۃِ

۱۔ سورۃ البقرہ: ۱۵۲

تم مجھے حمد وثناء اور اطاعت سے یاد کرو میں تمہیں ذکر خیر اور انعام واکرام سے یاد کروں گا

اُذْکُرُوْنِی فِی الدُنْیَا　　اَذْکُرْکُم فِی الآخِرَۃِ

تم مجھے دنیا میں یاد کرو　　میں تمہیں آخرت میں یاد کروں گا

اُذْکُرُوْنِی فِی الْخَلَوٰتِ　　اَذْکُرْکُم فِی الفَلَوٰتِ

تم مجھے خلوت کدوں میں یاد کرو　　میں تمہیں وسیع جلوتوں میں یاد کروں گا

اُذْکُرُوْنِی فِی الرّخَاءِ　　اَذْکُرْکُم فِی الْبَلاء

تم مجھے خوشحالی میں یاد کرو　　میں تمہیں مصیبت میں یاد کروں گا

اُذْکُرُوْنِی بِمُجَاھَدَتی　　اَذْکُرْکُم بِھِدَایَتِی

تم مجھے جہاد ومجاہدہ سے یاد کرو　　میں تمہیں منزل مقصود تک پہنچا کر یاد کروں گا

اُذْکُرُوْنِی باالصِّدقِ و الْاِخْلاص　　اَذْکُرْکُم بِالخَلاص ومَزِیْدِ الْاِ خْتِصَاصِ

تم مجھے صدق واخلاص سے یاد کرو میں تمہیں مصائب سے چھٹکارا دلا کر اپنا مزید مقرب بنا کر یاد کروں گا۔

اُذْکُرُوْنِی بِالرّبُوْبِیَّۃِ فِی الْفَاتِحَۃِ　　اَذْکُرْکُم بِالرَّحْمَۃِ والْعُبُوْدِیَّۃِ فِی الْخَاتِمَۃِ

ہر کام شروع کرتے وقت تم میری ربوبیت کا اقرار کر کے مجھے یاد کرو تو کام کے اختتام پر میں تمہیں اپنی رحمت اور عبودیت کا مزہ دیکر یاد کروں گا۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الشَّیْطٰنَ واضعٌ خَطمَہٗ فِی قَلبِ ابنِ آدمَ فَاِذَاذَکَرَ
خَنَسَ وَاِذَ نَسِیَ الْتَقَمَ قَلْبَہٗ

یقیناً شیطان اپنی چونچ فرزند آدم کے دل میں رکھے ہوئے ہے
جب انسان ذکر الٰہی کرتا ہے تو یہ شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور
جب انسان ذکر الٰہی بھول جاتا ہے تو شیطان اس کے دل سے
اثرات خیر نگلنا شروع کر دیتا ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

اِنَّ فی الجَسَدِلَمُضُغَةً اِنُ صَلُحَتُ صَلُحَ الُجَسَدُ کُلُّهٗ
واِنُ فَسَدَتُ فَسَدَ الُجَسَدُ کُلُّهٗ ألا وَهِیَ الُقَلُبُ

انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے وہ ٹھیک ہوجائے تو
سارا جسم ٹھیک ہوجاتا ہے اور اگر وہ خراب ہوجائے تو سارا جسم
خراب ہوجاتا ہے، سنو! وہ دل ہے۔

فرمایا آپ ﷺ نے

لِکُلِّ شَیُئٍ صَقَالَةٌ وَصَقَالةُالُقَلُبِ ذِکُرُاللّٰه

ہر چیز کی صیقل (پالش) ہوتی ہے اور دل کی صیقل اللہ تعالیٰ کا ذکر
ہے

اِنَّ لِکُلِّ شَیُئٍ جِلاءً و اِنَّ جِلاءَ الُقُلُوبِ ذِکُرُاللّٰهِ عزوجل

ہر چیز کی ایک جلا اور رونق ہے اور دل کی جلا اور چمک دمک ذکر
الٰہی ہے۔

احادیث کی روشنی میں ذکر الٰہی کی فضیلت

☆ ذکر الٰہی کرنے والا اللہ کا مطیع و فرمانبردار ہے جبکہ غفلت (اللہ کو فراموش) کرنے والا نافرمانی کا ارتکاب کرتا ہے

☆ بروز قیامت اللہ جل شانہٗ خلوت میں ذکر کرنے اور گریہ کرنے والے کو اپنے سایہ میں جگہ دے گا

☆ جس گھر میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے اس کی مثال زندہ کی ہے اور جس گھر میں ذکر نہ ہوتا ہو اس کی مثال مردہ کی ہے

☆ ذکر الٰہی کی محفلیں جنت کے باغات ہیں

☆ فرشتے ذکر الٰہی کی مجالس میں اترتے ہیں اور وہاں ٹھہرتے ہیں

☆ ذکر الٰہی جنت میں شجر کاری کا سبب بنتا ہے

☆ ذکر الٰہی سے جنت میں محلات تعمیر ہوتے ہیں اور ذکر الٰہی نہ کرنے سے محلات کی تعمیر بھی رک جاتی ہے۔

☆ جب تک ایک آدمی اللہ اللہ کہتا رہے گا قیامت نہیں آئے گی

☆ ذکر الٰہی کرنے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔

☆ خشیت الٰہی سے رونے والا قیامت کے روز عذاب سے محفوظ رہے گا

☆ ذکر الٰہی سے بندہ شیطان سے بچ جاتا ہے اور اپنے رب کی حفاظت میں آجاتا ہے۔

☆ ذکر الٰہی سے خالق کائنات کی معیت حاصل ہوتی ہے۔

☆ غیر ارادی طور پر محافل ذکر میں شرکت کرنے والے کو بھی اللہ کریم بخش دیتا ہے۔

☆ رزق حلال کمانے والا بھی ذکر الٰہی میں مشغول ہوتا ہے

بے ریا عبادت کی فضیلت:

قیامت کے روز لوگ حساب دینے میں مشغول ہوں گے کچھ خوش نصیب لوگوں کو اللہ سبز رنگ کے پر عنایت فرمائے گا وہ اڑیں گے اور جنت کی دیواروں کے اوپر سے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ جنت کے منتظم فرشتے ان سے پوچھیں گے تم کون ہو؟ وہ جواب دیں گے ہم انسان ہیں پھر وہ پوچھیں گے کیا تم حساب وکتاب سے فارغ ہو چکے ہو وہ کہیں گے نہیں ہم سے تو کسی نے حساب لیا ہی نہیں۔ پھر وہ پوچھیں گے کیا تم نے پل صراط عبور کیا وہ جواب دیں گے نہیں وہ فرشتے سوال کریں گے تم نے یہ مرتبہ کیسے پایا؟ وہ جواب دیں گے ہم اللہ تعالیٰ کی بندگی ریا کاری سے بچتے ہوئے چھپ چھپ کر کرتے تھے۔ اللہ نے ہمیں بھی خفیہ طریقہ سے جنت میں داخل فرما دیا۔

درجہ بالا آیات قرآنی، احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ ہر طرح کی فلاح اور کامیابی اپنے خالق ومالک کی یاد میں مضمر ہے۔

اولیاء اللہ کا گروہ ذکر الٰہی کے لذت آشنا ہوتے ہیں اور وہ مخلوق خدا کو اس طرف لگانے کا منصبی فریضہ ادا کرتے ہیں۔ حضرت سرور ملت علیہ الرحمۃ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے ایک درخشندہ ستارے ہیں ان کی ساری زندگی ذکر وفکر الٰہی سے تعبیر رہی۔ آپ بچپن

سے ہی ذکر الٰہی کی لذتوں سے آشنا تھے۔آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے اجازت و خلافت ملنے کے بعد آپ نے سالکان طریقت کو سلسلہ عالیہ کے مجوزہ طریقہ ختمات یعنی ختم خواجگان، ختم مجددیہ اور ختم معصومیہ کی محفل میں شرکت کی ترغیب دلائی اور اس کے لیے اپنے دولت کدہ سے باقاعدہ اس محفل ذکر کا آغاز فرمایا جو وقت گزرنے کے ساتھ لاہور کی کئی مساجد میں منعقد ہونے لگیں۔ بالاخر محفل ذکر کا یہ سلسلہ آپ کے زیر اہتمام جامع مسجد قادریہ شیر ربّانی ۲۱۔ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور میں باقاعدگی سے قائم ہوا اور تا حال یہ سلسلہ جاری ہے اس ہفت روزہ محفل ذکر کو ۲۳ سال ہو رہے ہیں۔(الحمدللہ)

طریقہ محفل ذکر:

اپنے اسلاف کی اقتداء میں حضرت صوفی صاحب ختمات ثلاثہ (ختم خواجگان، ختم مجددیہ اور ختم معصومیہ) کو ایک مجلس کی صورت میں منعقد فرمایا کرتے تھے اس میں احباب کی کم از کم تعداد دس (۱۰) مقرر ہوتی اور اس کے مطابق ختمات کی مجوزہ تعداد کو تقسیم کر لیا جاتا مثلاً اگر ایک ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص کا ورد ہو تو ایک فرد کے حصے سو مرتبہ پڑھنے کا حساب بنتا۔محفل پاک میں عام طور پر کھجوروں کی گٹھلیاں بطور شمارے رکھ دی جاتیں اور شرکائے محفل اس میں سے ۱۰،۱۰ اشمارے پڑھنے کے لیے چُن لیتے۔

یاد رہے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں ذکر خفی کو ترجیح دی جاتی ہے۔یہاں صاحب مجلس کا بلند آواز میں پڑھنا اس لیے ہے کہ دیگر شرکائے مجلس کو معلوم ہو سکے کہ کیا ورد کیا جا رہا ہے۔باقی تمام شرکاء کے لیے لازم ہوتا ہے کہ وہ کلمات مقدسہ بلند آواز سے نہ پڑھیں بلکہ ساتھ ساتھ آہستگی سے منہ میں پڑھیں۔

ختم خواجگان

حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ نے فرمایا خواجہ ہائے نقشبند جن کا ختم مشہور ہے سات ہیں:

☆ خواجہ عبدالخالق غجدوانی

☆ خواجہ عارف ریوگری

☆ خواجہ محمود انجیر فغنوی

☆ خواجہ عزیزان علی رامتینی

☆ خواجہ بابا سماسی

☆ خواجہ امیر کلاں

☆ خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند قدس اللہ اسراہم

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی علیہ الرحمۃ ختم خواجگان کرواتے تھے اور اس میں شرکت اہتمام سے کرتے تھے (مقامات معصومی ۱۷۸/۲)

﴿طریقۂ ختم خواجگان﴾

۱۔	سورۃ الحمد مع بسم اللہ	سات بار
۲۔	دورد شریف (درود خضری)	ایک سو مر بار
۳۔	سورۃ الم نشرح مع بسم اللہ ہر دفعہ	اناسی ۷۹ بار
۴۔	سورۃ الاخلاص یعنی قل ہو اللہ مع بسم اللہ ہر دفعہ	ایک ہزار ۱۰۰۰ بار

۵۔ سورۃ الحمد مع بسم اللہ — سات بار

۶۔ درود شریف (درود خضری) — ایک سو۱۰۰بار

۷۔ یَاقَاضِیَ الْحَاجَاتِ — ایک سو۱۰۰بار

۸۔ یَاکَافِیَ الْمُھِمَّاتِ — ایک سو۱۰۰بار

۹۔ یَادَافِعَ الْبَلِیَّاتِ — ایک سو۱۰۰بار

۱۰۔ یَارَافِعَ الدَّرَجَاتِ — ایک سو۱۰۰بار

۱۱۔ یَاشَافِیَ الْاَمْرَاضِ — ایک سو۱۰۰بار

۱۲۔ یَامُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ — ایک سو۱۰۰بار

۱۳۔ یَامُحَلِّلَ الْمُشْکِلَاتِ — ایک سو۱۰۰بار

۱۴۔ یَامُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ — ایک سو۱۰۰بار

۱۵۔ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ — ایک سو۱۰۰بار

فضائل

☆بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامی آداب معاشرت میں بسم اللہ (الخ) کو اہم مقام حاصل ہے ہمیں ہمارے ہادی و مرشد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ سبق دیا ہے کہ ہر کام بسم اللہ (الخ) سے شروع کرو بلکہ یہاں تک فرمایا کہ دروازہ بند کرو تو اللہ کا نام لیا کرو، دیا بجھاؤ تو اللہ کا نام لیا کرو، اپنے برتن ڈھانپو تو اللہ کا نام لیا کرو، اپنی مشک کا منہ باندھو تو اللہ کا نام لیا کرو''

مقصد یہ کہ ہر کام چھوٹا ہو یا بڑا، کرتے وقت انسان اپنے کارساز حقیقی کا نام لینے کا خوگر ہو جائے تا کہ اس کی برکت سے مشکلیں آسان ہوں۔ اُس کی تائید نصرت پر اس کا توکّل پختہ ہو جائے۔ نیز جب اسے ہر کام شروع کرتے وقت اللہ کے نام لینے کی عادت ہو جائے گی تو وہ ہر ایسا کام کرنے سے رک جائے گا جس میں اس کے رب تعالیٰ کی ناراضگی ہو۔

☆ سورة الفاتحه:

یہ وہ مختصر لیکن حقائق اور معانی سے لبریز، دل نشین و دل آویز جلیل القدر سورت ہے جس سے اس مقدس آسمانی کتاب کا آغاز ہوتا ہے۔ جس نے تاریخ انسانی کا رخ موڑ دیا۔ کتب تفاسیر میں اس سورۃ کے متعدد نام آئے ہیں

☆**الفاتحة:** رحمت و حکمت کے دروازے کھولنے والا

☆**فاتحة الكتاب:** قرآن حکیم کے سربستہ رازوں کی کلید

☆**اُمّ القرآن :** حقائق قرآنی کا ماخذ و منبع

☆**السّبع المثانی:** بار بار دُہرائی جانے والی سات آیات

☆**الشفاء:** جسمانی اور روحانی بیماریوں کا تریاق

☆**الکنز:** نہ ختم ہونے والے خزانہ

☆**الحمد:** اللہ رب العالمین کی تعریف وثنا کے شگفتہ پھولوں سے مزین سورۃ

☆**الاستعانت:** مسبب الاسباب کی طرف متوجہ ہونے کا سبق دینے والی سورۃ

☆**المنجیه:** اس ذات بابرکات کی بندگی میں زندگی گزارنے والوں کے لیے نجات کا پیغام

☆**الدعا:** اپنے مہربان پروردگار کے حضور التجا اور دعا سکھانے والی سورۃ

☆**المناجات:** عبد و معبود میں راز و نیاز اور تعلق جوڑنے والی سورۃ مبارکہ

☆**الھدایات:** جنت کا راستہ دکھانے والی بڑی ہی پیاری سورۃ

آپ ﷺ نے فرمایا یہ دو تہائی قرآن کے برابر ہے (بیہقی)۔اس سورۃ میں اتنی جامعیت ہے کہ نفس مضمون کے حوالے سے یہ قرآن حکیم کے دو تہائی مضامین کا خلاصہ ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھایا اور فرمایا آج ہی پہلی مرتبہ آسمان کا یہ خاص دروازہ کھلا ہے اور اس دروازے سے افضل ترین چیز مجھے دی گئی ہے وہ سورۃ الفاتحہ ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص سورۃ الفاتحہ کسی مریض پر ۴۱ مرتبہ پڑھ کر دم کرے تو اسے شفاء ہو۔

ایک صحابی (رضی اللہ عنہ) کو بچھو نے کاٹ لیا تو انہوں نے سورۃ الفاتحہ پڑھ کر دم کیا تو وہ شفایاب ہو گئے۔

☆درود خضری:

درود پاک ایک انمول نعمت ہے جس کی فضیلت بے پناہ ہے۔چند احادیث مبارکہ حسب ذیل ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

☆ جس نے مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اور اس

کے دس گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کے درجات بلند کر دیتا ہے۔

☆ قیامت کے روز وہ شخص میرے سب سے قریب ہوگا جس نے مجھ پر اکثر درود پاک پڑھا ہوگا۔

☆ جس نے دن بھر میں مجھ پر ہزار بار درود پاک پڑھا وہ مرے گا نہیں جب تک کہ وہ جنت میں اپنی آرام گاہ نہ دیکھ لے گا۔

☆ مجھ پر درود پاک پڑھنے والے کو پل صراط پر عظیم نور عطا ہوگا اور جس کو پل پر نور عطا ہوگا وہ اہل دوزخ سے نہ ہوگا۔

☆ جو شخص مجھ پر ہر دن اور ہر رات کو تین تین مرتبہ میری محبت اور میری طرف شوق کی وجہ سے درود پاک پڑھے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کے اس دن اور رات کے گناہ بخش دے۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اس میں سے کچھ بھی اوپر نہیں جاتا یہاں تک کہ رسول اللہ کی بارگاہ میں ہدیہ درود پیش نہ کیا جائے۔

☆ جو مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھے اس کے لیے اللہ تعالیٰ ایک قیراط اجر لکھتا ہے اور قیراط احد پہاڑ جتنا ہے۔

☆ بندہ جب تک مجھ پر درود پاک پڑھتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس پر رحمتیں نازل کرتے رہتے ہیں اب تمہاری مرضی ہے کہ تم مجھ پر درود پاک کم پڑھو یا زیادہ۔

☆ جو مجھ پر درود پاک پڑھتے ہیں قیامت کے دن میں اس کا شفیع بنوں گا۔

☆ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ جب وہ دربارِ الٰہی میں حاضر ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہو اسے چاہیے کہ مجھ پر درود پاک کی کثرت کرے۔

☆ تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درود پاک پڑھتے رہا کرو بے شک تمہارا درود میرے پاس پہنچتا ہے۔

کیونکہ ان ختمات نقشبندیہ میں درود خضری پڑھا جاتا ہے اس حوالے سے اس کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

یہ درود اولیاء اللہ کے اکثر معمول میں رہا ہے۔ بے شمار اولیاء نے اسے پڑھا ہے خاص کر حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ عارف کامل کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ یہ درود کثرت سے پڑھا کرتے تھے اور مریدین کو بھی یہی درود پڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے کیونکہ یہ درود الفاظ کے لحاظ سے مختصر ہے مگر معنی کے لحاظ سے جامع ہے۔ اس درود پاک کے فوائد بے پناہ ہیں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے اس درود کو پڑھنے والا حضور ﷺ کا محبوب غلام بن جاتا ہے اور دین و دنیا میں اسے کسی چیز کی کمی نہیں رہتی اور سکون قلب کی دولت سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ بزرگانِ چورہ شریف حضرت بابا فقیر محمد چوراہی اور ان کے سجادہ نشین حضرات کے معمول میں یہی درود کثرت سے پڑھا جاتا ہے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ

رحمت فرمائے اللہ اپنے حبیب ہمارے سردار محمد ﷺ پر ان کی اولاد اور ان کے اصحاب پر اور (ان تمام پر) سلامتی ہو

☆سورۂ الم نشرح

جہاں کہیں بھی قحط سالی ہو جائے وہاں اس سورۃ کے ورد سے ہریالی ہو جاتی ہے۔خشک سالی ختم ہو جاتی ہے اور لوگ خوشحال ہو جاتے ہیں۔

(ارشادات حضرت سرور ملت رحمۃ اللہ علیہ)

☆سورۂ اخلاص

اگر چہ یہ سورۃ چار آیات پر مشتمل ہے لیکن اپنی عظمت شان کے باعث اس کو ایک بار پڑھنے سے دس پاروں کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے۔

علمائے تفسیر نے اس سورۂ مبارکہ کے بہت سے نام ذکر فرمائے ہیں چند ایک حسب ذیل ہیں:

☆**سورۂ توحید** : کیونکہ اس میں عقیدہ توحید کو بڑی جامعیت اور دلکش انداز میں بیان کیا گیا ہے

☆**سورۂ نجات**: اس کے ذریعہ انسان کو کفر وشرک کی آلودگیوں سے نجات حاصل ہوتی ہے نیز عذاب جہنم سے رستگاری کا ذریعہ ہے۔

☆**سورۂ مقشقشہ** :قشقشہ کہتے ہیں بیماری سے شفایاب ہو جانا۔اس سورت کے ذریعے کیونکہ کفر وشرک کے مرض سے شفا نصیب ہوتی ہے اسی لیے اسے مقشقشہ کہا گیا ہے۔

☆**سورۂ الاساس** : کیونکہ ایمان وعمل کا قصر رفیع توحید کی بنیادوں پر تعمیر ہوتا ہے

اسکے بغیر اعلیٰ عمل بھی بے معنی اور بے سود ہے۔

☆**سورۂ المانعہ:** یہ اپنے قاری کو عذاب دوزخ سے بچا دیتی ہے

☆**سورۂ النور :** اس کی ضیاء پاشیوں سے مومن کے دونوں جہان روشن ہو جاتے ہیں اس کے ذہن اور اس کے دل دونوں میں اجالا ہو جاتا ہے۔

☆**سورۂ الامان:** اس سورت پر ایمان رکھنے والے کو خداوندِ ذوالجلال کے قہر و غضب سے امان مل جاتی ہے

☆**سورۂ الاخلاص :** اس سورت کے متعدد ناموں میں سے یہ اس کا مشہور ترین نام ہے کیونکہ توحید خالص کا مضمون پوری فصاحت سے اس میں مذکور ہے گویا یہ نام اس سورت کے لیے بطور علامت مستعمل نہیں ہوا بلکہ اس کے مضامین و مطالب کا ایک جامع عنوان ہے۔

اس سورۂ مبارکہ کی مزید اہمیت اور فضیلت کو چند ارشادت نبوی ﷺ کی روشنی دیکھا جا سکتا ہے۔

> ''حضرت ابوھریرہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک روز صحابہ کو حکم دیا کہ اکھٹے ہو جاؤ میں تمیں ایک تہائی قرآن سناؤں گا چنانچہ لوگ جمع ہو گئے حضور ﷺ تشریف لائے سورۂ اخلاص کی تلاوت فرمائی اور حجرہ مبارکہ میں تشریف لے گئے لوگ کہنے لگے حضور ﷺ نے تو فرمایا تھا کہ میں تمہیں ایک تہائی قرآن سناؤں گا اور آپ ﷺ صرف ایک سورت سنا کر

تشریف لے گئے ہیں۔ حضور نے واپس آ کر فرمایا کہ میں نے تمہیں یہی کہا تھا کہ میں تمہیں ایک تہائی قرآن سناؤں گا۔ کان کھول کر سن لو یہ سورۃ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے''

اس سورۃ کو قرآن کریم کی ایک تہائی کہنے کی کئی وجوہات علماء نے ذکر کیں ہیں سب سے بہتر یہ ہے کہ قرآن میں تین چیزوں پر پوری توجہ صرف کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان، رسالت پر ایمان اور روز قیامت پر ایمان۔ اس سورت میں توحید کا ذکر کیا گیا ہے جو ان تین چیزوں میں سے ایک ہے اس لیے اس قرآن کی ایک تہائی فرمایا گیا۔

ایک دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر تھے کہ ابوذر غفاری آ گئے۔ جبرائیل نے عرض کی کہ یہ ابوذر ہیں جو آ رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کیا تم ملائکہ ابوذر کو پہچانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ وہ یہاں سے زیادہ ہمارے ہاں مشہور ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا کس وجہ سے انہیں یہ فضیلت ملی ہے۔ انہوں نے عرض کی ایک تو یہ اپنے آپ کو اپنے دل میں چھوٹا سمجھتے ہیں دوسرا قل ھو اللہ احد کی کثرت سے قرآءت کرتے ہیں''

''سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں اپنے فقر اور تنگ دستی کی

شکایت کی۔حضورﷺ نے اسے فرمایا کہ جب تم اپنے گھر میں داخل ہو اگر وہاں کوئی موجود ہوتو اسے سلام کہواور اگر کوئی موجود نہ ہوتو مجھ پر سلام بھیجو اور پھر ایک مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھواس آدمی نے حسب ہدایت عمل کیا اللہ تعالیٰ نے اسے اتنا وافر رزق عطا فرمایا کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو بھی مستفید کرنے لگا ''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات عالیہ کی روشنی میں سورۃ الاخلاص کے فضائل حسب ذیل ہیں:

☆اس سورۃ کو محبوب رکھنے والے کو اللہ کریم بھی محبوب رکھتا ہے

☆اس سورۃ کی محبت جنت میں داخلے کا باعث ہوگی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ختم مجددیہ

یہ ایسا مبارک وظیفہ ہے کہ سیدنا امام ربّانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر دینی و دنیاوی خیر کو حاصل کرنے اور ہر دینی و دنیاوی شر اور ہر مصیبت، ہر پریشانی سے بچنے کے لیے اس کو اختیار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اسے کثرت سے پڑھا جائے۔ آپ نے کثرت کی مقدار حد روزانہ مقرر کی ہے اور فرمایا کہ اول آخر سو سو بار درود پاک ہی پڑھا جائے۔ (تفسیر مظہری، ص:۳۲۱)

﴿طریقۂ ختم مجددیہ﴾

۱۔	درود شریف (درود خضری)	سو ۱۰۰ بار
۲۔	لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِااللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ	پانچ ۵۰۰ بار
۳۔	درود شریف (درود خضری)	سو ۱۰۰ بار

فضائل

چند احادیث کی روشنی میں **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** کے فوائد حسب ذیل ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

☆**لاحول ولا قوۃ الا باللہ** ننانوے بیماریوں کی دوا ہے ان میں سے چھوٹی بیماری پریشانی ہے۔

☆اے ابوموسیٰ کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ پر مطلع نہ کروں میں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ، فرمایا یہ خزانہ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** ہے

☆**لاحول ولا قوۃ الا باللہ** پڑھو کیونکہ یہ چیز عرش کے خزانوں میں سے ہے۔

☆**لاحول ولا قوۃ الا باللہ** کثرت سے پڑھنے سے فقر وفاقہ اور تنگدستی دور ہو جاتی ہے

☆ جنت میں باغ لگانے کا ذریعہ ہے

☆ جو شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا کرے اور وہ بندہ چاہتا ہو کہ یہ نعمت میرے پاس ہمیشہ رہے وہ کثرت سے **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** پڑھے۔

☆ جو شخص اپنی مرض موت میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھے اور وہ بندہ اِسی بیماری میں فوت ہو جائے تو اسے نار جہنم سے کوئی سروکار نہ ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ختم معصومیہ

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ اپنے معمولات میں یہ پڑھتے تھے جو کتاب اذ کار معصومیہ میں درج ہے۔اس طرح مقامات معصومی کی فصل معمولات حضرت خواجہ میں بھی یہ کلمات کئی بار آئے ہیں۔(مقامات معصومی، جلد دوم ۱۶۱ تا ۲۳۶)

حضرت خواجہ کے صاحبزادگان اور خلفاء ختم خواجگان کا اہتمام کرتے اور حضرت خواجہ کے ختم کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔مقامات معصومی کی جلد دوم کے ابواب اور حالات صاحبزادگان و خلفاء میں بار بار اس امر کا ذکر آیا ہے۔حضرت خواجہ کی اولاد ہی سے خواجہ فضل احمد پشاوری ربیع الاوّل میں ختم معصومی کا خاص اہتمام کرتے تھے (تحفۃ المرشد)

﴿طریقۂ ختم معصومیہ﴾

۱۔ درود شریف (درود خضری) سو ۱۰۰ بار

۲۔ لاالہ الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین پانچ ۵۰۰ بار

۳۔ درود شریف (درود خضری) سو ۱۰۰ بار

فضائل

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''حضرت ذوالنون (یونس علیہ السلام) کی وہ دعا جو مچھلی کے شکم میں انہوں نے کی تھی جو مسلمان جس مشکل میں ان الفاظ سے دُعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے گا''

ایک اور حدیث میں وارد ہے:

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ سے پوچھا کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتادوں کہ جب تمہیں کوئی غم اور مصیبت لاحق ہو اور تم اس سے بارگاہ الٰہی میں التجا کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری مشکل آسان فرمادے۔ صحابہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول ضرور ارشاد فرمایئے تو حضور ﷺ نے یہی دعا ارشاد فرمائی''

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

کوئی معبود نہیں سوائے تیرے پاک ہے تو بے شک میں ہی قصورواروں سے ہوں

ان ختمات کے مکمل ہونے کے بعد ختم شریف پڑھا جاتا ہے اور خاص طور درود تاج کی تلاوت کی جاتی ہے۔ بلغ العلی بکمالہ کے اشعار پڑھنے کے بعد باقاعدہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا درج ذیل شجرہ منظومہ پڑھا جاتا ہے اور آخر میں ایصال ثواب کرنے کے بعد دعا کی جاتی ہے

شجرۂ طیّبہ

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب

ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

بخش دے یا رَب تجھے اپنی سخا کا واسطہ

رحم فرما شافع روز جزا کا واسطہ

صدق دے مجھے صدیق اکبرؓ کے لیے

فقر دے سلمانؓ محبوب پیمبرؐ کے لیے

حضرت قاسمؒ کا صدقہ میری بگڑی کو بنا

حضرت جعفرؒ کا صدقہ دے میرے دل کو ضیاء

رکھ مجھے باعافیت بہر جناب بایزیدؒ

بوالحسنؒ کا واسطہ دے مجھ کو نصرت کی نوید

بوعلیؒ کا واسطہ کر دے میری مشکل کو حل

دے مجھے علم طریقت اور توفیق عمل

بہر یوسفؒ قید غم سے دہر میں آزاد کر

عبدالخالقؒ کے لیے عقبیٰ میں مجھ کو شاد کر

حضرت عارفؒ کے صدقہ میں مجھے عرفان دے

حضرت محمودؒ کا صدقہ مجھے ایمان دے

واسطہ خواجہ علیؒ کا فقر درویشانہ دے
واسطہ باباسماسیؒ کا دل دیوانہ دے

اے خدا بہر جناب شیر حق میر کلالؒ
حرص دنیا کو میرے بتخانہ دل سے نکال

دے مجھے صبر و رضا صدقہ بہاوالدینؒ کا
کر مجھے صحت عطا صدقہ علاو الدینؒ کا

دے میرے دل کو سکون یعقوب چرخیؒ کے طفیل
حضرت احرارؒ کا صدقہ دھو دے دل کا میل

حضرت زاہدؒ کے صدقے میں مجھے زاہد بنا
حضرت درویشؒ کے صدقہ میں دے فقر و غنا

خواجہ امکنگیؒ کا صدقہ داغِ عصیاں کو مٹا
حضرت باقیؒ کا صدقہ دے بقا بعد الفنا

شیخ احمدؒ کے لیے غیروں کی منت سے بچا
صرف اپنا ہی مجھے محتاج رکھ اے کبریا

کھول دے دل کی کلی بہر سعیدؒ نامدار
تاکہ میرے گلشنِ امید میں آئے بہار

حضرت معصومؒ کا صدقہ دکھا کوئے رسولؐ
بس رہی ہے جس سے اب تک بوئے گیسوئے رسولؐ

واسطہ عبدالاحدؒ کا مالک ارض و سما
کر مجھے ایمان اور توحید کی دولت عطا

اے خدا بہر جناب خواجہ حنفیؒ پارسا
وقت آخر نزع کی تکلیف سے مجھے بچا

بخش شیخ محمدؒ کے لیے میری خطا
واسطہ خواجہ ذکیؒ کا اپنی الفت کر عطا

واسطہ خواجہ زماںؒ کا دے مجھے ذوق فنا
بہر احمدؒ قبر میں ہو نور احمدؐ کی ضیاء

اے خدا بہر جناب خواجہ حاجی شاہ حسینؒ
دے میرے بے چین دل کو دین اور دنیا میں چین

حشر میں ہو جب تیرے دربار میں میرا قیام
ہاتھ میں ہو میرے دامانِ نبیؐ بہر امامؒ

بہر حضرت میر صادقؒ صاحبِ صدق و صفا
سرخرو رکھ دو جہاں میں مجھ کو اے میرے خدا

واسطہ یارب تجھے خواجہ امیرالدینؒ کا
دے مجھے علم و حیاء، رزق و شفا، صبر و غنا

واسطہ دیتا ہوں یارب تجھے اس نام کا
جو ہمیشہ تیری محبوبی کے گُن گاتا رہا

عشق میں جس کے دل حسرت زدہ دیوانہ ہے
شرقپور اب جس کے باعث نور کا کاشانہ ہے

اے خدا کیا نام پیارا ہے تیرے محبوب کا
حضرت شیر محمدؒ صاحبِ جُود و سخا

قطبِ دَوراں شیخِ عالم ہادیٔ راہ صفا
نائبِ شمسِ الضحیٰ بدر الدجےٰ صدر العُلیٰ

اے خدا صدقہ میاں صاحب کے نامِ پاک کا
حشر میں ہم عاصیوں کو ظلِّ رحمت میں چھپا

واسطہ یارب تجھے حضرت غلام اللہؒ کا
تابع احکام کر مجھے کلام اللہ کا

حضرت ثانیؒ کا صدقہ اے رب قدیر
کر میرے سینے کو انوارِ نبی سے مستنیر

بہر حضرت ثانی لاثانی جناب قبلہ گاہ
ہم سیاہ کاروں کو اپنی رحمتوں میں دے پناہ

ثانی اثنین کے صدقہ میں اے رب جلیل
دو جہاں کی زندگی ہو زیر دامان جمیل

یاالٰہی بہر جناب غلام سرورؒ، صوفی ٔباصفا
کر عطا ہم کو بھی حق گوئی اور توفیق عمل بے ریا

اے خدا صدقے میں ان ناموں کے دل کو شاد کر
کفر کو برباد کر اسلام کو آباد کر

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِحُرْمَةِ هٰذِهِ الْاَسْمَآءِ كُلِّهَا رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَ قِنَاعَذَابَ النَّارِ ط وَ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ وَ نُورِعَرْ شِهٖ سَیِّدِنَا وَ مُوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَ صْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ط

جامع مسجد قادریہ شیر ربّانی ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیامزنگ سمن آباد لاہور میں منعقدہ

247 ماہانہ محافل میلاد کا ریکارڈ

نوٹ: جن تقاریر کا ریکارڈ محفوظ نہیں اسکے لیے ☆ کا نشان دیا گیا ہے

نمبر شمار	عنوان	مقرر	تاریخ
1	☆	پروفیسر راغب الیاس شاہ صدارتی خطبہ ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی	10-90
2	☆	ایضاً	11-90
3	☆	ایضاً	12-90
4	☆	ایضاً	1-91
5	☆	ایضاً	2-91
6	☆	ایضاً	3-91
7	☆	ایضاً	4-91
8	☆	ایضاً	5-91
9	☆	ایضاً	6-91
10	☆	ایضاً	7-91
11	☆	ایضاً	8-91
12	☆	ایضاً	9-91
13	☆	ایضاً	10-91
14	☆	ایضاً	11-91

نمبر شمار	عنوان	مقرر	تاریخ
15	☆	ایضاً	12-91
16	☆	ایضاً	1-92
17	☆	ایضاً	2-92
18	☆	ایضاً	3-92
19	☆	ایضاً	4-92
20	اتباع سنت اور حضرت مجدد الف ثانیؒ	سید عبدالرحمٰن بخاری	4-5-92
21	توبہ کی فضیلت اور حقیقت	پروفیسر قاری مشتاق احمد	1-6-92
22	ریکارڈ میں عنوان محفوظ نہیں		7-92
23	واقعہ معراج کے مشاہدات جن کا تعلق اصلاح امت سے ہے	پروفیسر قاری مشتاق احمد	3-8-92
24	ریکارڈ میں عنوان محفوظ نہیں		9-92
25	حضور غوث اعظمؒ کا روحانی تربیتی نظام	پروفیسر قاری مشتاق احمد	5-10-92
26	حضور ﷺ بحیثیت رحمۃ للعلمین	پروفیسر عبدالعزیز خان نیازی	2-11-92
27	سیدنا صدیق اکبرؓ کا روحانی فیضان	سید عبدالرحمٰن بخاری	7-12-92
28	انبیاء علیہم السلام کے عقیدہ کی وضاحت اور حقیقت	پروفیسر قاری مشتاق احمد	4-1-93
29	☆	☆	2-93
30	ماہ رمضان اور تجدید نسبت محمدی ﷺ	سید عبدالرحمٰن بخاری	1-3-93
31	دعا مغز عبادت کیوں ہے؟	پروفیسر قاری مشتاق احمد	5-4-93

نمبر شمار	عنوان	مقرر	تاریخ
32	☆	☆	5-93
33	☆	☆	6-93
34	شمع اہل بیت سید الشہداء حضرت امام حسینؓ کے فضائل	پروفیسر قاری مشتاق احمد	5-7-93
35	حضرت مجدد الف ثانیؒ بارگہ رسول ﷺ میں	سید عبدالرحمٰن بخاری	2-8-93
36	جلوہ اول	پروفیسر قاری مشتاق احمد	6-9-93
37	ہمہ قرآن درشان محمد ﷺ	سید عبدالرحمٰن بخاری	4-10-93
38	نسبت محمدی ﷺ اور اس کے روحانی اثرات	پروفیسر عبدالعزیز خان نیازی	1-11-93
39	جلوہ اول	سید عبدالرحمٰن بخاری	12-93
40	واقعہ معراج میں بنی کریم ﷺ کے مشاہدات	پروفیسر سعید احمد خان	3-1-94
41	خلافت علیٰ منہاج النبوۃ اور اصول آداب	پروفیسر قاری مشتاق احمد	7-2-94
42	بیعت کی ضرورت اور اہمیت	پروفیسر قاری مشتاق احمد	7-3-94
43	اتباع سنت اور حضرت شیر ربانی	حافظ اعتبار احمد خان	4-4-94
44	☆	☆	5-94
45	فضائل اہل بیت اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ	پروفیسر قاری مشتاق احمد	6-6-94
46	مومن کے حقوق و فرائض	پروفیسر عبدالعزیز خان نیازی	4-7-94
47	☆	☆	8-94

نمبر شمار	عنوان	مقرر	تاریخ
48	سیرت طیبہ کا پیغام عصر حاضر کے نام	پروفیسر قاری مشتاق احمد	5-9-94
49	☆	☆	10-94
50	☆	☆	11-94
51	سیدنا صدیق اکبرؓ اور تبلیغ اسلام	پروفیسر قاری مشتاق احمد	5-12-94
52	معجزہ معراج جسمانی	پروفیسر عبدالعزیز خان نیازی	2-1-95
53	دنیا تربیت گاہ۔ آخرت	پروفیسر قاری مشتاق احمد	6-2-95
54	☆	☆	3-95
55	☆	☆	4-95
56	اسلام میں محنت کا تصور (آجر اور اجیر کے باہمی حقوق)	پروفیسر قاری مشتاق احمد	1-5-95
57	عصر حاضر میں جہاد کی ضرورت اور اہمیت	پروفیسر عبدالعزیز خان نیازی	5-6-95
58	عصر حاضر میں دو قومی نظریہ کی ضرورت اور اہمیت مکتوبات امام ربّانی کی روشنی میں	پروفیسر سعید احمد خان	3-7-95
59	☆	☆	8-95
60	☆	☆	9-95
61	طریقت کی ضرورت اور اہمیت	پروفیسر قاری مشتاق احمد	2-10-95
62	☆	☆	11-95
63	تحفہ معراج (نماز)	پروفیسر قاری مشتاق احمد	4-12-95
64	تقلید، حضرت امام اعظمؒ کی شخصیت اور پیروی	پروفیسر قاری مشتاق احمد	1-1-96

نمبر شمار	عنوان	مقرر	تاریخ
65	جہاد کی اہمیت غزوہ بدر کی روشنی میں	پروفیسر قاری مشتاق احمد	5-2-96
66	☆	☆	3-96
67	حج شعائر اسلامی اور اتحاد اسلام کا عظیم مظہر ہے	حافظ اعتبار احمد خان	1-4-96
68	حضرت فاروق اعظمؓ اور اہل بیت اطہار کے باہمی روابط	پروفیسر قاری مشتاق احمد	6-5-96
69	شہادت حضرت امام حسینؓ کا پیغام عصر حاضر کے نام	پروفیسر عبدالعزیز خان نیازی	3-6-96
70	حضرت مجدد الف ثانیؒ کا پیغام عصر حاضر کے نام	سید عبدالرحمٰن بخاری	6-7-96
71	نبی کریم ﷺ بحیثیت رحمۃ للعالمین	پروفیسر قاری مشتاق احمد	5-8-96
72	طریقت کی راہیں کیوں اور کیسے؟ فضائل درود و سلام	پروفیسر قاری مشتاق احمد	7-9-96
73	☆	☆	10-96
74	حضرت ابوبکر صدیقؓ بحیثیت صدیق اکبرؓ	پروفیسر عبدالعزیز خان نیازی	4-11-96
75	☆	☆	12-96
76	☆	☆	1-97
77	☆	☆	2-97
78	☆	☆	3-97
79	☆	☆	4-97

نمبر شمار	عنوان	مقرر	تاریخ
80	☆	☆	5-97
81	☆	☆	6-97
82	☆	☆	7-97
83	☆	☆	8-97
84	دوقومی نظریہ اورتحریک پاکستان	حافظ اعتبار احمد خان	1-9-97
85	☆	☆	10-97
86	عہد صدیقی میں نظام خلافت کی خصوصیات	پروفیسر سعید احمد خان	3-11-97
87	واقعہ معراج: ہفت سمٰوات پر انبیاء کی خصوصی ملاقات کی روشنی میں روزہ جدید میڈیکل سائنس کے تناظر میں	پروفیسر قاری مشتاق احمد سید عبدالرحمٰن بخاری	1-12-97 2-12-97
88	☆	☆	1-98
89	تصوف کی ضرورت اور اہمیت اور آداب شیخ	پروفیسر قاری مشتاق احمد	2-2-98
90	ہمہ قرآن درشان مصطفٰے ﷺ	پروفیسر قاری مشتاق احمد	2-3-98
91	حضرت سیدنا عثمان غنی کی شخصیت اور دینی ملی خدمات	پروفیسر قاری مشتاق احمد	6-4-98
92	حضرت سیدنا فاروق اعظم اور اہل بیت اطہار کے باہمی روابط	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی	5-98
93	☆	☆	6-98
94	دوقومی نظریہ اور حضرت مجدد الف ثانی ؒ کی تحریک احیائے دین کے اثرات	پروفیسر سعید احمد خان	7-98

نمبر شمار	عنوان	مقرر	تاریخ
95	حضرت مجدد الف ثانی اور دوقومی نظریہ	سید عبدالرحمٰن بخاری	1-8-98
96	اسلامی آداب معاشرہ	پروفیسر عبدالعزیز خان نیازی	7-9-98
97	خلافت راشدہ اور حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ	پروفیسر قاری مشتاق احمد	20-10-98
98	امر بالمعروف و نہی عن المنکر قرآن سنت کی روشنی میں	مفتی محمد خان قادری	2-11-98
99	حضرت مجدد الف ثانی کی دینی ملی خدمات	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی	12-98
100	☆	☆	1-99
101	☆	☆	2-99
102	☆	☆	3-99
103	نماز کی ضرورت واہمیت	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی	4-99
104	حیات شہداء	پروفیسر عبدالعزیز خان نیازی	3-5-99
105	اسلام اور خواتین کا کردار	مفتی محمد خان قادری	7-6-99
106	☆	☆	7-99
107	قیامت کی نشانیاں اور دور حاضر	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی	8-99
108	اصلاح معاشرہ قرآن وسنت کی روشنی میں	مفتی محمد خان قادری	6-9-99
109	حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کردار وعمل کے آئینے میں	پروفیسر عبدالعزیز خان نیازی	10-99
110	☆	☆	11-99

نمبرشمار	مقرر	عنوان	تاریخ
111	زکوٰہ کی ضرورت اور اہمیت اور مصارف ہشتگانہ	مفتی محمد خان قادری	6-12-99
112	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور گیارہویں شریف کی حقیقت	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی	1-00
113	حضور علیہ الصلوٰۃ السلام بحیثیت خاتم النّبیین	پروفیسر قاری مشتاق احمد	7-2-00
114	اسلام اور معاشرتی برائیوں کا تدارک	مفتی محمد خان قادری	6-3-00
115	آزمائش انبیاء علیہم السلام اور اصلاح احوالِ امت	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی	4-00
116	شیر ربّانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی	5-00
117	☆	☆	6-00
118	☆	☆	7-00
119	حضرت مجدد الف ثانیؒ کا طریقہ تبلیغ	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی	8-00
120	سورۃ لیل کے مضامین کا تفسیری جائزہ	علامہ سید محمد ظفر اللہ شاہ	4-9-00
121	معراج النبی ﷺ اور اصلاح احوال اُمت	مفتی محمد خان قادری	2-10-00
122	فقہ حنفی کی خصوصیات	پروفیسر عبدالعزیز خان نیازی	6-11-00
123	قرآن وسنت کی روشنی میں روزے کے بنیادی مقاصد	پروفیسر سعید احمد خان	4-12-00
124	معجزات نبوی ﷺ	☆	1-01
125	حضور ﷺ کے امت پر حقوق	مفتی محمد خان قادری	5-2-01
126	سورۃ التین کے مضامین کا تفسیری جائزہ	علامہ سید محمد ظفر اللہ شاہ	5-3-01
127	افضل الجہاد اور حضرت امام حسینؓ	پروفیسر قاری مشتاق احمد	2-4-01

نمبر شمار	عنوان	مقرر	تاریخ
128	احیائے سنت کے حوالے سے مجددی تحریک کا جائزہ	پروفیسر قاری مشتاق احمد	7-5-01
129	احیائے سنت کے حوالے سے مجددی تحریک کا جائزہ	علامہ سید محمد ظفر اللہ شاہ	6-01
130	سورۃ البلد کے مضامین کا تفسیری جائزہ	مولانا محمد شہزاد مجددی سیفی	2-7-01
131	☆	☆	8-01
132	سورۃ الفتح کے آخری رکوع کے مضامین کا تفسیری جائزہ	علامہ سید محمد ظفر اللہ شاہ	3-9-01
133	☆	☆	10-01
134	سورۃ مزمل کے پہلے رکوع کے مضامین کا تفسیری جائزہ	مولانا محمد شہزاد مجددی سیفی	5-11-01
135	معرکہ حق و باطل سورۃ انفال کی روشنی میں	علامہ مفتی ظہور احمد جلالی	3-12-01
136	☆	☆	1-02
137	سورۃ الحجرات کے مضامین کا تفسیری جائزہ	مفتی محمد خان قادری	4-2-02
138	☆	☆	3-02
139	محبت رسول ﷺ کے تقاضے	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی	4-02
140	☆	☆	5-02
141	☆	☆	6-02
142	اسوہ حسنہ اور عصر حاضر	مفتی محمد خان قادری	1-7-02

تاریخ	مقرر	عنوان	نمبر شمار
8-02	☆	☆	143
2-9-02	پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر	دورِ حاضر میں تبلیغ دین کے تقاضے	144
10-02	☆	☆	145
11-02	☆	☆	146
12-02	☆	☆	147
1-03	☆	☆	148
2-03	☆	☆	149
3-03	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی	میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت	150
5-4-03	پروفیسر قاری مشتاق احمد	مجددی تحریک کے اہم نکات اور اس کا جائزہ	151
5-03	☆	☆	152
6-03	☆	☆	153
7-7-03	مفتی محمد خان قادری	معجزات و کرامات کی شرعی حیثیت	154
4-8-03	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی	عقیدہ ختم نبوت ﷺ، سورۃ احزاب کی آیت نمبر 40 کی روشنی میں	155
9-03	☆	☆	156
6-10-03	علامہ محمد صدیق ہزاروی	مدارس کا کردار کیوں اور کیسے؟	157
11-03	☆	☆	158
1-12-03	مفتی محمد خان قادری	اسلام میں عورت کا مقام	159
1-04	☆	☆	160

نمبرشمار	مقرر	عنوان	تاریخ
161	☆	☆	2-04
162	☆	☆	3-04
163	☆	☆	4-04
164	مقصد ولادتِ نبوی ﷺ قرآن و سنت کی روشنی میں	پروفیسر قاری مشتاق احمد	3-5-04
165	اولیاء اللہ سے استمداد و توسل قرآن و سنت کی روشنی میں	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی	7-6-04
166	سورہ احزاب کی آیت نمبر 45 کی روشنی میں مسئلہ حاضر و ناظر	علامہ محمد عابد جلالی	5-7-04
167	☆	☆	8-04
168	حقیقت جہاد اور حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ	پروفیسر قاری مشتاق احمد	6-9-04
169	فضلیت علم و علماء	علامہ محمد صدیق ہزاروی	4-10-04
170	☆	☆	11-04
171	☆	☆	12-04
172	☆	☆	1-05
173	☆	☆	2-05
174	☆	☆	3-05
175	شریعت، طریقت اور حقیقت نگاہِ مجدد میں	پروفیسر قاری مشتاق احمد	4-4-05
176	ریکارڈ میں عنوان محفوظ نہیں		5-05

نمبر شمار	عنوان	مقرر	تاریخ
177	عصر حاضر میں عشقِ رسول ﷺ کے تقاضے	ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی	6-6-05
178	آدابِ رسول ﷺ کی اہمیت اور اس کے تقاضے	ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس	4-7-05
179	حضرت سیدنا صدیقِ اکبرؓ کی دینی و ملّی خدمات	علامہ محمد صدیق ہزاروی	1-8-05
180	معراج النبی ﷺ کے حوالے سے عظمت و رفعت مصطفےٰ ﷺ	پروفیسر محمد اسحاق قریشی	5-9-05
181	عصرِ حاضر میں علمِ دین کے تقاضے سورۃ علق کی آیات نمبر 5 ,4 ,3 کی روشنی میں	علامہ محمد صدیق ہزاروی	3-10-05
182	عید کا حقیقی تصور	پروفیسر قاری مشتاق احمد	7-11-05
183	نعت کا حقیقی تصور اور عصر حاضر	راجا رشید محمود	5-12-05
184	☆	☆	1-06
185	☆	☆	2-06
186	شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کی تحریک احیائے دین	پروفیسر محمد اقبال مجددی	6-3-06
187	سورۃ کوثر کے مضامین کا تفسیری جائزہ	علامہ محمد صدیق ہزاروی	3-4-06
188	دعویٰ توحید و رسالت سورۃ الفتح کی آیت نمبر 29 کی روشنی میں	علامہ مفتی ظہور احمد جلالی	1-5-06
189	حرمتِ ربٰــو (سود) کی تفصیل عصر حاضر میں اسکی مختلف صورتیں اور تدارک	پروفیسر قاری مشتاق احمد	5-6-06
190	عریانی و فحاشی کی تباہ کاریاں	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی	3-7-06

تاریخ	مقرر	عنوان	نمبرشمار
7-8-06	علامہ محمد صدیق ہزاروی	نکاح کی ضرورت واہمیت اور حرمتِ زنا قرآن وسنت کی روشنی میں	191
4-9-06	پروفیسر قاری مشتاق احمد	توحید اور شرک قرآن وسنت کی روشنی میں	192
2-10-06	علامہ محمد صدیق ہزاروی	روزہ ذریعہ تزکیۂ نفس	193
6-11-06	علامہ مفتی ظہور احمد جلالی	مقام ولایت اور مزاراتِ اولیاء و دیگر قبور پر حاضری سے متعلق آداب واحکام	194
4-12-06	ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی	اسلام کا نظامِ عدل اور عصر حاضر	195
1-1-07	پروفیسر قاری مشتاق احمد	شیطان کے بعض طریقہ واردات اور ان سے بچاؤ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 166 کی روشنی میں	196
5-2-07	علامہ محمد ظہیر بٹ	امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے آئینے میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور کردار	197
5-3-07	علامہ محمد صدیق ہزاروی	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور نظام تبلیغ	198
2-4-07	پروفیسر قاری مشتاق احمد	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتوقیر قرآن و سنت کی روشنی میں	199
7-5-07	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی	ورفعنا لک ذکرک کی روشنی میں ذکر رسول ﷺ کی توضیح، اہمیت وفضیلت اور اسکے تقاضے	200
4-6-07	علامہ محمد صدیق ہزاروی	اسلام میں نیکی تصور اور اسکی تفصیل سورۂ بقرہ کی آیت ۱۷۷ کی روشنی میں	201

نمبر شمار	عنوان	مقرر	تاریخ
202	خصائص کبریٰ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کی 16 اہم خصوصیات کا تفصیلی جائزہ	صاحبزادہ سید محمد نوید الحسن المشہدی	2-7-07
203	معراج النبی ﷺ کی روشنی میں حیات النبی وانبیاء علیہ السلام	پروفیسر قاری مشتاق احمد	6-8-07
204	عصر حاضر میں علوم دین کی تحصیل کی اہمیت و فضیلت	علامہ محمد ظہیر بٹ	3-9-07
205	سورۃ آل عمران کی آیت ۱۲۳ کی روشنی میں غزوہ بدر کا تفصیلی جائزہ	علامہ محمد صدیق ہزاروی	1-10-07
206	سورۃ الزمر کی آیت ۵۳ کی روشنی میں بڑے گنہگاروں کیلئے رحمت باری سے امید اور مغفرت کا تفصیلی جائزہ	پروفیسر قاری مشتاق احمد	5-11-07
207	مقام رسالت اور حضور علیہ الصلوۃ کے روضہ اقدس کی حاضری کے آداب وضوابط	علامہ مفتی ظہور احمد جلالی	3-12-07
208	حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے روضہ اقدس کی حاضری کے آداب وضوابط	علامہ محمد ظہیر بٹ	7-1-08
209	اصحاب ثلاثہ، اصحاب النبی اور امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بارے میں شکوک شبہات کا ازالہ	پروفیسر قاری مشتاق احمد	4-2-08
210	حضرت مجدد ؒ کی اصلاحی تحریک نے ملت اسلامیہ کو تفرقہ میں مبتلا نہیں کیا	علامہ محمد صدیق ہزاروی	3-3-08
211	حضور علیہ الصلوۃ السلام بحیثیت مختار کل	علامہ ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی	7-4-08

نمبرشمار	عنوان	مقرر	تاریخ
212	اسلام وروشن خیالی	پروفیسر محمد اسحاق قریشی	5-5-08
213	والدین کے حقوق وفرائض	علامہ محمد صدیق ہزاروی	2-6-08
214	حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ بحثیت امام الاصفیا	پروفیسر قاری مشتاق احمد	7-7-08
215	حضرت امام اعظمؒ کی شخصیت اور علمی مقام	پروفیسر محمد اسحاق قریشی	4-8-08
216	سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۸۵ کی روشنی میں ماہ رمضان المبارک کی خصوصیات	علامہ محمد صدیق ہزاروی	1-9-08
217	تصوف اور اسلام متوازی اور غیر متوازی کی فضول بحث اور دین کے خلاف گہری سازش	پروفیسر قاری مشتاق احمد	6-10-08
218	فلسفہ تصوف سورۃ مزمل کی روشنی میں	علامہ مفتی ظہور احمد جلالی	3--11-08
219	صحابہ کرام کی زہد وتصوف	پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر	1-12-08
220	صفات رسولؐ سورۃ احزاب کی روشنی میں	پروفیسر محمد اسحاق قریشی	5-1-09
221	قرآن حکیم کی روشنی میں دلوں کی طمانیت و سکون کیونکر اور کیسے؟	پروفیسر قاری مشتاق احمد	2-2-09
222	اذلیتِ نور مصطفےٰؐ	علامہ مفتی ظہور احمد جلالی	2-3-09
223	شان ولائت اور تفرخات اورلیاء	علامہ محمد صدیق ہزاروی	6-4-09
224	مرد مومن کی موت قرآن سنت کی روشنی میں	پروفیسر قاری مشتاق احمد	4-5-09
225	محبت اطاعت رسولؐ اور صدیق اکبرؓ کی شخصیت اور تمام	علامہ محمد ظہیر بٹ	1-6-09

نمبر شمار	عنوان	مقرر	تاریخ
226	معراج مصطفےؐ سورۃ نجم کی ابتدائی آیات	مفتی ظہور احمد جلالی	6-7-09
227	توبہ فضیلت اور تقاضے	علامہ محمد صدیق ہزاروی	3-8-09
228	تقوی مطلوب روزہ کیوں اور کیسے	ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس	7-9-09
229	فلسفہ صیام اور ہماری ذمہ داریاں	پروفیسر قاری مشتاق احمد	5-10-09
230	سنت کی آئینی حیثیت	محمد عرفان اللہ اشرفی	2-11-09
231	شان مصطفےؐ سورۃ الکوثر کی روشنی میں	پروفیسر محمد اسحاق قریشی	7-12-09
232	دعا کی شرعی حیثیت اور اس کے آداب و احکامات	علامہ محمد رضاء الدین صدیقی	4-1-10
233		محمد اقبال مجددی	1-2-10
234	حضور الصلوۃ السلام بحیثیت رحمتہ للعلمین	علامہ محمد صدیق ہزاروی	1-3-10
235	عرس کی شرعی حیثیت اور اس کے مقاصد و اھداف	پروفیسر قاری مشتاق احمد	5-4-10
236	توحید اور شرک قرآن وحدیث کی روشنی میں	محمد عرفان اللہ اشرفی	3-5-10
237	توحید اور شرک قرآن و حدیث کی روشنی میں۔II	محمد عرفان اللہ اشرفی	7-6-10
238	عظمت صدیق اکبرؓ قرآن وحدیث کی روشنی میں	پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم ورک	5-7-10
239	علم نبوی ﷺ	پروفیسر محمد اسحاق قریشی	
240	عصر حاضر میں آفات سماوی وارضی کے ممکنہ اسباب اور ہماری ذمہ داریاں	علامہ محمد صدیق ہزاروی	6-9-10

نمبر شمار	عنوان	مقرر	تاریخ
241	عقیدہ رسالت ضرورت واہمیت اور تقاضے	محمد عرفان اللہ اشرفی	4-10-10
242	مطالعہ سیرت (ضرورت واہمیت)	پروفیسر محمد اسحاق قریشی	1-11-10
243	بعثت نبویؐ اور انقلاب معاشرہ	پروفیسر محمد اسحاق قریشی	6-12-10
244	ہمہ قرآن در شان محمدؐ	ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس	3-1-11
245	ناموس رسالت ﷺ	پروفیسر محمد اسحاق قریشی	7-2-11
246	عقیدۂ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داریاں	پروفیسر محمد اسحاق قریشی	7-3-11
247	غیر اللہ سے استمداد	علامہ محمد صدیق ہزاروی	4-4-11

نوٹ:

☆ پہلی ماہانہ محفل میلاد سے ۱۹۹۷ء تک ممتاز ماہر تعلیم پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی سابق چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ جامعہ اسلامیہ بہاولپور و پنجاب یونیورسٹی لاہور نے تقاریر کے بعد صدارتی خطبات ارشاد فرمائے۔

حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ نگرانی لاہور کے دیگر مقامات پر جو محافل منعقد ہوئیں ان کا ریکارڈ بھی درج ذیل ہے:

نمبر شمار	عنوان	مقرر	تاریخ	مقام
۱۔	جمال مصطفیٰ ﷺ	پروفیسر قاری مشتاق احمد	۱۹۹۴	جامع مسجد بلال مقدس پارک، گلشن راوی لاہور
۲۔	فضائل درود و سلام	ایضاً	۱۹۹۶	۱۵۰ مقدس پارک، گلشن راوی لاہور
۳۔	خلقت نورِ محمدی	ایضاً	21-7-97	جامع مسجد رشیدیہ سمن آباد لاہور
۴۔	گیارہویں شریف کی حقیقت	ایضاً	21-9-97	ایضاً
۵۔	معراج النبیؐ کی روشنی میں دعوت عمل	ایضاً	23-11-97	ایضاً
۶۔	رمضان المبارک کے فضائل و مسائل	پروفیسر قاری مشتاق احمد	27-12-97	جامع مسجد رشیدیہ سمن آباد لاہور
۷۔	معراج النبیؐ اور رویت باری تعالیٰ	ایضاً	30-11-97	مقدس پارک گلشن راوی لاہور
۸۔	فضیلت کی راتیں اور لیلۃ القدر	ایضاً	25-1-98	جامع مسجد رشیدیہ سمن آباد لاہور

۹۔	جہاد۔ سیرت حضرت امام حسین کی روشنی میں	ایضاً	28-4-98	جامع مسجد رشیدیہ سمن آباد لاہور
۱۰۔	میلاد النبیﷺ قرآن وسنت کی روشنی میں	ایضاً	6-7-98	جامع مسجد رشیدیہ سمن آباد لاہور
۱۱۔	خصائص وبرکات مصطفیٰ ﷺ	ایضاً	18-7-98	رچنا بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
۱۲۔	ہمہ قرآن درشان مصطفیٰ ﷺ	ایضاً	29-9-98	پیرس مارکیٹ ، انارکلی لاہور
۱۳۔	شان مصطفیٰ ﷺ	ایضاً	7-9-98	چاہ جموں والا ، سمن آباد ، لاہور
۱۴۔	حقوق العباد قرآن وسنت کی روشنی میں	علامہ مفتی محمد خان قادری	1999	پیرس مارکیٹ ، انارکلی لاہور
۱۵۔	فضائل شب برات	ایضاً	10-10-00	جامع مسجد حاموں شاہ نیا مزنگ لاہور
۱۶۔	محفل میلاد اور انفاق سبیل للہ	ایضاً	19-10-00	پیرس مارکیٹ ، انارکلی لاہور
۱۷۔	میلاد مصطفیٰﷺ کے تقاضے	ایضاً	17-6-01	مقدس پارک گلشن راوی لاہور
۱۸۔	عقیدہ ختم نبوتﷺ اور حضرت سیدنا صدیق اکبر	علامہ مفتی محمد خان قادری	01-10-01	پیرس مارکیٹ انارکلی لاہور
۱۹۔	مقصد ولادت نبویﷺ سورۂ جمعہ کی ابتدائی آیات کی روشنی میں	ایضاً	25-5-02	چوک جنازگاہ نیا مزنگ لاہور

۲۰۔	فضائلِ مدنیۃ الرسول ﷺ	ایضاً	23-3-03	پاکستانی چوک اچھرہ لاہور
۲۱۔	اتباع سنت اور آفاقی توازن	سید عبدالرحمان بخاری	14-9-93	انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور
۲۲۔	عبدہٗ چیز دگر	ایضاً	25-8-95	جامع مسجد بلا مقدس پارک
۲۳۔	محفل میلاد کے فیوض و برکات	ایضاً	19-12-96	پیرس مارکیٹ انارکلی لاہور
۲۴۔	انسانی زندگی پر درود پاک کے اثرات (دوسرا حصہ)	ایضاً	1998	جامع مسجد محمدیہ سوڈیوال کوارٹر لاہور
۲۵۔	انسانی زندگی پر درود پاک کے اثرات (تیسرا حصہ)	ایضاً	24-8-98	جامع مسجد رشیدیہ سمن آباد لاہور
۲۶۔	رشتوں کا بھرم خدا کا کرم	ایضاً	26-9-97	جامع مسجد رشیدیہ سمن آباد لاہور
۲۷۔	نسبت مصطفیٰ ﷺ	ایضاً	27-12-97	پیرس مارکیٹ انارکلی لاہور
۲۸۔	مرکز کائنات ﷺ	ایضاً	01-8-98	فائیو سٹار شادی ہال گلشن راوی لاہور
۲۹۔	اتباع رسولؐ اور حضرت عبدالقادر جیلانیؒ	پروفیسر سعید احمد خان	2-9-96	جامع مسجد رشیدیہ سمن آباد لاہور
۳۰۔	قرآن حکیم کی صداقت، اعجاز اور بے مثلیت	ایضاً	29-7-96	جامع مسجد رشیدیہ سمن آباد لاہور
۳۱۔	فضائل رمضان المبارک	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی	20-12-98	مقدس پارک گلشن راوی لاہور

۳۲۔	فکرِ آخرت قرآن وسنت کی روشنی میں	علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی	24-10-04	ملن شادی ہال ،مون مارکیٹ، گلشن راوی لاہور
۳۳۔	سورۂ بقرہ کی روشنی میں اصلاح معاشرہ	ایضاً	17-10-06	جامع مسجد حنفیہ غوثیہ بریلویہ نیامزنگ
۳۴۔	مقام نبوت ﷺ سورۂ احزاب کی آیت نمبر 46-45 کی روشنی میں	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی	25-9-2004	چوک فتح شیر روڈ نیامزنگ لاہور
۳۵۔	محفل میلاد کی شرعی حیثیت	ایضاً	2006	چوک فتح شیر روڈ نیامزنگ لاہور
۳۶۔	عصمت انبیاء علیھم السلام کے بارے میں عقیدہ	علامہ سید محمد ظفر اللہ شاہ	21-10-01	چوک فتح شیر روڈ نیامزنگ لاہور
۳۷۔	ایصال ثواب قرآن وسنت کی روشنی میں	علامہ محمد عابد جلالی	2005	چوک فتح شیر روڈ نیامزنگ لاہور

مطبوعات شیر ربّانی پبلیکیشنز

جامع مسجد قادریہ شیر ربانی (شیر ربّانی روڈ) چوک شیر ربّانی 21 ایکڑ سکیم نیومزنگ سمن آباد لاہور۔

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف
۱۔	توحید اور شرک	غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ
۲۔	حالات ومقامات حضرت مجدد الف ثانیؒ	عبدالاحد
۳۔	حضرت امام اعظمؒ مجدد الف ثانیؒ کی نظر میں	حضرت علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری
۴۔	سی وسہ آیات	حضرت ابوالحسن زید فاروقی نقشبندی مجددی
۵۔	مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان	حضرت ابوالحسن زید فاروقی نقشبندی مجددی
۶۔	نبی رحمت ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز (چھوٹی)	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
۷۔	نبی رحمت ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز (بڑی)	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
۸۔	حسن الاعتقاد فی ذکر المیلاد مع تحقیق البدعۃ	مفسر قرآن پروفیسر قاری مشتاق احمد
۹۔	محافل میلاد النبی ﷺ علامہ اقبال کی نظر میں	ڈاکٹر بابر بیگ مطالی
۱۰۔	نماز کی اہمیت اور ضروری مسائل	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۱۱۔	عید میلاد النبی ﷺ قرآن وسنت کی روشنی میں	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۱۲۔	نظام مصطفےٰ ﷺ اور ہماری زندگی	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۱۳۔	دور حاضر میں عشق رسول ﷺ کے تقاضے	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۱۴۔	حضرت مجدد الف ثانی کی دینی ملی خدمات	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۱۵۔	محافل میلاد النبی ﷺ اور دینی تقریبات کے فروغ کے لئے چند ضروری گذارشات	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۱۶۔	حضرت شیر ربّانیؒ کا پیغام عصر حاضر کے نام	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

۱۷۔	رہنمائے حج وزیارات	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۱۸۔	شجرہ طیبہ مع معمولات نقشبندیہ مجددیہ	
۱۹۔	منبع انوار	حضرت صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری
۲۰۔	جامع مسجد قادریہ شیر ربّانی ایک تنظیم۔ایک ادارہ	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۲۱۔	تائید اہل سنت	حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہٗ
۲۲۔	مختصر سوانح حیات شیخ الاسلام حضرت ابوالحسن زید فاروقی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۲۳۔	عصر حاضر میں تبلیغ دین کے تقاضے	پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر
۲۴۔	طلبہ کی قلمی کاوشیں	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۲۵۔	کنز الہدایات فی کشف الدرایات والنھایات	حضرت مفتی محمد باقر لاہوری مترجم حضرت علامہ مفتی ظہور احمد جلالی
۲۶۔	تجہیز وتکفین	حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی
۲۷۔	تقسیم وراثت	حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی
۲۸۔	افکار حضرت مجدد الف ثانیؒ اور عصر حاضر	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۲۹۔	اوراد فتحیہ مع دعائے رقاب	
۳۰۔	اثباتُ النبوۃ	حضرت مجدد الف ثانیؒ مترجم حضرت علامہ مفتی ظہور احمد جلالی
۳۱۔	حضرت مجدد الف ثانی کی دینی وملی خدمات (باردوم)	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۳۲۔	ارمغان امام ربّانی	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

۳۳۔	حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی قومی کانفرنس کا پس منظر و پیش منظر	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۳۴	مجددِ دوراں	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
۳۵	مشائخ نقشبندیہ مجددیہ سے سلاطین کی ارادت وعقیدت	حضرت صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد
۳۶	فکر امام ربّانی	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۳۷	مکتوبات امام ربّانی میں عقائد اہل سنت وجماعت	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۳۸	آسمان نقشبندیت اور فلک مجددیت کا کوکب درخشاں	محمد ناظمؒ بشیر نقشبندی مجددی
۳۹۔	تعزیت پیغامات	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۴۰۔	تصوف اور اسلام (متوازی اور غیر متوازی کی فضول بحث اور اسلام کے خلاف گہری سازش	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۴۱۔	نذرِ مجدد	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۴۲۔	تذکارِ سرور	محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی
۴۳۔	ارمغان امام ربّانی (جلد دوم)	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
۴۴۔	تصوف روحِ اسلام	پروفیسر قاری مشتاق احمد

۴۵۔	روئیداد (۳۳ ویں سالانہ امام ربّانی کانفرنس) (پہلا سالانہ عرس مبارک)	محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی
۴۶۔	ارمغانِ امام ربّانی (جلد سوم)	پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
۴۷۔	مقاماتِ سرور	محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی



ایک اہم یادداشت

بندہ ناچیز ایک بار عرس شریف میں حاضری کے لیے شرقپور شریف حاضر ہوا۔ اعلیٰ حضرت شرقپوری علیہ الرحمۃ کے مبارک قدموں کی جانب واقع حویلی میں عرس شریف کی تقریب انعقاد پذیر تھی۔ اس موقع پر فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ بانی تحریک یوم مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے بذات خود ارشاد فرمایا کہ وہ تین حضرات کی دستار بندی کرنے لگے ہیں:

یہ دستار خلافت وہ اپنی طرف سے نہیں دے رہے بلکہ دربار شریف والوں کی اجازت ومنظوری سے دے رہے ہیں

جن میں گھنگ شریف سے تعلق رکھنے والے میاں عبدالخالق صاحب، چنیوٹ سے تعلق رکھنے والے مولانا محمد انور چنیوٹی صاحب شامل تھے اور تیسرے صاحب **حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی** تھے جن کے متعلق حضرت میاں جمیل احمد صاحب نے فرمایا:

آستانہ عالیہ سے جس قدر اشاعتی کام ہو رہا ہے سب انہی کے ذریعے ہو رہا ہے جس قدر ترویج واشاعت کا کام ہوا ہے اس میں ستر فی صد ان کا حصہ ہے اور باقی تیس فی صد میں بھی ان کا حصہ ہے

یہ چند کلمات فقیر غفرلہٗ القدیر کے ذہن نشین تھے جو بطور ریکارڈ ضبط تحریر میں لائے گئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

ظہور احمد جلالی

آج مورخہ

2-9-2005

نوٹ: اصل تحریر کا عکس ملحقہ صفحہ پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔